

# تدریس قرآن و حدیث

برائے طلبہ و طالبات انجینئرنگ یونیورسٹی اور الحاق شدہ کالجز



مکتبہ فکر اسلامی

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسراeel فاروقی ڈاکٹر عافظ محمد شہباز حسن

شعبہ علم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور شعبہ علم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

## فہرست مضمایں

5	.....	مقدمہ
	.....	حصہ اول: عقائد اسلام
8	.....	
12	.....	توحید
16	.....	توحید کی اہمیت
22	.....	توحید کی اقسام
23	.....	رسالت
30	.....	مختصر حالات: سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفیٰ علیہ السلام
34	.....	رسول اللہ علیہ السلام کا مقام اور آپ کے فضائل
34	.....	رسول اللہ علیہ السلام کی خصوصیات
37	.....	خاتم النبیین
	.....	یوم آخرت پر ایمان
65	.....	حصہ دوم: القرآن الحکیم
69	.....	قرآن مجید کے محاسن
63	.....	قرآن کریم کی جمع و تدوین
83	.....	سورہ الحجرات
	.....	سورۃ المائدۃ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب

تدریس قرآن و حدیث

نام مؤلفین ..... پندرا نونا خواجہ احمد رضا نقشبندی، ذکر عالیہ عوام شیعہ جسے

اشاعت

نمبر ۲۰۲۰ء ..... نویسنده مکتبۃ الفہریان اسلامی

مکتبۃ الفہریان اسلامی

G/F-26، باری جلیل سنبھل غربی، سڑک ۱، بازار لاہور  
لہجہ: 0300-0997821 - 0321-8661763  
042-37244973 - 37232369  
[www.facebook.com/maktabaislamia1](http://www.facebook.com/maktabaislamia1)  
[maktabaislamialinfo@gmail.com](mailto:maktabaislamialinfo@gmail.com)  
[www.maktabaislamia.com.pk](http://www.maktabaislamia.com.pk)  
بلیج: بال مقابل شیل پرول پک کوتالی روڈ، فصل آباد  
041-2631204 - 2641204

### حصہ سوم: اسلام اور جدید سائنس

### حصہ چہارم: اخلاقیات

- \* ل: آیاتِ قرآنیہ .....
- \* ب: احادیث مبارکہ .....

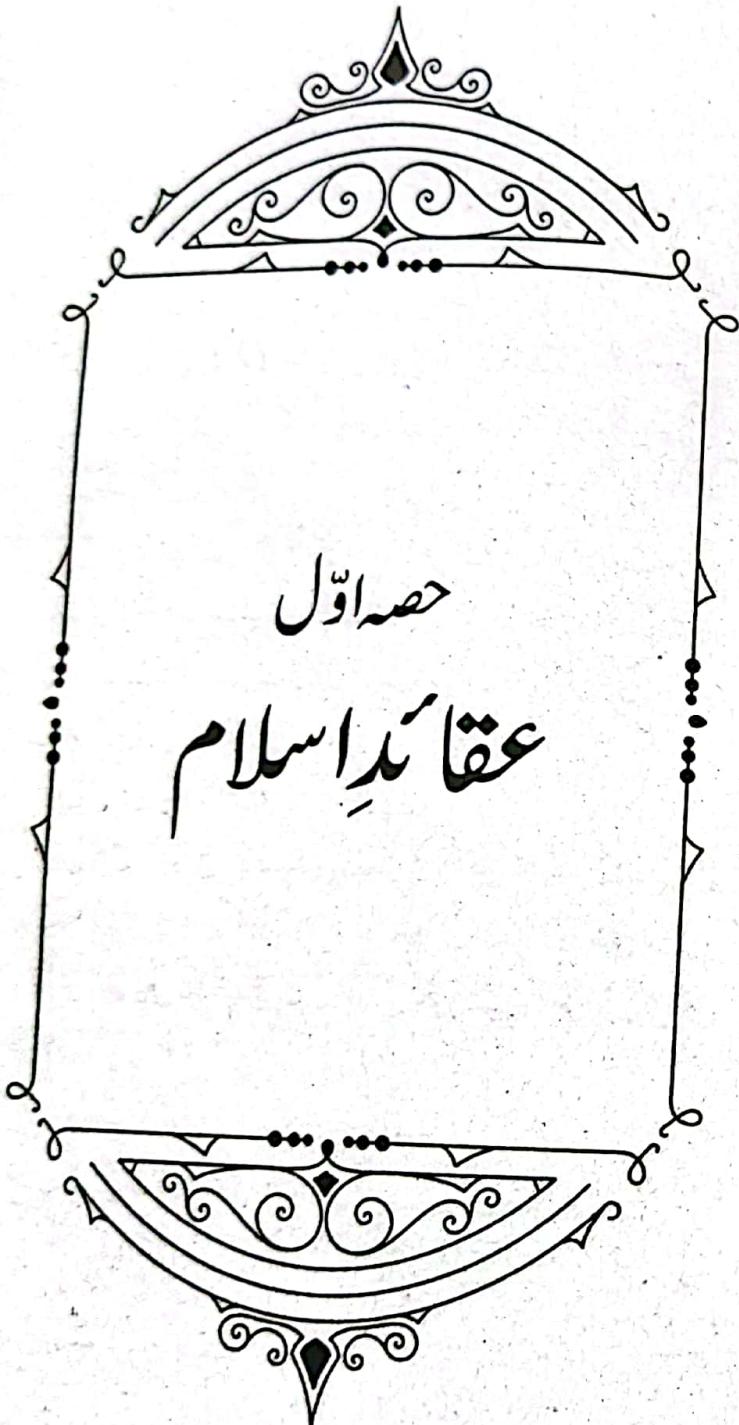
### مسیح علیہ السلام

اسلام دین حق ہے۔ اس کے عقائد ہے اور خالص نیں، اس کی عبادات سادہ اور انسانی نظر کے میں مطابق ہیں اور اس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں جن کی سیرت مطہرہ فتوح نو نے اسوہ حسنہ، آپ سب سے عظیم انسان ہیں جس کا اعتراف بعض انصاف انسان کے لیے اسوہ حسنہ ہے۔ اگر یہ مصنف مائیکل ہارت تاریخ انسانی کے سو بڑے آدمیوں پندرہ مسلموں نے بھی کیا ہے۔ اگر یہ مصنف مائیکل ہارت تاریخ انسانی کے سو بڑے آدمیوں کی فہرست مرتب کرنے بیٹھا تو اس کو سرفہرست رکھنے کے لیے پیغمبر اسلام کی ذات سے تدوین صفات کے سوا کسی اور ہستی کا نام نظرنا آیا۔

اسلام اپنی انسانیت نواز خوبیوں کے باعث روزِ اذل سے مسلسل چھلتا آ رہا ہے۔ آج دنیا بھر میں ڈیڑھارب کے لگ بھگ انسان اسلام کے حلقة گوش ہیں اور اس زمانے میں دیا ر مغرب میں اسلام کے فروع کی رفتار بوجوہ تیز ہو گئی ہے اور امریکہ اور یورپ میں قبول اسلام کی شرح میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ اسلام کی حقانیت و صفات کی وجہ سے ہے۔ اگر مسلمان بآہی انتشار اور فرقہ پرستی سے بچیں اور اپنے اخلاق و کردار کو بہتر بنائیں تو اس اضافے میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ و ما ذلک علی اللہ بعزیز۔

سلسلہ انبیاء کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں اور اسلام آخری اور حتمی دین ہے جو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے جامع اور عالمگیر منع ہدایت ہے۔ اسی فکری و عملی دعوت کو جامد کے طباء مک پہنچانے میں شعبہ علوم اسلامیہ گزشته صفت صدی سے نہایت اخلاص سے مصروف ہے۔ ہم اس کی بہتری اور ترقی کے لئے کوشش اور دعا کو ہیں۔ ہم اپنے عزیز طلبہ و طالبات سے بھی دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ”تدریس قرآن و حدیث“ (برائے سال اول) انجینئر گ اینڈ میکنائلو جی کے



طلاء کے لئے مرتب کی گئی ہے۔ تاہم دیگر اہل اسلام کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ مفید ثابت ہو گا۔

ہماری اس جامعہ اور اس سے ملحقہ اداروں میں فی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ اور مطالعہ پاکستان میں بطور لازمی مضمون پڑھایا جا رہا ہے۔ تعلیم اسلامیات و مطالعہ پاکستان سے جذبہ اسلامی اور جذبہ حب الوطنی بیدار ہوتا ہے۔ اس کے ہمارے معاشرے پر ثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس مضمون کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے طلاء اچھے انجینئر کے ساتھ ساتھ اچھے اور باکردار مسلمان بھی بنیں۔

آخرین مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ كے تحت ہم اپنے شعبہ کے ان اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جن کے حسن کے حسن توجہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔  
قارئین کرام کو اگر کہیں تشکی یا غلطی محسوس ہو تو ہمیں آگاہ کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی صحیح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے سینوں کو فہم قرآن و حدیث کے لئے کھول دے۔ واللہ الموفق

مؤلفین

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسراeel فاروقی

ڈاکٹر حافظ محمد شبیاز حسن

سید علی جعفر

## توحید

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّمَا تَنْهَاكُ عَنِ الْمُحَاجَةِ إِذَا قُلْتُمْ لَهُمْ أَعْلَمُ بِالْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شُرُكٌ فِي السَّمَاوَاتِ طَرِيقُونِي إِلَيْكُمْ مِّنْ قَبْلِ هَذَا أَوْ أَثْرَرَهُ مِنْ عَلِيِّنِ رَبِّنِتُمْ صَدِيقِينَ ﴾ ①

”آپ ان سے پوچھیے کہ بتاؤ تو سبی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے۔ تو مجھے دکھاو یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے۔ اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاویا کوئی علمی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو (تو ضرور ایسا کرو)۔“

سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۳۲-۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَوْمَدَ مَنْ لَا يُجْبِبُ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُوَيْهِ أَوْلِيَاءٌ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۱﴾ أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْلَمْ بِخَلْقِهِنَّ يُغَيِّرُ عَلَى أَنْ يُنْجِيَ الْمُوْتَى طَبَّلَ إِنَّهُ عَلَى كُلِّ  
شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲﴾

”اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی نہ مانے گا وہ اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی والی وارث نہیں۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا یہ لوگ جانتے نہیں؟ کہ جس خدا نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کی نکان تھے ہو وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔

۱/ الاحقاف: ۴۔ ۲/ الاحقاف: ۴۶۔ ۳۲-۳۳/ الاحقاف: ۴۶۔

ہاں پیش کوئی طرح قادر ہے۔“  
ہاں پیش کوئی طرح قادر ہے۔“  
”توحید، تین چیزوں کا نام ہے: اللہ کی ربوبیت کی پیچان، اس کی وحدانیت کا اقرار اور  
اس سے تمام شر کیوں کی نفی کرنا۔  
توحید کیلئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرنے کا نام ہے۔  
شریعت میں توحید اس کو کہتے ہیں کہ ”اللہ کے حقوق صرف اللہ کو دیے جائیں اور وہ تن  
ہیں: ملکیت کا حق، عبادت کا حق اور اسماء و صفات کا حق۔  
ان تینوں تعریفات سے ”توحید“ کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے اکیلے  
اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق و مالک مانا، تمام عبادات صرف اسی کے لئے مجبالاً نا اور اس کے اسماء و  
صفات میں اسے یکتا تصور کرنا۔

کلمہ توحید  
کلمہ ”دُو توحید“ وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء و رسول ﷺ دعوت دیتے رہے یعنی پہلے جزو  
میں تمام معبدوں ان بالطلہ کی نفی ہے اور دوسرا جزو میں صرف اللہ تعالیٰ کے معبد برحق ہونے کا  
اثبات ہے۔ گویا اس کلمے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سواتھ تمام معبدوں ان بالطلہ کا انکار کیا جائے  
اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو تمام عبادات کا مستحق گردانا جائے۔ یہ مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس  
فرمان سے مأخوذه ہے:  
﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْأَنْعَمُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴾ ②  
”اور تم سب کا معبدوں ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی معبد برحق نہیں، وہ بہت رحم

کرنے والا اور براہم بربان ہے۔“  
ایک الہ کی عبادت ہی دراصل توحید ہے، جو عقیدہ توحید کا اقرار نہیں کرتا گویا اس نے اللہ کی  
عبادت ہی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت کے تمام اوصاف میں یکتا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ  
وہ اکیلا ہی عبادات کا مستحق ہے اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کا انتبا

## توحید

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿قُلْ أَرَعِيهِمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ أَرْوَفُ مَا ذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شُرُكٌ فِي السَّمَاوَاتِ طَرِيقُنِي يُكْتَبُ مِنْ قَبْلِ هُنَّا أَوْ آثَرَةٌ مِنْ عِلْمٍ أَنْ كُنْتُمْ صَدِيقِينَ﴾ ①

”آپ ان سے پوچھیے کہ بتاؤ تو سبی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے۔ تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے۔ اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاویا کوئی علمی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو (تو ضرور ایسا کرو)۔“

سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۳۲-۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَوْمَنْ لَا يُجْبِبُ دَارِعِ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءٌ طَوْلِيَّكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ ② أَوْ لَمْ يَرَوَا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْنِي بِخَلْقِهِنَّ بِغَيْرِ عَلَى أَنْ يُعْلَمَ الْمُوْتُ طَبَّلَ إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ③

”اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی نہ مانے گا وہ اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی والی وارث نہیں۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا یہ لوگ جانے نہیں؟ کہ جس خدا نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کی تکان نہ ہو وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔

۱/ الاحقاف: ۴۶. ۲/ الاحقاف: ۳۲-۳۳.

ہاں بیشک وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

”توحید، تین چیزوں کا نام ہے: اللہ کی ربوبیت کی پیچان، اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس سے تمام شریکوں کی نفعی کرنا۔

توحید اکیدہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرنے کا نام ہے۔

۲: شریعت میں توحید اس کو کہتے ہیں کہ ”اللہ کے حقوق صرف اللہ کو دیے جائیں اور وہ تین

ہیں: ملکیت کا حق، عبادت کا حق اور اسماء و صفات کا حق۔

۳: ان تینوں تعریفات سے ”توحید“ کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے اکیلے اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق و مالک مانتا، تمام عبادات صرف اسی کے لئے بجالانا اور اس کے اسماء و صفات میں اسے یکتا تصور کرنا۔

## کلمہ توحید

کلمہ ”توحید“ وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء و رسول یعنی دعوت دیتے رہے یعنی پہلے جزو میں تمام معبدوں ان بالطہ کی نفعی ہے اور دوسرا جزو میں صرف اللہ تعالیٰ کے معبد و بحق ہونے کا اثبات ہے۔ گویا اس کلے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سواتھ تمام معبدوں ان بالطہ کا انکار کیا جائے اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو تمام عبادات کا مستحق گروانا جائے۔ یہ مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے:

﴿وَإِنَّهُمْ إِلَهٌ وَّاَنِّي حَلَّا إِلَهٌ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ ④

”اور تم سب کا معبد ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی معبد و بحق نہیں، وہ بہت رحم۔

کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“

ایک الہ کی عبادت ہی دراصل توحید ہے، جو عقیدہ توحید کا اقرار نہیں کرتا گویا اس نے اللہ کی عبادت ہی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت کے تمام اوصاف میں یکتا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے اور اس کا علم ہر چیز پر صحیح ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کا نام

رب کا محبوب ہے اور یہی کہ جو مون ہیں ان کی تمام امیدیں اس لاشریک ذات کے راستے  
وابستہ ہیں یہی مفہوم ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالظَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ كَاهے۔ اس نے فرمایا:  
﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَعَذَّبُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُجْبِنُهُمْ كَحْتِ اللَّهِ طَ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُ حُبَّاً لِّلَّهِ طَ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ط  
أَنَّ الْقُوَّةَ يِلْهُ جَيْعَانًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ﴾ ①

”لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہی جو دوسروں کو اللہ کا شریک تھہرا لیتے ہیں،  
وہ ان سے اس طرح محبت رکھتے ہیں جیسے کہ اللہ سے محبت ہوئی چاہیے اور وہ لوگ  
جو یمان لائے ہوئے ہیں ان کی محبت اللہ سے ہی شدید ترین ہوتی ہے۔ اے کاش  
جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر انہیں سوچنے والا ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سوچھ جائے  
کہ ساری کی ساری قوت اللہ کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔“

لا إله إلا الله كام فهو

﴿أَنَّ الْقُوَّةَ يِلْهُ جَيْعَانًا﴾ قوت، اختیار اور تصرف صرف اللہ کے پاس ہے۔

۱: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

۲: اللہ کے سوا کوئی محبت کے لائق نہیں ہے۔

۳: اللہ کے سوا کوئی بھی صاحب تصرف اور صاحب قوت نہیں ہے۔ سارا اختیار صرف اللہ کے  
پاس ہے۔

۴: اللہ کے سوا کوئی بھی ایسی ہستی نہیں جس سے کوئی امید، لائق یا طمع رکھی جائے۔

۵: اللہ کے سوا کوئی اور ذات نہیں جس سے خوف یا ذر کھا جائے۔

وَهَا وَاحِدٌ

وہ اول ہے جس کی کوئی ابتدائیں، وہ بیسہر ہے والی اور کبھی نہ ختم ہونے والی ذات ہے،  
و غنی ہے، کسی کاحتاج نہیں، وہ نہیا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ أَنَّ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ  
لَفْوًا أَحَدٌ﴾ ②

”آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بنے نیاز ہے، ناس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ  
کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔“

اس کی ذات پاک پر زوال نہیں، اس کے لئے ساری سرداری شایان شان ہے، اسی کی  
ذات ساری کائنات کے لئے ملجا و ماوی ہے۔ جونہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی  
پیدا ہوا کیونکہ شجرہ نسب پر پیدائش کا ہونا صفات مخلوقات میں شمار ہوتا ہے۔

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ حَمْدُهُ الْقَيْمُونُ لَا تَأْخُذُهُ سَنَةٌ وَلَا تَوْمَرُ طَلَةٌ مَّا فِ  
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ طَمَنْ ذَا الَّذِي يَشْقَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ طَيْعَمُ مَا  
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلَفُهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ قَنْ عِلْمُهُ إِلَّا بِمَا شَاءَ  
وَسَعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ  
الْعَظِيمُ﴾ ③

”اللہ کے سوا جو بیسہر ہے والا اور سب مخلوق کو تھامنے والا ہے کوئی اور محبود نہیں شہ  
اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمان اور زمین کی سب چیزیں اسی کی ہیں، کوئی نہیں  
جو بلہ اجازت اس کے پاس کسی کی سفارش کرے وہ سب لوگوں کے آگے اور پیچھے  
کی چیزیں جانتا ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جان سکتے مگر اسی  
قدرو جو وہ سکھائے اس کی کری کی وسعت تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے  
ہے وہ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتا ہے اور وہی بلند بڑی عظمت والا ہے۔“

﴿قُلْ اللَّهُمَّ مِلِكُ الْمُلُكِ تُؤْتِي الْمُلُكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلُكَ مَنْ تَ  
شَاءُ وَتَعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذَلِّلُ مَنْ تَشَاءُ طَبِيَّدَكَ الْخَيْرُ طَ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ  
شَيْءٍ قَدِيرٌ وَتُولِّي لِلَّيلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِّي النَّهَارَ فِي الْأَيَّلِ وَتَعْرِجُ الْعَقَى  
وَغَنِيٌّ بِقَدِيرٍ﴾ ④

مِنَ الْمُتَّيَّتِ وَتُخْرِجُ الْمُبَيَّتَ مِنَ النَّحْيِ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

”کہہ دیجئے! اے اللہ! تمام سلطنت کے مالک تو جس کو چاہے با درشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ بھلائی سب تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو سب کاموں پر قادر ہے۔ تورات کو دون میں اور دن کورات میں داخل کرتا ہے تو زندوں کو مردوں سے نکال لیتا اور مردوں کو زندوں سے الگ کر دیتا ہے اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔“

﴿إِنَّمَا يُنْهَا السَّوْدَاتُ وَالْأَرْضُ طَآئِيْكُونُ لَهُ وَلَدُوْلَهُ تَكُونُ لَهُ صَاحِبَةً طَآءَوْ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۝ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ لَا تُدِرِّكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدِرُّكُ الْأَبْصَارَ ۝ وَهُوَ الْأَطِيفُ الْخَبِيرُ ۝﴾

”وَهُ اللَّهُ آسَانُوْں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا اس کی اولاد کہاں ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس کی بیوی بھی نہیں اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ معبد برحق تمہارا پانہوار ہے اس کے سوا کوئی معبد برحق نہیں ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا پس تم اسی کی عبادت کرو وہ ہر ایک چیز پر تمہاں ہے اس کو آنکھیں نہیں پاسکتیں اور وہ سب آنکھوں کو پاتا ہے اور وہ بڑا ہی باریک مبنی باخبر ہے۔“

### توحید کی اہمیت

\* ”توحید“ دین اسلام کی بنیاد ہے۔

\* ”توحید“ سب سے پہلا فرض ہے جس کا اقرار کرنا اور اسے دل و جان سے قبول کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

\* ”توحید“ وہ چیز ہے جس کے بغیر کوئی انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

”توحید“ ہی وہ چیز ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں (انبیاء و رسول یہاں) کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو غیر اللہ کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی عبادت میں لگائیں۔

”توحید“ ہی وہ اساسی فریضہ دین ہے جو ایک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرتا ہے۔

”توحید“ ہی وہ چیز ہے کہ اگر اسے کما حقہ قبول کرایا جائے، اور اسی طرح موت آئے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

### انبیاء کی دعوت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت کے عقیدہ کو بنیادی اہمیت عطا کی ہے۔ دنیا میں جب بھی کوئی رسول اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوا تو اس نے سب سے پہلے اللہ کی توحید اپنی قوم کے لوگوں کو سکھائی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

» وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحَىٰ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ ۱

”اور جو پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیج ہم نے ان کی طرف بھی وہی تھیجی کی میرے سوا کوئی معبد نہیں تو تم صرف میری ہی عبادت کرو۔“

تمام انبیاء کرام اس نظریہ توحید پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں یہ خبر دے کر کہ یہ ساری کائنات جو بھی آدم کے گرد و پیش پھیلی ہوئی ہے۔ اللہ ہی نے سب کو وجود بخشنا ہے، سرو سامان عطا کیا ہے، زندگی کی ضروریات بخشی ہیں، مادی وسائل و اسباب بھی دیئے ہیں، اور روحانی ہدایت و اخروی سعادت کا انتظام بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یکتا اور تنہا ہے۔ اپنے کاموں میں وہ کسی کا مقابلاً نہیں ہے۔ وہی سب کا پروردگار ہے اور متصرف و مختار ہے، زندگی وہی دیتا ہے اور موت بھی اسی کے حکم سے آتی ہے، نفع و نقصان کا اختیار اس کے سوا کسی کو نہیں۔ رزق کے خزانے اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ زندگی کے نشیب و فراز، انتقام عالم اور حالات کا اتارتچہ حاوہ اسی کی مشیت کا مر ہون منت ہے۔ یہ کائنات ایک منظم سلطنت ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کا حاکم و

فرمازدہ ہے۔ تمام اختیارات کا منبع اسی کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق و مالک ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ کریم اور غفور رحیم ہے۔ اس کی رحمت اپنی مخلوق کے لئے اتنی وسیع ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا لیکن وہ اپنی مخلوق کو جہنم کی آگ میں کیوں جلاتا ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ کسی قسم کا ذرا برابر شرک بھی برداشت نہیں۔ توحید تو یہ ہے کہ اللہ "وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ" ہے وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اس کی ذات بے مثال ہے وہ "لَمْ يَلِذْ وَلَمْ يُولَدْ" ہے وہ اکیلا معبود ہے۔ اس اکیلے کی عبادت لازم ہے۔ وہ ملک یوم الدین ہے۔ اسی کے لئے قیام درکوع، بجدہ، دعا، استعانت سب اسی اکیلے کے لئے ہے۔ وہ رزاق ہے سب اسی کے محتاج ہیں۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: سب سے پہلی چیز اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اخ - ۰

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچے بیٹھا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"معاذ بن جبل! میں نے کہا: "اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔"

پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟

میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول گوziadہ علم ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت گریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ہنا میں۔"

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"پندرہ مسلمانوں کو جہنم میں (ان کے گناہوں کی) سزا دی جائے گی یہاں تک کہ وہ کوئی بن چکے ہوں گے، پھر رحمت اللہؓ ان کو پالے گی، چنانچہ انہیں جہنم سے نکال کر جنت کے دروازوں پر پھیلک دیا جائے گا۔ پھر اہل جنت ان پر پانی چھڑکیں گے جس سے وہ یوں آگیں گے جیسے سیالاب کے لائے ہوئے کوڑا کرکٹ میں باتات اگتے ہیں (یعنی ان کے بدن بہت چلدہ اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئیں گے) پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔"

### لکھہ تو حیدر کی فضیلت میں دو عظیم احادیث

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر و دیشاؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے میری امت کے ایک شخص کو پکارا جائے گا، پھر اس کے سامنے ۹۹ رجسٹر پھیلادیے جائیں گے جن میں سے ہر رجسٹر حد نگاہ تک لمبا ہو گا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تم اپنے ان اعمال میں سے کسی عمل کا انکار کرتے ہو؟ وہ کہے گا: نہیں میرے رب! پھر اسے کہا جائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر یا کوئی نیکی ہے؟ تو وہ شخص ڈر جائے گا اور کہے گا: نہیں۔ تو اسے کہا جائے گا: کیوں نہیں، تیری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے اور آج تم پر ظالم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس کے لئے ایک کارڈ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا: (أَشَهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بحق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور

اس کے رسول ہیں۔"

وہ کہہ گا: اے میرے رب! یہ کارڈ اتنے رجسٹروں کے سامنے تو کچھ بھی نہیں!

اے کہا جائے گا: آج تم پر کوئی ظالم نہیں ہو گا۔ پھر تمام رجسٹروں کو ترازو کے ایک

پڑے میں اور اس کا رڑ کو دوسرا پڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ چنانچہ جسڑوں والا  
پڑا اور پاؤ نہ جائے گا اور کارڈوں والا پڑا جھک جائے گا۔<sup>۱</sup>

☆ حضرت ابو سعید خدري رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
”حضرت موسیٰ علیه السلام نے کہا: اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کے  
ساتھ میں آپ کا ذکر کروں اور اس کے ساتھ آپ سے دعا مانگوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا: اے موسیٰ تم لا إله إلا اللہ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیه السلام نے کہا: اے میرے  
رب! یہ تو تیرے تمام بندے پڑھتے ہیں؟ تو اللہ نے فرمایا: اگر ساتوں آسمان اور  
میرے علاوہ ان میں رہنے والے تمام کے تمام اور اسی طرح ساتوں زمینوں کو ایک  
پڑے میں رکھ دیا جائے اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کو دوسرا پڑے میں رکھ دیا  
جائے تو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا وزن زیادہ ہو گا۔<sup>۲</sup>

### توحید کی اقسام

#### توحید الوهیت

اس سے مراد یہ ہے کہ عبادات میں اللہ تعالیٰ کو کیتا مانا جائے، تمام عبادات صرف اسی کے  
لئے بجالائی جائیں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ تھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید الوهیت کا  
اقرار کرنے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ:

☆ اللہ تعالیٰ کو فتح و نقصان کا مالک سمجھے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے تمام امیدیں وابستہ رکھے۔

☆ اس کے دل میں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، اور صرف اسی کی عبادت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَسُسْكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِتَهْوِي رَبُّ الْعَلَيْنِ﴾<sup>۳</sup>

”آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً میرے نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا یہ سب اللہ ہی  
کے لئے ہے جو کہ رب العالمین ہے۔“

اور فرمایا:

﴿وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُ اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينُ هُنَّفَاءُ﴾<sup>۴</sup>

”انہیں محض اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے  
لئے دین کو خالص رکھیں۔“

#### توحیدربوبیت

توحیدربوبیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام افعال میں کیتا و تبا مانا جائے۔  
یعنی وہی اکیلا پوری کائنات کا خالق و مالک ہے، وہی اکیلا تمام مخلوقات کا رازق ہے اور وہی  
پوری دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے اور بدیرالا مور ہے۔ اکیلا اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا خالق و  
مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَقْمِنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ

مَنْ يُخْرِجُ النَّحْيَ مِنَ الْمَيِّتَ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ النَّحْيَ وَمَنْ يُبَرِّرُ الْأَمْرَ مَ

فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ حَفْظُكُمْ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾<sup>۵</sup>

”آپ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا وہ  
کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ سے مردہ کو نکالتا  
ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟  
ضرور وہ کہیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے۔ تو ان سے کہیے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔“

۱/۶ الانعام: ۱۶۲ . ۲/۹۸ / البینة: ۵ .

۳/۱۰ / بنس: ۳۱ .

۱/ ترمذی: ۲۶۴۱؛ ابن ماجہ: ۴۳۰۰؛ احمد: ۲/ ۲۱۳ .

۲/ ابن حبان: ۲۳۲۴ .

### توحید الاسماء والصفات

توحید کی تحری قسم ”توحید الاسماء والصفات“ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء و صفات میں بھی یکتا نامیں۔ یعنی جو اسماء و صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ذکر کیے ہیں یا اس کے رسول ﷺ نے اس کے لئے ذکر کیے ہیں، ہم ان سب کو مخلوقات سے تشبیہ دیئے بغیر تسلیم کریں اور انہیں اس طرح نہیں جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہیں، چنانچہ فرمان الہی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحَدُونَ فِي أَسْمَائِهِ طَسْيَجُزُونَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ①

”اور اچھے اچھے نام اللہ کے لئے ہی ہیں۔ لہذا تم ان ناموں سے ہی اللہ کو پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ کرو جو اس کے اسماء میں رج روی کرتے ہیں، ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔“

ای طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ②

”اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔“

الله تعالیٰ کی کسی صفت کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینا قطعاً درست نہیں ہے۔ اس میں دو صفات (سمیع، بصیر) کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا ہے، لیکن اس کا دیکھنا اور سنتنا اسی طرح ہے جیسا کہ اس کی بڑائی اور کبریائی کے لائق ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی باقی صفات پر بھی ہم ایمان لاتے ہیں۔ لیکن نہ تو تشبیہ اور تمثیل کو جائز تصور کرتے ہیں اور نہیں ان صفات کی کیفیت کو جانتے ہیں اور نہیں ان کی کیفیت بیان کرنے کو جائز تصور کرتے ہیں، کیونکہ کیفیت کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے جب ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَ﴾ ③ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

۱/ الاعراف: ۱۸۰۔ ۲/ الشوری: ۱۱۔ ۳/ طہ: ۵۔

”استواء کا معنی معلوم ہے لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں ہے، اس (کی کیفیت) کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔“

شرک سب سے بڑا ظلم ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الشَّرِكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ ④

”شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔“

حافظ ابن حثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت بڑے ظلم سے مراد شرک ہے، اس سے بڑا ظلم حافظ ابن حثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت بڑے ظلم سے مراد شرک ہے، اس سے بڑا ظلم کوئی نہیں۔ ⑤

شرک سب سے بڑا ظلم اس لئے ہے کہ شرک اللہ تعالیٰ کی پیدا کی گئی مخلوق کو باری تعالیٰ کے برابر تصور کرتا ہے اور مخلوق ہر اعتبار سے محتاج ہے۔ اسے اُس کامل رب کے برابر قرار دیتا ہے اور جو ایک رائی کے ذانے کے برابر (کسی چھوٹی سی) نعمت کے حصول پر بھی قدرت نہیں رکھتا، وہ معبود کیونکر ہو سکتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو ہر قسم کی نعمتیں عطا کرتا ہے، تمام خزانوں کی چاہیاں اسی کے پاس ہیں اور وہی ہر قسم کے شرک کو ان سے دور رکھتا ہے۔ اس شخص سے بڑا ظلم اور کون ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا لیکن اس نے اپنے آپ کو اللہ مالک کے سامنے جھکانے کی بجائے غیر اللہ کے سامنے جھکا دیا! اور اس نے اپنے آپ کو اس حد تک گرا دیا کہ بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی بندگی کرتا، اس نے مخلوق کی بندگی شروع کر دی جسے کسی چیز کا اختیار ہی نہیں ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَّذِينَ آمُوا وَلَمْ يَلِسُوا إِيمَانَهُمْ يُظْنِهُ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُفْتَدُونَ﴾ ⑥

۱/ تفسیر ابن حثیر: ۱۷۰۸/۳۔

۲/ لقمن: ۱۲۔

۳/ الانعام: ۸۲۔

”جو لوگ ایمان لائے، پھر اپنے ایمان کو ظلم (شک) سے آلوادہ نہیں کیا انہی کے لئے امن و سلامتی ہے اور یہی لوگ راہ راست پر ہیں۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رض نبیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس سے مراد وہ نہیں جیسا کہ تم گمان کر رہے ہو، بلکہ اس سے مراد (شک ہے) جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا کیونکہ شرک بہت بد ظلم ہے۔“<sup>۰</sup>

☆ شرک سے اللہ نے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾<sup>۱</sup>

”اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناو۔“ اور فرمایا:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتُلْ مَا حَرَمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ لَا تُشْرِكُوْ بِهِ شَيْئًا﴾<sup>۲</sup>

”آپ کہہ دیجئے کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں، وہ یہ ہے کہ تم کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناو۔“

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شرک سے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے۔ لہذا بندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی جین میا صرف اللہ کے سامنے جھکائیں، اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور اسی سے مانگیں اور نیوں اپنادا من شرک سے پاک رکھیں۔

☆ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، چنانچہ حضرت ابو بکر رض سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

<sup>۱</sup> بخاری: ۱۳۲، مسلم: ۱۲۴۔

<sup>۲</sup> النساء: ۳۶۔

<sup>۱</sup> مسلم: ۶۸۵۷، بخاری: ۵۹۷۶۔

<sup>۲</sup> الانعام: ۱۵۱۔

”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟“

ہم نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کے رسول!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔“<sup>۰</sup>

اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جاذو کرنا، اس جان کو قتل کرنا یعنی اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سو اے یہ کہ حق کے ساتھ اسے قتل کیا جائے، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے پیغہ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن، بے خرا اور ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔“<sup>۰</sup>

☆ شرک اگر شرک سے توبہ نہ کرے اور اس کی موت آجائے تو اس کا یہ جرم ناقابل معافی

ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ طَ وَمَن يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾<sup>۱</sup>

”بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک کے جانے کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بناتا ہے وہ بہت دور کی گمراہی میں چلا جاتا ہے۔“

## سچھدیج

<sup>۱</sup> بخاری: ۵۹۷۶، مسلم: ۸۷۔

<sup>۲</sup> مسلم: ۶۸۵۷، بخاری: ۵۹۷۶۔

<sup>۳</sup> النساء: ۱۱۶۔

## رسالت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الظَّاغُونَ﴾ ۱

”اور یقیناً ہم نے ہر امت میں اپنا ایک رسول مبعوث کیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (شیطان) سے بچت رہو۔“

فرمایا:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَئْنِي عَلَىٰ مِنْهُمْ بَأْنَجِيلٍ

”کہدو! لوگو! یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔“

تاریکیوں میں بھکلنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے

آخر میں اپنے ایک خاص برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا اور اسے پوری انسانیت کا امام مقرر کیا۔ یہ

انتخاب خداوندی تھا کہ آپ ﷺ کو بونتوں و رسالت سے سرفراز کیا اور آپ ﷺ کو ایک عالمگیر

دعوت کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل مذہب کا عالمگیر تصور نہ تھا۔

آپ ﷺ کی تعلیمات میں جو وسعت اور عالمگیریت ہے اس سے گزشتہ تمام ذمہب خالی ہیں۔

قرآن حکیم نے اسلام کو ”دینِ مکمل“ کہا ہے: ﴿الْيَوْمُ أَكْلَمْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَنْتُمْ عَلَيْكُمْ بَعْثَتُمْ﴾ ۲ (آج کے دن ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی بعثت تم پر تمام کر دی

ہے) کے الفاظ سے ملقب فرمایا ہے اور بتقاضاً ”ختم نبوت“ محمد رسول اللہ ﷺ اپنی ایک

۱/ النحل: ۳۶۔ ۲/ الاعراف: ۱۵۸۔

۳/ المائدۃ: ۳۰۔

تدریس قرآن و حدیث 23

مفرد اور امتیازی شان رکھتے ہیں اور یوں اسلام کی تحریک اب تک اپنی اصلی صورت میں برقرار رہے گی۔

آپ ﷺ نے جب اپنے مشن کا آغاز کیا تو آپ ﷺ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عربوں کی جاہلی عصیت، قبائل، رنگ و نسل، زبان خاندان اور علائقے کے امتیازات تھے اور انہی بنادوں پر وہ ایک مستقل جنگ میں بنتا تھے اور تیزی سے ہلاکت اور تباہی کے غار کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ درحقیقت یہ اپنے اندر سے کھو کھلے ہو چکے تھے۔ محکم و معقول اصولوں اور تصور انسانیت سے بے خبر تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعوت کے سب سے بڑے دشمن ان کے یہی تصورات و عقائد تھے۔ آپ ﷺ نے اسلام کی شمع روشن کی، انسانیت کو زندگی بخشی، جاہلی عصیت کی ننجخنی کی اور احترام و آبرو، عزت و قار اور خلوص و محبت کا وہ اعلیٰ منشور بخشا جو آج بھی اتوام عالم کی بہبود کا واحد جامع منشور ہے۔ اسلام نے جو جامع تصور انسانیت بخشا ہے اس میں رنگ و نسل، قوم و علاقہ اور زبان کی کوئی تیزی نہیں ہے۔ تمام انسان بخشت انسان برابر ہیں۔ بڑائی کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔ سارے لوگ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں، اللہ نے ان سے جاہلی غرور، نخوت اور آباد اجداد پر فخر کا خاتمہ کر دیا ہے اور یہ کہ جو لوگ اللہ کے احکام بجا لاتے ہیں۔ جس سے انہیں دنیوی مسائل اور اخروی معاملات میں سعادت کی راہ ملے گی۔

محضر حالات: سید المرسلین خاتم النبیین احمد بن محمد بن مصطفیٰ ﷺ

آپ ﷺ کا نام مبارک قرآن شریف میں پانچ جگہ آیا ہے۔ رفع عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو پینتالیس (545) سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ انجلی میں آپ کا نام فارقليط ہے جس کا ترجمہ احمد ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کے والد کا نام عبد اللہ، اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ حضرت اسٹیلیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جدہ اعلیٰ تھے۔ توریت اور انجلی میں آپ ﷺ کی آمد کی خبر موجود ہے۔

بخاری و مسلم میں حدیث ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جالیں برس کی عمر میں پیغمبر ہایا گیا۔ اس کے بعد تیرہ برس کمہ میں رہے اور اس عرصہ میں وحی آتی رہی۔



پھر آپ ﷺ کو بھرت کا حکم دیا گیا اور بھرت کے بعد آپ ﷺ دس برس تک مدینہ میں رہے اور تریس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ سے قبل جتنے انبیاء و رسول دنیا میں مبعوث ہوئے سب ہی اپنی قوم اور بستی والوں کے لئے اور کچھ مدت معین تک نبی بن کر آتے تھے۔ مگر ہمارے نبی ﷺ ساری دنیا کل نبی آدم و جن کے لئے قیامت تک رحمۃ للعلیمین بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ کو جو شریعت دی گئی ہے وہ تمام جہان والوں کے لئے قیامت تک نکل قانون ہے، اکمل ضابطہ حیات ہے، وہ اوصاف حمیدہ جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہیے سب ہی آپ کے اندر موجود تھے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کی صفات کا بیان مختلف موقع پر کمال شان کے ساتھ موجود ہے مثلاً:

﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ①

”اور بلاشبہ یقیناً آپ ایک بڑے خلق پر ہیں۔“

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ②

”اور ہم نے آپ کوئی بھیجا مگر جہانوں پر رحم کرتے ہوئے۔“

﴿يَا يَاهُنَّا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا وَ دَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ يَارَدِيه وَ سَرَاجًا مُنِيرًا﴾ ③

”اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے اور روشنی کرنے والا جانگ۔“

جامع ترمذی میں حدیث ہے حضرت یائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرش کو تھنہ برائی کا بدلہ برائی سے لیتے تھے بلکہ معاف اور درگزر فرمادیا کرتے تھے۔ دوسرا حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ زیادہ خاموش رہتے تھے۔ بیار کی عیادت کرتے، جنازہ کے ساتھ جاتے،

۱/۶۸ / القلم: ۴۔ ۲/۲۱ / الانیاء: ۱۰۷۔

۳/۲۳ / الاحزاب: ۴۵-۴۶۔

کام کا ج خود کر لیا کرتے بلکہ محتاج اور حاجت مندوں کی خدمت کرتے۔ ان کے کام اپنے گھر کرتے تھے۔ تواضع آپ کی عادت تھی۔ عبادت و ریاضت کا آپ سمجھ سمجھ تھے۔ آپ کام کر دیا کرتے تھے کہ سخت سخت دشمن اور بدخواہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کے اخلاق کریمانہ کا ہی اثر یہ تھا کہ سخت سخت نے سخت دشمن اور بدخواہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف ہے اسلام ہو کر جاتا تھا۔ مکہ مکرمہ میں چالیس سال کے بعد جب آپ نے اپنی بوت کا اعلان فرمایا تو اہل مکہ کو دعوت تو حید سخت نا گوارگز ری اور ہر صورت انہوں نے اس آواز کو بند کرنا چاہا۔ وہ آپ کو تکلیف اور صدے پہنچائے کہ بیان سے باہر ہیں مگر آپ نے نہایت صبر و استقلال سے ان تمام مصائب کو برداشت کیا تھی کہ جب مسلمانوں پر تکالیف و مصائب کی اتنا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت نے ابو بکر شافعی کو ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ بھرت فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر ترپن برس کی تھی۔ تاریخ اسلام قمری حساب سے آپ ﷺ کی بھرت سے رکھی گئی ہے۔ بھرت کے بعد دس سال مدینہ میں ہی رہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے متعدد غذوں میں شرکت فرمائی مثلاً غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ نیپر، غزوہ خدق اور غزوہ مکہ وغیرہ اکثر غزوں میں بہ نفس نفس شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے مجرے آپ ﷺ کو عطا فرمائے۔ مجرے شق صدر، مجرے شق القمر، واقعہ معرانج، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا مجرے، طعام میں برکت کشیر ہونے کا مجرے، نیز غزوں کے دوران بے شمار مجرے مشہور و معروف ہیں مجرہ، طعام میں برکت کشیر ہونے کا مجرہ، نیز غزوں کے دوران بے شمار مجرے مشہور و معروف ہیں اور سب مجرزوں سے بڑا مجرہ قرآن پاک ہمارے درمیان موجود ہے۔ یعنی اور بالکل کے درمیان فرق ہے حقائق فصاحت و بلاغت میں بے مثل ہے۔ آنحضرت ﷺ کا لایا ہوا یہ مجرہ یعنی قرآن و حدیث تا قیام قیامت باقی رہے گا۔ عرب کے بڑے بڑے فصحاء اس کے مقابلہ میں عاجز رہے اور اب بھی کوئی جابر و مقابل قیامت تک اس کو نہیں مٹا سکتا۔ یہ تیکس برس میں حسب ضرورت مائل واحوال پورا نازل ہوا۔ فتح مکہ کے بعد جمعۃ الوداع میں آیت ﴿أَلَيْمَ الْيَوْمَ الْكَلْتُ لَكُمْ دِينُكُمْ وَ أَتَئْمَتُ عَلَيْكُمْ نُعْمَانِي وَ رَضِيَتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينَنَا﴾ ④ نازل ہوئی جس میں اس امر کی بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سچی کرو اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید کو

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ  
وَذُرِّيَّتِهِ وَآهَلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا رَحْمَ الرَّحِيمِينَ - أَمِينَ  
- يَا لَهُ الْعَلَمِينَ

(ماخوذ از حدیث الباقشی، نواب صدای حق خان)

سیرت محمدیہ

(از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری)

ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ عدنان سے اکیسویں پشت میں ہوئے۔ عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل (صلی اللہ علیہ وسلم) کے میں دو شنبہ کے دن نوریت الاول کو پیدا ہوئے۔ الرحمن علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے میں دو شنبہ کے دن نوریت الاول کو پیدا ہوئے۔ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے کہ باپ کا انتقال ہوا۔ جب چھ سال کی عمر ہوئی تو ماں نے انتقال کیا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ ہے۔ ان کا نسب تین پشت اور پچھا کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دو دھیال سے جاتا ہے۔ جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) آٹھ سال دو میسیں دس دن کے ہوئے تو وادا فوت ہوئے۔ ابو طالب جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے والد عبد اللہ کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا، سر پرست متین ہوا، تیرھویں سال میں شام کے سفر کو چھا کے ساتھ گئے تھے مگر راہ میں سے واپس آ گئے، جو ان ہو کر کچھ دنوں تجارت کرتے رہے۔ پھیس سال کی عمر پوری ہونے پر خدیجہ بنت خاتمہ کے ساتھ شادی کی۔ پھر حضور اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت یا لوگوں کی بھلانی میں پورا کرتے رہے۔ پہنچتیں سال کی عمر میں جب قریش میں کعبہ کی عمارت میں جگر اسود کی نصیب پر گھنٹا ہوا۔ سب نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صادق اور امانت والا جان کر منصف بنایا۔

### نبوت

چالیس سال ایک دن کی عمر ہوئی تو اللہ کی وجی ہوئی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ خدیجہ بنت خاتمہ (بیوی) علی مرضی (بھائی عمر دس سال) ابو بکر صدیق (دوسٹ) زید بن حارث (مولی آنحضرت) فوراً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت صدیق (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت سے عثمان غنی، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقار، طلحہ، زیبر بنت حمّام مسلمان ہوئے۔ ابو عبیدہ، ابو سلمہ، ارقہ، عثمان بن

نازل فرمکا پنی نعمت دین حق کا اتمام کر دیا ہے۔ اس کے چند ہی روز بعد سورت نصر ادا جاء نَصْرُ اللَّهِ نازل ہوئی۔ اس میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وفات کی خبر دے دی گئی۔ اہم امور کے آخری دنوں میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) علیل ہو گئے۔ بخار نہایت شدت سے چڑھا۔ جسم مبارک میں تاوانی اس قدر ہو گئی کہ گھر سے باہر نکلنے کی طاقت نہ رہی۔ بار بار بے خوشی طاری ہوتی، وفات سے پانچ روز قبل حالت اور زیادہ نازک ہو گئی۔ صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ہی بے تاب و بے چین تھے۔ مگر الہی فیصلے اور قدر کے سامنے کس کو اُف کرنے کی مجال ہے۔ تقریباً چودہ روز بیمار رہ کر پیغمبر آخراً زمان محبت رب العالمین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۲ ربیع الاول ہبروز پیر بوقت چاشت وصال پا گئے۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَجُعُونَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ۔

اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر مبارک تریسہ سال اور پانچ دن کی تھی۔ مسجد نبوی کے متصل اپنے ہی مسکن میں تدفین ہوئی۔ اب اس روضہ مبارک میں (۱) آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) (۲) آپ کے یار غار خلیفہ اول ابو بکر صدیق (صلی اللہ علیہ وسلم) (۳) حضرت فاروق اعظم خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب (صلی اللہ علیہ وسلم) مدفن ہیں۔ ایک قبر کی جگہ باقی ہے.....

قیامت کے روز سب سے پہلے آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر مبارک شق ہو گی۔ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کی ترییفوں کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھوں میں ہو گا۔ شفاعة کبریٰ اور مقام محمود آپ کا منصب ہو گا۔ حوض کوثر پر تشریف فرماؤں گے اور اپنی امت کو جام کوثر سے سیراب فرمادیں گے۔ جنت کا دروازہ سب سے پہلے آپ ہی کھلوائیں گے اور سب سے اول آپ ہی داخل ہوں گے پھر اپنی امت کو داخل کرائیں گے۔ گناہ کار امیوں کی اللہ کی اجازت سے شفاعة کرائیں گے۔

اللہ اپنے تمام انبیاء خصوصاً ہماری نبی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر لاکھوں رحمتیں اور بے شمار سلام نازل فرمائے اور ہم کو ہر طرح کے شرک و بدعت سے محفوظ و مامون رکھے کہ قیامت کے دن ہمیں آپ کی شفاعة نصیب ہو اور ہم سب مسلمان مسخر رحمت و جنت ہو جائیں۔

مطعون اور عبد اللہ بن مسعود، عبیدہ بن الحارث، سعید بن زید، یاسر، عمار، بلاں مخالفین ان کے بعد مسلمان ہوئے۔ عروتوں میں حضرت خدیجہؓ بنت خدا اور نبی کریم ﷺ کی بنیوں کے بعد امام افضل پیشہؓ (حضرت عباسؓ کی بیوی) مسلمان ہوئیں۔ پھر اسماءؓ (ابو بکر صدیقؓ بیٹھنے کی بیوی) پھر فاطمہؓ (عمر فاروقؓ بیٹھنے کی بیوی)۔

تمن برس تک آنحضرت ﷺ پہنچ کے چکے لوگوں کو اسلام سکھلاتے رہے۔ پھر کھلا سکھلانے لگے جہاں کوئی کھڑا بیٹھاں جاتا یا مجع نظر آتا وہیں جا کر ہدایت فرماتے تھے۔ مکہ والے اب مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ان کو بنخیہ تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے، وہ بت پوچھنا چھوڑ دیتا ہے۔ مسلمان دو برس تک بڑی برقی تکلیفیں سنبھلتے رہے پھر انہوں نے تک آ کر مکہ سے چلے جائے کاراداہ کر لیا۔

### مسلمانوں کا وطن چھوڑنا

سنہ ۵ نبوت: رجب میں سب سے پہلے عثمان غیبؓ گھر بار چھوڑ کا اپنی زوجہ رقیۃؓ کو (جو نبی ﷺ کی دوسری بیوی ہیں) ساتھ لے کر جس کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت لوط علیہ السلام پیغمبرؓ کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا ہے۔" ان کو مندرجہ تک پانچ عورتیں اور بارہ مرد مزید جاتے، ان کے پیچے بہت سے مسلمان ہیں گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیار بھی تھے جو حضرت علی مرضیؓ کے سے بھائی ہیں۔

سنہ ۶ نبوت: حمزہؓ (آنحضرت ﷺ کے پچھا) اور ان سے تین دن پیچھے حضرت عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے۔ مسلمان اس وقت تک چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

سنہ ۷ نبوت: قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ "کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ لیں دین اور رشتہ ناطئ نہ کرے۔" ہاشمی قبیلہ کے ساتھ بھی لیں دین، رشتہ ناطئ بند کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔"

اگر ظلم کرنے سے آنحضرت ﷺ اور ہاشمی قبیلے کے سب لوگ ایک پہاڑی کی کوہ میں

(شعب ابی طالب) میں بندر ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی دشمن اندر نہ جانے دیتے۔ گزہی کے اندر پچے جب بھوک کے مارے روتے۔ تو ان کے رونے کی آواز شہر تک سنائی دیتی۔ کوئی شخص ترس کھاتا تو تھوڑا بہت اناج چھپ چھا کر رات کو پہنچا دیتا تھا۔ ان سب سختیوں پر بھی آنحضرت ﷺ کے پاک نام اور پچے دین کو برابر پھیلاتے رہے۔

سنہ ۸ نبوت: آنحضرت ﷺ کا عطاائف پہاڑ پر اسلام کا عظیم فرمانے لگے۔ جب آنحضرت ﷺ عظیم کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارا کرتے، حضور ﷺ لہو میں تربہ تر ہو جاتے، ابہ بہہ بہہ کر جوتے تھے میں جم جاتا، پاؤں سے جوتا اتنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کے اتنی چیزوں کے بے ہوش ہو کر گئے۔ زید بن حارثہؓ جو ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئے۔ منہ پر پانی چھڑ کنے سے ہوش پایا، پھر نبی اکرم ﷺ وہاں سے چل آئے اور فرمایا کہ "اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد تو ضرور اللہ پاک کو ایک ماننے والی ہو جائے گی۔" (آنھر برس کے بعد سارا عطاائف مسلمان ہو گیا تھا)۔

سنہ ۹ نبوت: آنحضرت ﷺ راستوں اور گزرگاہوں پر جایا کرتے۔ آتے جاتے کو وعظ سناتے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی دی۔ اور ہر ہی گئے۔ وہاں مدینہ کے چھاؤ دی اترے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وعظ فرمایا۔ اسلام سمجھایا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

### سنہ ۱۰ نبوت

: ۱/ رب جو کو اہم سال ۵ مہینہ کی عمر میں آنحضرت ﷺ کو مسراج ہوئی۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دونمازیں فخر اور عصر کی پڑھی جاتی تھیں۔

: موسم حج میں انحصارہ شخص مدینہ سے کہائے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عیسیٰؓ کو مدینہ بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ اس پاک زمین میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ حضرت مصعبؓ کے وعظ سے بنو جارا اور بنو شبل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سارے لوگ ایک

مطعون اور عبد اللہ بن مسعود، عبیدہ بن الحارث، سعید بن زید، یاسر، عمار، بلاں صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بعد مسلمان ہوئے۔ عروتوں میں حضرت خدیجہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے بعد امام افضل صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت عباس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی) مسلمان ہوئیں۔ پھر اسماء صلی اللہ علیہ وسلم (ابو بکر صدیق صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی) پھر فاطمہ صلی اللہ علیہ وسلم ( عمر فاروق صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی)۔

تمن بر س مک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چکے چکے لوگوں کو اسلام سکھلاتے رہے۔ پھر کھلا سکھلانے لگے جہاں کوئی کھڑا بیٹھا مل جاتا یا مجع نظر آتا وہیں جا کر ہدایت فرماتے تھے۔ مکہ والے اب مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ان کو رنج یہ تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے، وہ بت پوچھتا چھوڑ دیتا ہے۔ مسلمان دو برس تک بڑی بری تکفیں سنتے رہے پھر انہوں نے تجک آ کر مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔

### مسلمانوں کا وطن چھوڑنا

سنہ ۵ نبوت: رب جہ میں سب سے پہلے عثمان غفرنگی گھر بار چھوڑ کا اپنی زوج رقیہ کو (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں) ساتھ لے کر جبش کو روائہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حضرت لوط علیہ السلام پیغمبر کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا ہے۔" ان کو سندھ رنگ پانچ عورتیں اور بارہ مرد مزید جاتے، ان کے بیچے بہت سے مسلمان جوش گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیار بھی تھے جو حضرت علی مرضیٰ کے سے بھائی ہیں۔

سنہ ۶ نبوت: حصہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) اور ان سے تمن دن پہچھے حضرت عمر فاروق مسلمان ہوئے۔ مسلمان اس وقت تک چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

سنہ ۷ نبوت: قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ "کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ لیں دین اور رشتہ ناطنہ کرے۔ ہاشم قبیلہ کے ساتھ بھی لین دین، رشتہ ناط بند کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔"

اگر ظلم کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہاشمی قبیلے کے سب لوگ ایک پہاڑی کی کھوہ میں

(شعب ابی طالب) میں بذریعہ۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی دشمن اندر نہ جانے دیتے۔ گزھی کے اندر بچے جب بھوک کے مارے روتے تو ان کے رونے کی آواز شہر تک سنائی دیتی۔ کوئی شخص تر س کھاتا تو تھوڑا بہت اتنا ج چھپ چھپا کر رات کو پہنچا دیتا تھا۔ ان سب سختیوں پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام اور بچے دین کو بر ابر پھیلاتے رہے۔

سنہ ۹ نبوت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر اسلام کا وعظ فرمانے لگے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوی کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ پھر مارا کرتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو میں تربہ تر ہو جاتے، ہو بہہ بہ دعوی کے لئے کھڑے ہوتے جو بتا اتنا رنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی کر جوتے تھیں جم جاتا، پاؤں سے جوتا اتنا رنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چوٹیں لگیں کہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ زید بن حارثہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئے۔ منہ پر پانی چھڑ کنے سے ہوش پایا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے اور یہ فرمایا کہ "اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد تو ضرور اللہ پاک کو ایک مانے والی ہو جائے گی۔" (آنھر بر س کے بعد سارا طائف مسلمان ہو گیا تھا)۔

سنہ ۱۲ نبوت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راستوں اور گزرگاہوں پر جایا کرتے۔ آتے جاتے کو وعظ سنہ ۱۳ نبوت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی۔ ایک دن اور ہر ہی گئے۔ وہاں مدینہ کے چھاؤ دی اترے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا۔ اسلام سمجھایا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

### سنہ ۱۴ نبوت

: ۱: / رب جہ کو ۱۵/۱۵ سال ۵ مہینہ کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دنمازیں نجرا اور عصر کی پڑھی جاتی تھیں۔  
۲: موسم حج میں اخبارہ شخص مدینہ سے مکہ آئے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باٹھ پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ اس پاک زمین میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ حضرت مصعب صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ سے بنو جبار اور بنو هبیل کے قبلیے اور دوسرے قبلیوں کے بہت سارے لوگ ایک

ہی سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔

### سنة ۳ انبوث

۱: آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مدینہ چلیں۔ آنحضرت ﷺ نے منظور فرمایا کہ مدینہ را کریں گے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم اسلام پر پکے رہ کر حضور ﷺ کی اطاعت اور نصرت کیا کریں گے۔

۲: جب مکہ کے دشمنوں نے سنا کہ اسلام مکہ سے باہر پھیل رہا ہے تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیں۔ ایک رات انہوں نے آنحضرت کے گھر کو گھیر لیا۔ آنحضرت ﷺ ان کے گھیرے میں سے صاف نکل گئے۔

(مرنبوت از قاضی محمد سیفیان سلمان مصوّر پوری بڑی)  
رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کے فضائل

سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ آپ ﷺ کے بندے اور اس کے آخری رسول ہیں۔

آپ ﷺ اپنے نسب (خاندان) کے اعتبار سے اعلیٰ وارفع مقام رکھتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بے شک اللہ نے حضرت اسماعیل (علیہ) کی اولاد سے کنانہ کو چنا، پھر کنانہ سے قریش کو چنا، پھر قریش سے بنو هاشم کو چنا اور بنو هاشم سے اس نے مجھے منتخب فرمایا۔“ ۵

اسی طرح جب بادشاہِ روم (ہرقل) نے ابوسفیان ﷺ سے (جو انہی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نبی اکرم ﷺ کے حسب و نسب کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: وہ ہم میں اعلیٰ حسب و نسب والے ہیں تو ہرقل نے کہا: کہا یے ہی پیغمبر ان عظام علمہم السلام اپنی قوموں میں عالیٰ نسب ہوتے ہیں۔“ ۶

۱ مسلم: ۲۲۷۶۔

۲ بخاری: ۷، مسلم: ۱۷۷۳۔

ادان اعظم  
یوں تو انسانیت پر اللہ تعالیٰ کے احسانات بے شمار ہیں لیکن ان میں سب سے بڑا احسان،  
بے اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے وہ آپ ﷺ کی بعثت ہے۔ فرمان

اللہ ہے:  
﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنفُسِهِمْ يَتَّلَوُ عَلَيْهِمْ أَيْتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ يَقْنِي ضَلِيلٌ مُّبِينٌ﴾ ۱

”بے شک موننوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنا تا اور ان کا تذکیرہ کرتا ہے۔ نیز انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گرا ہی میں تھے۔“

آپ ﷺ کی بعثت کے وقت انسانیت گراہ تھی اور جہالت کی انتہائی تاریک گھائیوں میں بکر رہی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ان میں بعوث فرمایا کہ انہیں تاریکی سے نکلا اور آپ ﷺ کے ذریعے صراط مستقیم کی طرف ان کی راہنمائی کی۔ فرمان اللہ ہے:  
﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ ۲

”اور ہم نے یقیناً آپ کو جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔“

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”لوگوں بے شک میں رحمت ہوں جسے لوگوں کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔“ ۳

رسول اکرم ﷺ کو الشرب العزت نے ”روشن جماغ“ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
﴿رَبِّيْهَا الَّتِيْنَ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ يَارَذِنْهُ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا﴾ ۴

۱ الأنبا: ۱۰۷۔  
۲ ۲۱/الأنبا: ۱۰۷۔

۳ ۳۲/الاحزاب: ۴۵-۴۶۔

۴ الحاکم: ۹۱/۱۔

”اے نبی! ہم نے ہی آپ گواہی دینے والا، خوشخبریاں سنانے والا، آگاہ کرنے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور دشمن چراگ بنا کر بھیجا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ امت پرشفقت اور مہربان ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنْتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ إِلَّا مُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ ①

”تمہارے پاس ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری ہی جنس سے ہیں، جن کو تمہارے نقصان کی بات نہیں تگڑا گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے برعے خواہ شمدر رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ ہڑتے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے مصدق ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”میں ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں میری آمد کی بشارت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے دی۔“ ②

### اللہ کے ذکر کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو مقام عظیم عطا کیا ہے۔ چنانچہ جہاں اللہ کا ذکر آتا ہے وہاں آپ ﷺ کا ذکر بھی آتا ہے، کلمہ، اذان، اقامۃ، خطبہ، تشهد اور دیگر کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام لیا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام بلند کیا اور دنیا و آخرت میں بھی آپ ﷺ کے نام کا چرچا کیا۔۔۔۔۔ یہ سب آپ ﷺ کی عظمت اور شان کی دلیل ہے۔ فرمان الہی ہے:

﴿أَللَّهُمَّ نَسْخُ لَكَ صَدَرَكَ لَوْ وَضَعْنَا عَنْكَ وَزْرَكَ لَوْ أَلَّذِي أُنْقَصَ ظَهَرَكَ لَوْ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ طَلْ﴾ ③

۱/التوبۃ: ۱۲۸۔

۲ صحیح الجامع للألبانی: ۱۴۶۳۔

۳ الم نشرح: ۴-۱/۹۴۔

### مجزہ مراج

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سراء و مراج کے مجزہ سے نوازا جو انہائی اہمیت کا حال ہے

”اے پیغمبر! کیا ہم نے آپ کا سیدنہیں کھولا؟ اور ہم نے آپ کا بوجھا پر سے اٹارا جس نے آپ کی کمر کو جھکا رکھا تھا، اور ہم نے آپ کا نام بلند کیا۔“

### انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ وہ حضرت محمد علیہ السلام پر ایمان لائیں گے اور ان کی تائید و نصرت کریں گے۔ اس لئے اگر حضرت محمد ﷺ ان میں سے کسی ایک کے زمانے میں مبعوث کر دیئے جاتے تو ان کے لئے آپ ﷺ کی اتباع کے علاوہ کوئی اور چارہ کا راستہ نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْيَتَّبِعِينَ لَمَّا أَتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتْبٍ وَّ حِكْمَةً ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتَّوْمِنُوهُ بِهِ وَ لَتَنْصُرُوهُ بِهِ قَالَ أَأَفَرَدْتُمْ وَ أَخْذَتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ أَصْرِي طَقَّا لَوْ أَقْرَنَا طَقَّا لَقَلْ فَأَشَهَدُ وَ أَنَا مَعْكُمْ مِّنَ الشَّهِيدِينَ﴾ ④ مَعْكُمْ مِّنَ الشَّهِيدِينَ ⑤

”اور (وہ وقت بھی یا درکرو) جب اللہ نے انبیاء سے یہ عہد لیا کہ اگر میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اس کی تقدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تمہیں لازماً اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی نصرت کرنا ہوگی۔“ اللہ نے پوچھا: کیا تم اقرار کرتے ہو اور میرے اس عہد کی ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا: گواہ ہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو بھی اس عہد سے پھر جائے تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔“ اس عہد کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی باقی تمام انبیاء کے رام علیہم السلام پر برتری ثابت کر دی۔

کیونکہ اس کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی دیگر تمام انبیاء و رسول علیہم السلام پر برتری ثابت کر دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسجدِ قصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کرائی۔ پھر آپ ﷺ کو آسمانوں کے اوپر، جہاں تک اللہ نے چاہا، لے جایا گیا اور اس بابرکت سفر میں آپ ﷺ کی محملہ انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرائی گئی۔ آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی اور پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

### رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات

رسول اکرم ﷺ کو وہ خصوصیات حاصل ہیں جو اور کسی نبی اور رسول کو حاصل نہیں، ان میں سے بعض خصوصیات درج ذیل ہیں:

#### (۱) خاتم النبیین

حضرت محمد ﷺ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی اور نبی اور رسول آنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

«مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ قِنْ رِجَالَكُمْ وَ لَكُنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّنَ طَ وَ كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝» ①

”محمدؐ تھا رے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ کا رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانے والا ہے۔“

یعنی آپ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے، اب آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ یقینی طور پر کذاب اور دجال ہو گا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص مکان بنائے، اس کی تعمیر نہایت خوبصورتی سے کرے اور اسے خوب جائے لیکن ایک کوئے میں ایک ایسٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ پھر لوگ اس کا چکر لگا نہیں اور اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہوں۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی کہیں کہ یہ ایسٹ کیوں نہیں لگائی۔“

عینی اتو میں دراصل وہ آخری ایسٹ ہوں، اور اسی لحاظ سے خاتم النبیین ہوں۔“ ②

### خصوصیات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے چھ چیزوں کے ساتھ دوسرے تمام انبیاء ﷺ پر فضیلت دی گئی ہے:  
مجھے جامع کلمات دیے گئے ہیں۔

۱: رب و بدبه کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔

۲: میرے لئے مال غیمت حلال کیا گیا ہے۔

۳: زمین کو میرے لئے پا کیزہ اور مسجد بنایا گیا ہے۔

۴: مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۵: میری بعثت پر سلسلہ نبوت ختم کیا گیا ہے۔“ ③

### شفاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنایا:

”میں جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ ہکھکھتا ہو گا، پوچھا جائے گا کون ہے؟ تو کہا جائے گا: محمد ہیں، لہذا وہ میرے لئے دروازہ کھول دیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے، پھر میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ مجھے حمد و ثناء کے الفاظ الہام کرے گا، پھر کہا جائے گا: محمدؐ اپنا سرا اخایے اور سوال کیجئے! آپ ﷺ کا مطالبہ پورا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے! آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور آپ بات کیجئے آپ کی بات سنی جائے گی۔

اور یہی ہے وہ مقام محمود، جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: «عَسَى أَنْ يَعْثُنَ رِئَكَ مَقَاماً مَحْمُودًا ۝» ④

① بخاری: ۳۵۲۵، مسلم: ۲۲۸۶۔ ۲ مسلم: ۵۲۳۔

② بنی اسرائیل: ۷۹، الترمذی: ۳۱۴۸۔

حوض کوثر: رسول اکرم ﷺ کو قیامت کے روز حوض کوثر عطا کیا جائے گا جس سے آپ ﷺ اپنی امت کو پانی پلائیں گے۔ حضرت انس بن مالک رض بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ سورت پڑھی (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَارِيكَ هُوَ الْأَنْبَرُ ۝) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ الکوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس پر خیر کش موجود ہے اور وہ ایسا حوض ہے جس پر میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے، اس کے برتوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔

اور حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الکوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے کنارے سونے کے اور اس کے بنے کے راستے موتیوں اور یاقوت کے ہیں، اس کی مٹی کسیوری سے زیادہ اچھی ہے اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔“ ۰

### سچے حجج

## یوم آخرت پر ایمان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(زَعَمَ الظَّالِمُونَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبَعَثُوا طَقْلٌ بَلْ وَرَبِّ الْكَوْثَرُ ثُمَّ لَكَبِيُونَ  
بِسَاعِنَتِهِمْ طَوْذِلَكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝) ۰

”کافروں کا خیال یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی تمہیں ضرور بالضرور اٹھایا جائے گا۔ پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی تمہیں خودی جائے گی اور یہ کام اللہ پر انتہائی آسان ہے۔“

### قریب قیامت

ہمیں اس بات پر بھی پختہ یقین ہونا چاہیے کہ جس دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے وہ انتہائی قریب ہے، حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو لٹکا کر فرمایا: میں اور قیامت اس طرح سمجھے گئے ہیں جیسے یہ دنگیاں ہیں۔ (اس حدیث سے آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہوتا ہے یعنی میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا بلکہ میرے بعد قیامت ہی آئے گی)۔

قیامت کا وقت صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَهَا ۝ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّكَ ۝ لَا  
يُجَنِّهَا لَوْقَتُهَا إِلَّا هُوَ ۝ ثَقَلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝ لَا تَأْتِينَكُمْ إِلَّا  
بَقْتَةً ۝ يَسْأَلُونَكَ كَائِنَكَ حَفِيْظٌ عَنْهَا ۝ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلِكَنَّ

۱۰۷) الْكُفَّارُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱﴾

”یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں؟ آپ فرمادیجھے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب ہی کے پاس ہے۔ اسے وقت پر صرف وہی ظاہر کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہو گا۔ وہ تم پر اچانک آپ پڑے کی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے کہ گویا آپ اس کی تحقیقات کرچکے ہیں۔ آپ فرمادیجھے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

اور حدیث جبریل میں ہے کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

مَا الْمَسْؤُلُ عَنْهَا إِغْلَامُ مِنَ السَّائِلِ ②

”جس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔“

### قیامت کی نشانیاں

علماء نے قیامت کی نشانیوں کو جھوٹی اور بڑی وقوفیں میں تقسیم کیا ہے۔ مثلاً دجال کا آئا، امام مهدی کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا، یا خوج ما جرج کا خروج، زمین کے جانور کا ظاہر ہونا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

اوپر جھوٹی نشانیوں سے مراد یہ نشانیاں ہیں: علم کا اٹھایا جانا، جاہلوں کا بڑے بڑے عہدوں کے پہنچنا، موسیقی کا بکثرت مروج ہونا، شراب نوشی کرنا، اس امت کے آخری لوگوں کا اس کے پہلے لوگوں پر لعنت بھیجننا اور دجال و غارت گری کا عام ہونا وغیرہ۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ:

۱: دو بڑی جماعتیں باہم قتال کریں گی اور ان کے مابین بہت بڑی جنگ ہو گی جب کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا۔

۱/ الاعراف: ۱۸۷، نیز دیکھیے ۷۹/ النازعات: ۴۲-۶۔

۲/ بخاری: ۵۰، مسلم: ۸۔

تین کے قریب دجال آئیں گے جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہو گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔  
علم اٹھایا جائے گا (علم صرف نام کارہ جائے گا اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا)۔

زبر لے زیادہ آئیں گے۔

لوگوں میں بکاڑ جلدی پھیلنے لگتا ہے۔ (اس کا دوسرا مفہوم یہ ہی ہو سکتا ہے کہ وقت بھنگ ہو جائے گا  
اور اس کی برکت ختم ہو جائے گی)۔  
فتوں کا ظہور ہو گا۔

قتل وغارت گری عام ہو جائے گی۔ چنانچہ نبی آدم اور خاص طور پر مسلمانوں کا خون  
ارزان ہو جائے گا۔

لوگوں کے پاس مال بہت زیادہ ہو جائے گا حتیٰ کہ صاحب مال صدقہ دینے کی خاطر مستحق  
کی تلاش میں سرگردان ہو گا۔

لوگ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر کے پاس سے گذرے گا تو کہہ گا: کاش! میں اس کی جگہ پر ہوتا۔

سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور جب ایسا ہو گا اور تمام لوگ اسے دیکھ لیں گے تو وہ سب  
ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وقت ہو گا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
﴿لَا يَنْقُضُ نَفْسًا لِمَا أَنْهَا كَمْ ثَكَنَ امْنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسْبَتْ فِي إِيمَانِهَا  
خَيْرًا﴾ ①

”اس وقت کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا  
تھا ایس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت ضرور بالضرور قائم ہو گی۔ اور ایک آدمی اپنا القمہ اپنے  
منہ کی طرف اٹھاچکا ہو گا لیکن وہ اسے کھانہ نہیں سکے گا۔“ ②

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہیں ہو گی جو اللہ،

الله کہتا ہوگا۔

اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب قیامت قائم کر لے گا اس وقت سب اور  
برے ہوں گے۔

حضرت عقبہ بن عامر رض نے فرمایا:

”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے دین پر قاتل کرتا رہے گا۔ وہ اپنے دشمنوں پر  
 غالب رہے گا اور اس کا کوئی مخالف سے نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ قیامت قائم  
ہو جائے گی اور وہ بدستور اسی حالت پر قائم ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمْ يُفْعَلْ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَيْهَمْ يَنْسِلُونَ ۚ﴾ ۰

”صور کے پھونکے جاتے ہی سب کے سب اپنی قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف  
(تیز تیز) چلنے لگیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ لُفْحَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۚ﴾ ۰

”پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے وہ ایک دم کمرے ہو کر دیکھنے لگ  
جائیں گے۔“

پھر کفار کہیں گے:

﴿يَوْمَ نَأْمَنُ بَعْتَنَامَنْ مَرْقِدَنَا تَرْجِهَنَا ۚ﴾ ۰

”ہے ہائے! ہمیں ہماری خواہاں ہوں سے کس نے انخادیا۔“

ان آیات سے ثابت ہوا کہ صور میں دو مرتبہ پھونکا جائے گا: ایک مرتبہ پھونکے جانے سے  
لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، یعنی ان پر موت آ جائے گی۔ پھر دوسرا مرتبہ پھونکے جانے سے

۱/ ۳۶ یہ: ۵۱۔

۲/ ۲۹ یہ: ۶۸۔

۳/ ۳۶ یہ: ۵۲۔

وَهُنَّا كُفَّارٌ ۝ ۷۷

وَهُنَّا كُفَّارٌ ۝ ۷۷

وَلَيَوْمَ ثُبَّدَلُ الْأَرْضُ عَيْدَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزَوا يَتَهُ الْوَاحِدُ

الْقَهَّارٌ ۝ ۷۸

”جس دن اس زمین کے علاوہ کوئی اور زمین ہو گی اور آسمان بھی بدل جائیں گے  
اور تمام لوگ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے جو ایک ہے اور وہ سب پر غالب ہے۔“

ہر ایک کو اپنی فکر دامن گیر ہو گی

﴿وَلَا يَسْكُنُ حَيْثِمْ حَيْثِمَا ۝ يَبْصُرُونَهُمْ طَيْوَدُ الْمُسْجُرُمُ لَوْيَقْتَدِرُى مِنْ  
عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ بَيْنَهُمْ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخْيَهُ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْنِيَهُ ۝ وَ  
مَنْ فِي الْأَرْضِ جَيْعَانٌ لَمْ يُنْجِيَهُ ۝ كَلَّا إِنَّهَا لَنَفِيَ لِنَزَاعَةَ لِلشَّوَى ۝  
تَذَعَّوْمَنْ آدِبَرَ وَتَوْلَى ۝ وَجَمَعَ فَاؤْلَى ۝ ۰﴾ ۰

”اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا (حالانکہ) وہ ایک دوسرے کو دکھادیے  
جائیں گی۔ ایک جرم چاہے گا کہ وہ اپنے بیٹوں کو، اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو، اپنے  
کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو اس دن کے عذاب کے  
بدلے میں دے دے، پھر وہ اسے نجات دلادیں۔ مگر ہرگز ایسا نہ ہو گا، میغنا وہ شعلہ  
والی آگ ہے جو من اور سر کی کمال کھینچ لانے والی ہے۔ وہ ہر اس شخص کو پکارے گی  
جو پچھے بنتا اور منہ موزتا ہے اور جمع کر کے سنبال رکھتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَنْجِنِي نَفْسٌ عَنْ لَفْنِي شَيْئًا ۝ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ ۝ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا  
عَذَابٌ ۝ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ ۰﴾ ۰

”اور اس دن سے ڈر جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش

۱۴۰/ابرہیم: ۴۸۔ ۲/۷۰/المعارج: ۱۰-۱۸۔

۴۸: البقرۃ.

منظور کی جائے اور نہ کسی سے کسی طرح کا بدل قول کیا جائے اور نہ لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں۔<sup>۵</sup>

”بنی اسرائیل کے بگاڑ کی ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ آخرت کے متعلق ان کے عقیدے میں خرابی آگئی تھی۔ وہ اس قسم کے خیالات خام میں مبتلا ہو گئے تھے کہم جلیل القدر انبیاء کی اولاد ہیں، بڑے بڑے اولیاء صلحا اور زہاد سے نسبت رکھتے ہیں، ہماری بخشش تو انہیں بزرگوں کے صدقے میں ہو جائے گی، ان کا دامن گرفتہ ہو کر بھلا کوئی سزا کیسے پاسکتا ہے، انہیں جھوٹے بھروسوں نے ان کو دین سے غافل اور گناہوں کے چکر میں ببتلا کر دیا تھا۔ اس لیے نعمت یاد دلانے کے ساتھ فوراً ہی ان کی ان غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔“<sup>۶</sup>

فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ النَّبِيُّونَ مِنْ أَخْيَهُمْ ۖ وَأُمَّهُ وَأَبْيَهُ ۗ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ قِنْهُمْ يَوْمٌ بِدِشَانٍ يُعْنِيهُ ۗ﴾<sup>۷</sup>

”اس دن آجی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔ اپنی بیوی اور بیٹے سے، ہر شخص اس روز ایک فلک میں ہو گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔“  
بھاگنے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ان عزیزوں کو، جو دنیا میں اُسے سب سے زیادہ پیارے تھے، مصیبت میں مبتلا کیا کر بھائے اس کے کہ ان کی مدد کو دوڑے، اتنا ان سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اسے مدد کے لیے پکارنے بیخشیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں اللہ سے بے خوف اور آخرت سے غافل ہو کر جس طرح یہ سب ایک دوسرے کی خاطر گناہ اور ایک دوسرے کو گراہ کرتے رہے، اس کے برے نتائج سامنے آتے دیکھ کر ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اپنی گمراہیوں اور گناہ گاریوں کی ذمہ داری اس پر نہ ڈالنے لگے۔ بھائی کو بھائی سے، اولاد کو ماں باپ سے، شوہر کو بیوی سے، اور ماں باپ کو اولاد سے خطرہ

۱ تفہیم القرآن: ج ۱ ص ۸۵، ۸۶، ۸۷۔ ۲۷۴۔

۲ تفہیم القرآن: ج ۱ ص ۸۰، ۸۱، ۸۲۔

ہو گا کہ یہ کم جنت اب ہمارے خلاف مقدمے کے گواہ بننے والے ہیں۔<sup>۸</sup>  
تو ثابت ہو گیا کہ اس دن باپ اپنے بچے کو یا بچہ اپنے باپ کے کچھ کام نہ آئے گا۔ ایک دوسرے کا نذریہ بھی نہ ہو سکے گا۔ تم دنیا پر اعتماد نہ کرو اور دار آخترت کو فراموش نہ کر جاؤ۔ شیطان کے فریب میں نہ آ جاؤ۔ قیامت کا دن بھگڑوں کے فیصلوں کا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ خود سامنے ہو گا، کوئی بغیر اس کی اجازت کے لب نہ ہلا سکے گا، کسی کو دوسرے کے بارے میں نہ پکڑا جائے گا، نہ باپ بیٹے کے بد لئے نہ بیٹا باپ کے بد لئے نہ بھائی بھائی کے بد لئے نہ غلام آقا کے بد لئے نہ کوئی کسی کا غم و رنج کرے گا نہ کسی سے شفقت و محبت ہو گی۔ نہ ایک دوسرے کی طرف سے پکڑا جائے گا، ہر شخص آپا دھانپی میں ہو گا، ہر ایک اپنی فلک میں ہو گا، ہر ایک اپنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿إِنَّرَا كِتَبَكَ طَكْنَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۚ﴾<sup>۹</sup>

”لو خودا پنی کتاب آپ ہی پڑھ لو۔ آج تو تو آپ ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے۔“

اور خداون کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:  
﴿الْيَوْمَ نَحْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَنُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَنَشَهَدُ أَرْجُلَهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۚ﴾<sup>۱۰</sup>

”آج کے دن ہم ان کے منہ پر ہمہ میں لاگدیں گے اور ان کے ہاتھوں سے باتمیں کریں گے اور ان کے پاؤں ان کاموں کی گواہیاں دیں گے جو دوہر کرتے تھے۔“<sup>۱۱</sup>

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”خبردار اتم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پس جس شخص کو لوگوں کا امیر (حکمران) بنایا گیا اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور ۱۴۔ اسراء بل: ص ۲۶۰، ۲۰۹۔ ۱۷۔ تفہیم القرآن: ج ۶، ص ۲۶۰، ۲۰۹۔ ۱۹۔ حم السجدة: ۱۹۔ ۲۱۔

۶۵۔ ۳۶۰۔

مردانے گھروں کا ذمہ دار ہوتا ہے تو اس سے بھی ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہوتی ہے، سوال سے بھی اس کے بارے میں پوچھ گئی کی جائے گی۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے اس سے بھی اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔<sup>۱</sup>

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ التَّعْبِيْمِ﴾<sup>۲</sup>

”پھر اس دن تم سے ضرور بالغ و نعمتوں کے متعلق سوال ہو گا۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”بے شک بندے سے قیامت کے دن نعمتوں میں سے سب سے پہلے اس نعمت کا سوال کیا جائے گا کہ کیا ہم نے تمہیں تدریس نہیں دی تھے؟ اور کیا ہم نے تمہیں منہندے پانی سے سیر نہیں کیا تھا؟<sup>۳</sup>

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کا حق (زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو، قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جنہیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر ان کے ساتھ اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ گرم کیا جائے گا اور پھر اسے داغا جائے گا اور جب تک بندوں کے درمیان فیصلہ نہیں کر دیا جائے گا اس کے ساتھ یہ سلوک بدستور جاری رہے گا جب کہ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔<sup>۴</sup>

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون

<sup>۱</sup> بخاری: ۲۵۰۴، ۵۱۸۸، ۵۲۰۰، ۸۹۳؛ مسلم: ۱۸۲۹۔

<sup>۲</sup> التکاثر: ۸۔ ترمذی: ۳۳۵۸۔

<sup>۳</sup> مسلم: ۲۵۸۱۔

ہونا ہے؟ تو صاحبہ نے جواب دیا: ”ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی اور ساز و سامان۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر بہتان باندھا ہو گا، کسی کامال کھالیا ہو گا، کسی کا خون بھایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا۔ لہذا ان میں سے ہر ایک کو اس کے حق کے بعد کیا جائے گا۔“<sup>۱</sup> اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر ان کے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گیں تو ان کے گناہ لے کر اس کی گردن میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے جہنم رسید دیا جائے گا۔

زمین کی گواہی  
روز قیامت زمین بھی گواہی دے گی اور اپنی خبریں بیان کرے گی کہ کس نے کہاں پر کیا مل

کی تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدَّثُ أَخْبَارَهَا لِيَأْتِ رَبَّكَ أُولَئِكَ لَهَا طَلاقٌ﴾<sup>۲</sup>

”اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی، کیونکہ آپ کے رب نے اسے حکم دیا ہو گا۔“

نبی کریم ﷺ کا حوض

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو قیامت کے دن حوض کوثر عطا کیا جائے گا جس کے اوصاف

آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں بیان فرمائے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓؓ نے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ہی

ہوئے تھے، اچاک آپ پر اونگھ طاری ہو گئی۔ پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سراہ تھا۔ ہم

پوچھا: آپ کیوں مسکراتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی۔

پھر آپ ﷺ نے پڑھا:

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوْنَرَ ۝۰ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرُ ۝۱ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾

پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ الکوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس پر خیر کثیر موجود ہے اور وہ ایسا حوض ہے جس پر میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے۔ اس کے برتوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔ پھر کچھ لوگوں کو پیچھے دھکیلا جائے گا۔ تو میں کہوں گا: میرے رب! یہ تو میرے انتی ہیں۔ تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کئے تھے۔ ①

اور حضرت ابوذر رض نبی میں کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حوض کے برتن کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس کے برتن ان ستاروں سے زیادہ ہیں جو تاریک اور بے ابر (صاف) رات میں ہوتے ہیں، وہ جنت کے برتن ہیں۔ جو شخص ان سے پے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس میں جنت کے دو میزاب بہرہ ہے ہوں گے۔ جو شخص ایک بار اس پانی کو پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی اس کی لمبائی کے برابر ہے جو اتنی ہے جتنی عمان اور ایلہ کے درمیان ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہو گا۔" ②

### میزان

روز قیامت وزن برحق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِنَ الْحُقُوقُ حَمْنَ نَعْتَقْتُ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ③ وَمَنْ خَفَقْتُ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ حَسِرُوا أَنفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا يَأْتِيُنَا بِيَطْلُمُونَ ④﴾

"اور اس روز وزن بھی برحق ہے، پھر جس شخص کا پلا بھاری ہو گا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلا بھارکا ہو گا سویرہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا

① مسلم: ۴۰۰۔ ② مسلم: ۲۳۰۰۔

③ مسلم: ۹۸۔ ۴۷/۱۱۰۔

نقضان کر لیا بسبب اس کے کہ ہماری آئیوں کے ساتھ کلام کرتے تھے،  
 ﴿وَنَضَعَ النَّوَازِينَ الْقُسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْشُ شَيْعَاتٍ وَإِنْ كَانَ  
 مِنْ قَالَ حَيَّةٌ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا طَوْفًا وَكُفَى بِنَا حَسِيبِينَ ⑤﴾ ۱  
 "قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تو نے والے ترازو رکھیں گے، پھر کسی پر کچھ بھی کلام  
 نہ کیا جائے گا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہو گا تو اسے ہم سامنے  
 لائیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔"

یاد رہے کہ کافر کے اعمال کا بھی وزن کیا جائے گا چنانچہ ان کے کفر اور اس کی برا بیوں کو  
 ایک پڑھے میں اور اس کی نیکیوں (مثلاً صلح رحمی، لوگوں سے ہمدردی اور غلاموں کو آزاد کرنا  
 غیرہ) کو دوسرے پڑھے میں رکھا جائے گا۔ پھر کفر اور برا بیوں والا پڑھا بھاری ہو جائے گا جس  
 کی بنا پر وہ جہنم کے عذاب کا مستحق قرار پائے گا۔ البتہ اس کی بعض نیکیوں کی بنا پر اس کے عذاب  
 میں تخفیف کر دی جائے گی۔

### صراط

حضرت ابو ہریرہ رض نبی میں کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"..... چنانچہ وہ محمد (ﷺ) کے پاس آئیں گے اور آپ کو (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور حرم کو بھیجا جائے گا جو صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر گزرنا شروع کریں گے) چنانچہ سب سے پہلا شخص بھلی کی سی تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔"

میں (ابو ہریرہ) نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کوئی چیز بھلی کی سی تیزی کے ساتھ بھی گزر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "کیا تم نے (آسان پر) بھلی کو نہیں دیکھا، کیسے وہ تیزی کے ساتھ جاتی ہے اور پلک جھکتے ہی واپس آتی ہے؟"  
 پھر دوسرا آدمی ہوا کی طرح تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔

پھر تیرا آدمی پرندے کی اڑان اور (طاقت و ر) بندوں کے دوڑنے کی طرح گز رجاء کار

یہ سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے گزریں گے اور تمہارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صراحت  
پرکھرے کہہ رہے ہوں گے: (یا رَبِّ اسْلَمْ سَلَمْ) اے میرے رب! آپ ہی سلامتی دار  
اور آپ ہی محفوظ فرمائیے۔“ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور یہاں تک کہ  
ایک آدمی ایسا آئے گا جو گھست گھست کر ہی چلنے کے قابل ہو گا۔ پل صراط کے کناروں پر  
مڑے ہوئی سرے والی لوہے کی سلاخیں لٹکی ہوئی ہوں گی جنہیں بعض لوگوں کو پڑنے اور اپنے  
لینے کا حکم دیا گیا ہوگا۔ الہادہاں سے گزرنے والوں میں سے کچھ تو خراشیں وغیرہ لگنے کے بعد  
نجات پا کر اسے عبور کر جائیں گے اور کئی لوگوں کا جسم تکڑے تکڑے ہو جائے گا اور وہ جہنم میں کر  
جائیں گے۔”<sup>۱</sup>

حضرت خصہ نبیت اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اللہ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے:  
﴿وَإِنْ قَنْعُكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾<sup>۲</sup>

”تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے؟“  
تو آپ نے فرمایا: تم نے اس سے اگلی آیت نہیں پڑھی:  
﴿لَتَحْتَنْجِي الَّذِينَ أَتَوْا﴾<sup>۳</sup>

”پھر ہم پر ہیز گاروں کو پچالیں گے۔“<sup>۴</sup>

اور حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
”کسی مسلمان کے تین بیچے فوت ہو جائیں (اور وہ صبر کرے) تو اسے دوزخ کی  
آگ نہیں چھوئے گی، ہاں صرف تم کو پورا کرنے کے لئے۔“<sup>۵</sup>

بخاری: ۹۹

نبی کریم ﷺ کی شفاعت  
حضرت ابو ہریرہ رض کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا: قیامت کے دن  
لوگوں میں سے سب سے بڑا خوش نصیب کون ہو گا جس کے حق میں آپ شفاعت کریں گے؟

”ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس بارے میں تم ہی سوال کرو گے کیونکہ تمہیں احادیث سنن کا  
زیادہ شوق رہتا ہے۔ (تو سنو) قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہو گا  
جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اور اخلاص کے ساتھ لا إله إلَّا اللَّهُ كَبَرَ۔“<sup>۱</sup>

اور حضرت عوف بن مالک رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
”میرے پاس میرے رب تعالیٰ کی طرف ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار  
دیا کہ میں یا تو اپنی آہی امت کے جنت میں جانے پر راضی ہو جاؤں یا روز قیامت  
شفاعت کروں۔ تو میں نے شفاعت کوچن لیا ہے اور میری شفاعت ہر ایسے شخص  
کے لئے ہو گی جس کی موت اس حالت میں آئے گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو  
شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔“<sup>۲</sup>

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ كَإِلَّا يَأْذِنُهُ﴾<sup>۳</sup>  
”کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکے؟“

ای طرح فرمایا:  
﴿وَكَذَّ مِنْ مَلِكٍ فِي السَّوْلِ لَا تُعْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِيَنْ يَشَاءُ وَيَرْضِي﴾<sup>۴</sup>

۱ بخاری: ۹۹ . ۲ مسلم: ۱۹۰ . ۳ مسلم: ۱۹۱ / مریم: ۷۱ . ۴ مسلم: ۲۴۹۶ . ۵ مسلم: ۶۶۵۶ ، ۱۲۵۱ :

ترمذی و ابن ماجہ و صحح البانی فی تخریج المشکاة: ۵۶۰۰ .

۲ البقرة: ۲۰۵ .

۳ النجم: ۵۳ .

۴ بخاری: ۲۶ .

”اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ایے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ اپنی خوشی اور چاہت سے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے۔“

جس شخص سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گا اسی کے بارے میں ہی شفاعت کرنے والے شفاعت کر سکیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى﴾ ۱

”اور وہ صرف اسی کے لئے شفاعت کریں گے جس سے وہ راضی ہو گا۔“

سید حسن علی الحسین

حصہ دوم

القرآن الحکیم

”اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ایے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی گریہ اور بات ہے کہ اللہ اپنی خوشی اور چاہت سے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے۔“

جس شخص سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گا اسی کے بارے میں ہی شفاعت کرنے والے شفاعت کر سکیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى﴾ ①

”اوہ صرف اسی کے لئے شفاعت کریں گے جس سے ذہرا فی ہو گا۔“

سیدنا محمد

حصہ دوم

القرآن الحکیم

## فضائل قرآن مجید

قرآن مجید ایک نظر میں

پہنچی: إِنَّا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سورة الحلق، ۱۱۰ آیت ۱۴۵

آخری وحی: وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ (۲۸۱) البقرة (۲۸۱) یا

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْكُمْ نعمتِي وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ  
دینا (النور: ۳)

تعداد کلمات

تعداد حروف

قرآن کی کل مدت زندگی

۸۶۲۳۰

۳۲۲۷۹۰

۳۰۵۱۵

پارے

منزلیں

سورتیں

مکی سورتیں

مدنی سورتیں

رکوع

آیات

کاتبان وحی

۳۰ صحابہ شفیع

## اقسام آیات

۱۰۰۰.....	آیات دعوه
۱۰۰۰.....	آیات وحید
۱۰۰۰.....	آیات نبی
۱۰۰۰.....	آیات امر
۱۰۰۰.....	آیات مثل
۱۰۰۰.....	آیات قصص
۲۵۰.....	آیات تحلیل
۲۵۰.....	آیات ترمیم
۱۰۰.....	آیات تمجیح
۲۲.....	آیات تفرقة
۲۲۳۶.....	کل آیات

## کے منازل کی تقسیم

- ۱ سورة الفاتحہ تا سورة النساء
- ۲ سورة المائدۃ تا سورة التوبۃ
- ۳ سورة یونس تا سورة النحل
- ۴ سورة نبی اسراء میل تا سورة الفرقان
- ۵ سورة الشیراز تا سورة نہیں
- ۶ سورة والصفحت تا سورة الحجرا
- ۷ سورة ق تا سورة الناس

## کل حرکات (اعرب)

۱۷۷۱	(۲)	مدات (۳)	۵۲۲۲۳	(۱)	فتحت (زبر)
۱۲۷۲	(۵)	تکدیر (شذ)	۳۹۵۸۲	(۲)	کرات (زیر)
۱۰۵۶۸۳	(۶)	غاط ( نقطے )	۸۸۰۳	(۳)	فتحت ( پیش )

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۰ تَقَبَّرُ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَمِينَ نَذِيرًا

”بہت ہی بارکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (قرآن) نازل کیا  
تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے۔“

وہ پاک ذات کے جس نے جن و انس کی رشد و ہدایت کے لئے قرآن مجید جسی عظیم کتاب  
نازل فرمائی جو علوم و فنون کا سمندر ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو قیامت  
تک علم کے پیاسوں کو سیراب کرتا رہے گا اور علم و حکمت کا ایسا خزانہ ہے کہ جس کے جواہر کسی ختم نہ  
ہوں گے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں یکتا ہے اسی طرح اس کے کلام کا اسلوب بھی یکاں  
ہے۔ قرآن کے ادب و بلاغت کا اصل کمال یہ ہے کہ کلام کرنے والا خود رب تدوں ہے۔ دنیا  
کی کوئی کتاب یا صحفہ قرآن کی برابری نہیں کر سکتا۔ سو اچودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کی  
جاذبیت اور اثر آفرینی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی قیامت تک ہو گی۔

جاذبیت اور اثر آفرینی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی قیامت تک ہے مثالی شخصیت بن کر آئے اسی طرح آپ ہے  
جس طرح آپ تعلیم و قیامت تک کے لئے مثالی شخصیت بن کر آئے اسی طرح آپ ہے  
نازل ہونے والی یہ کتاب بھی ہدایت اور جامع فلاح و سعادت کا آخری صحیفہ بن کر آئی ہے۔

## نازول قرآن

قرآن حکیم کی قلعی نصوص سے قرآن کا نازول شب قدر میں ثابت ہے:

۰ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقُدْرِ

"یقیناً ہم نے اسے شبِ قدر میں نازل فرمایا۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ ①

"ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتا را گیا۔"

قرآن مجید کو لوحِ حکیم سے لیلۃ القدر میں آسمانِ دنیا کے بیت العزة پر لایا گیا اور پھر تمہارا تحوڑا کر کے صبض درودت نبی اکرم ﷺ کی قلب اطہر پر اتا را گیا۔  
کلامِ الہی

یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے کلامِ اللہ ہونے میں کوئی مشکل نہیں، اس جیسی کلام بنا نا انسان کی  
المیت واستطاعت سے باہر ہے۔ فرمانِ الہی ہے:

﴿ذَلِكَ الْكِتَبُ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ ②

"اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی مشکل نہیں۔"  
اور اگر کسی کو مشکل ہے تو اسے قرآن مجید کی طرف سے کھلا جائیج ہے کہ:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأَتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مُّثْلِهِ وَادْعُوا شَهِيدًا إِكْفَرُ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ ضَالِّيْنَ﴾ ③

"ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتنا را ہے اس میں اگر تمہیں مشک ہو اور تم سچے ہو تو اس  
جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ کے سوال اپنے مدعاوں کو کمی بلالو۔"  
اور پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَ الْأَنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِيَمِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ لَا يَأْتُونَ بِيَمِّلِهِ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِيَعْصِيَ اللَّهَ مِنْهُ﴾ ④

"کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان

۱/ البقرۃ: ۱۸۵۔

۲/ البقرۃ: ۲۔

۳/ البقرۃ: ۲۳۔

۴/ بنی اسراء: ۸۸۔

سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے۔ گودہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مدعاو  
بھی بن جائیں۔"

بیک قرآن کے مخالفین اس کی مثال لانے سے قاصر ہیں۔ قرآن کا یہ دعویٰ آج بھی  
قام ہے۔ بلاغی عرب و عجم کی زبانیں اس کے مقابلے میں گلگ ہیں۔ وہ لوگ جو زبان کے  
قام ہے۔ بلاغی عرب و عجم کے طبعی ماہر سمجھے جاتے ہیں اس کے مقابلے میں عاجز درمانہ رہے۔  
اصل مالک اور حاکمہ عرب کے

### قرآن مجید کے محسن

اسلام لانے کے بعد بعلیؑ سے سیدنا عمر فاروقؓ نے چند اشعار سنانے کی فرمائش کی تو انہوں  
نے جواب دیا: جب اللہ نے مجھے البقرۃ اور آل عمران سکھا دیں تو مجھے شعر کہنا زیب نہیں دیتا

(استیاعب لا بن عبد البر، حالاتِ بعلیؑ)

قرآن پاک بہت سی صفات کا حامل ہے۔ جن میں چند بیان کی جاتی ہیں:

﴿قَرْآنُ الْمَجِيدُ﴾ ⑤

"بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے۔"

﴿إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ﴾ ⑥

"کہ بے شک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے۔"

﴿وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ﴾ ⑦

"قسم ہے قرآن باحکمت کی۔"

﴿إِنَّهُ لَكِتَبٌ عَزِيزٌ﴾ ⑧

"یہ بڑی با وقت کتاب ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشادِ الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا

۵ مُبِينًا ۶

”لَوْكُوا! تَهَارَ بِيَدِكَ لِمَنْ تَهَارَ بِيَدِهِ“  
تمہاری جانب واضح اور صاف تورات آ رہے۔

۷ لِهَذَى لِتَسْتَقِنَ ۸

”پہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔“

۹ وَهَذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَا مُبِينٌ ۱۰

”اور یا! اسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے۔“

۱۱ يَا إِنَّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءُوكُم مَّوْعِظَةً مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشَفَاءً لِمَا فِي الصُّدُورِ وَ

۱۲ هُدًى وَرَحْمَةً لِلْمُوْمِنِينَ ۱۳

”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو  
نیجت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے  
والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔“

سیدنا عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اس کتاب کے  
ذریعے سے بعض قوموں کو رفت و بلندی عطا فرمادیتے ہیں اور اس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے بعض  
قوموں کو نیچے گرا دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو لوگ جب کبھی  
خانہ خدا میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور اس کے درس و مدرس میں مشغول ہوں تو ان  
پر اللہ کی طرف سے اطمینان و سکون نازل ہوتا ہے اور رحمت الہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی  
ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں کرتے ہیں۔

۱ النساء: ۱۷۴.

۲ البقرة: ۲.

۳ الانعام: ۹۲.

۴ بخاری: ۷۵۲۹.

۵ مسلم: ۵۷.

۶ مسلم: ۸۱۷.

سیدنا عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں بہتر وغیرہ شخص ہے جو  
قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔“<sup>۱</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: صرف  
آدمیوں پر شبک ہو سکتا ہے ایک تو وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے وہ راتوں کو بھی اس کو پڑھتا  
ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہے وہ رات اور دن مجاہدوں پر خیرات کرتا رہتا ہے۔<sup>۲</sup>  
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: صاحب قرآن  
کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے مقامات طے کرتا جا اور نبھر نبھر کر پڑھ جیسے تو دنیا  
میں نبھر نبھر کر پڑھتا تھا، تیر امر تبدیلی ہے جہاں تو آخری آیت پر پہنچے۔<sup>۳</sup>

قوت تاثیر: قرآن مجید میں سب سے بڑھ کر تاثیر پائی جاتی ہے، جیسا کہ رب کائنات

نے فرمایا:  
﴿كُو آتَنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ تَرَأَيْتَهُ خَائِشًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ  
الشَّوَّطِ﴾<sup>۴</sup>

”اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ خوف الہی سے وہ گلزارے  
گلزارے ہو جاتا۔“

جنوں کی ایک جماعت قرآن حکیم کی چند آیات سننے کے بعد واپس اپنی قوم کی طرف پڑتی ہے:  
﴿قَاتُلُوا يَنْقُومُنَا إِنَّا سَيْعَنَا يَكْتُلُنَا أُنْزَلْنِا مِنْ بَعْدِ مُؤْمِنِي مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ  
يَدَيْهِ وَيَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى كُلِّ يَقِينٍ مُّسْتَقِنِي﴾<sup>۵</sup>

”کہنے لگے: ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے  
بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی ستاہوں کی تصدیق کرنے والی ہے جوچے دین

۱ بخاری: ۵۰۲۷. ۲ بخاری: ۷۵۲۹، مسلم: ۸۱۵.

۳ ترمذی: ۲۹۱۴، ابو داؤد: ۱۴۶۴. ۴ مسلم: ۵۹، الحشر: ۲۱.

۵ احتجاف: ۳۰.

اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”ذرا  
قرآن تو مجھ کو سناؤ۔“ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ: بھلا آپ کو سناؤں آپ پر تو قرآن اتنا  
ہے“ آپ نے فرمایا: ”نبیں سناؤ۔“ میں نے سورۃ النساء شروع کی، جب اس آیت پر پہنچا  
﴿فَلَيَقُولُ إِذَا جَهَنَّمَ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ يُشَهِّدُهَا ۖ ۚ جَهَنَّمَ إِلَّا شَهِيدٌ مُّلْكٌ﴾<sup>۵</sup>

”پھر کیا حال ہو گا جب ہم ہرامت سے ایک گواہ لا میں گے اور تجھے ان لوگوں پر گواہ  
لا میں گے۔“

آپ نے فرمایا: ”بس کرو، بس کرو، میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو  
بہرہ ہے تھے۔“<sup>۶</sup>

قرآن مجید کا طرز بیان سادہ، آسان اور غیر مانوس بندشوں سے پاک ہے، اس کے  
مضامین ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے سب لوگوں کو قرآن حکیم میں اپنے اپنے مخصوص علوم کے  
لئے وسیع میدان ملے گا۔

﴿وَلَقَدْ يَسَرْنَا الْقُرْآنَ لِلِّلَّهِ كُلُّ فَهَلْ مِنْ مُّذَكَّرٌ﴾<sup>۷</sup>

”اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے، ہم کیا کوئی نصحت  
حاصل کرنے والا ہے؟“

قرآن پاک کا حق یہ ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے، اس میں خور و غریب کیا جائے اور اس پر مل  
کیا جائے۔ ارشاد الہی ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾<sup>۸</sup>

”کیا یہ قرآن میں خور و غریب نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تا لے لگ گئے ہیں؟“

### سچھدیف الحجج

۱/ النساء: ۴۱.

۲/ بخاری: ۴۵۸۲؛ مسلم: ۸۰۰.

۳/ ۴۷/ محمد: ۲۴.

## قرآن کریم کی جمع و تدوین

قرآن مجید کو حفظ اور تحریر کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے دور میں محفوظ کیا گیا۔ سب سے  
پہلے حافظ قرآن آپ ﷺ خود تھے۔ جبریل علیہ السلام جب کلام اللہ کا القاء آپ ﷺ کے قلب  
مبارک پر کرتے تھے تو اس کے ساتھ ہی وہ دہاں محفوظ ہو جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام  
بھی کوئی کثرت تلاوت کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام نبناہم سے  
تلاوت سنبھی کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رض کا واقعہ ملت ہے۔ صحیح بخاری کی  
ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا حضرت ابو موسیٰ اشعری رض سے قرآن سنبھی ثابت ہے۔  
ایک ترتیب قرآن کے سلسلے میں یہ بات بھی ناظرین کو معلوم ہو جائی چاہیے کہ یہ ترتیب بعد کے  
لوگوں کی دی ہوئی نہیں ہے، بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تحت نبی ﷺ نے قرآن کو اس  
طرح مرتب فرمایا تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تو آپ اُسی وقت اپنے کتابوں  
میں سے کسی کو بلا تے اور اس کو تھیک تلمیز کرنے کے بعد ہدایت فرمادیتے کہ یہ سورۃ فلاں  
سورۃ کے بعد اور فلاں سورۃ سے پہلے رکھی جائے۔ اسی طرح اگر قرآن کا کوئی ایسا حصہ نازل ہوتا  
جس کو مستقل سورۃ ہنا نوں نظر نہ ہوتا تو آپ ہدایت فرمادیتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں  
نظام پر درج کیا جائے۔ پھر اسی ترتیب سے آپ خود بھی نماز میں اور دوسرے موقع پر قرآن مجید  
کی تلاوت فرماتے تھے اور اسی ترتیب کے مطابق صحابہ کرام ﷺ بھی اس کو یاد کرتے تھے۔ لہذا یہ  
ایک ثابت شدہ تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا نزول جس روز مکمل ہوا اسی روز اس کی ترتیب  
بھی مکمل ہو گئی، جو اس کا نازل کرنے والا تھا۔ اس کا مرتب کرنے والا بھی تھا۔ جس کے قلب پر  
وہ نازل کیا گیا اسی کے ہاتھوں اسے مرتب بھی کر دیا گیا۔ کسی دوسرے کی بجائی تھی کہ اس میں

مداخلت کرتا۔

چونکہ نماز ابتداء ہی سے مسلمانوں پر فرض تھی اور تلاوت قرآن کونماز کا ایک ضروری جزو قرار دیا گیا تھا اس لیے نزول قرآن کے ساتھ ہی مسلمانوں میں حفظ قرآن کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جیسے جیسے قرآن اترتا گیا مسلمان اس کو یاد بھی کرتے چلے گے۔ اس طرح قرآن کی حفاظت کا انحصار صرف صحور کے ان پتوں، ہڈی اور جھلی کے ان نکڑوں ہی پر نہ تھا جن پر نبی اپنے کاتبوں سے اس کو قلمبند کرایا کرتے تھے، بلکہ وہ اترتے ہی میسیوں، پھر سینکڑوں، پھر ہزاروں، پھر لاکھوں والوں پر نقش ہو جاتا تھا اور کسی شیطان کے لیے اس کا امکان ہی نہ تھا کہ اس میں ایک لفظ کا بھی رزو بدلتے۔

نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب عرب میں ارتداد کا طوفان اٹھا اور اس کے فرو کرنے کے لیے صحابہ کرام کو خوت خوزیر لائیاں لٹپیں، تو ان معروکوں میں ایسے صحابہ کی ایک کثیر تعداد شہید ہو گئی جن کو پورا قرآن حفظ تھا۔ اس سے حضرت عمر گو خیال پیدا ہوا کہ قرآن کی حفاظت کے معاملے میں صرف ایک ہی ذریعے پر اعتماد کر لینا مناسب نہیں ہے، بلکہ الواح قلب کے ساتھ ساتھ صفحات قرطاس پر بھی اس کو حفوظ کرنے کا انتظام کر لینا چاہیے۔ چنانچہ اس کام کی ضرورت انہوں نے حضرت ابو بکرؓ سے واضح کی اور انہوں نے کچھ تھام کے بعد اس سے اتفاق کر کے حضرت زید بن ثابت النصاریؓ کو، جو نبی ﷺ کے کاتب (سیکریٹری) رہ چکے تھے، اس خدمت پر مأمور فرمایا۔ قاعدہ یہ مقرر کیا گیا کہ ایک طرف تو وہ تمام لکھتے ہوئے اہم افراد کو لیے جائیں جو نبی ﷺ نے چھوڑتے ہیں، دوسری طرف صحابہ کرامؓ میں سے بھی جس کے پاس قرآن یا اس کا کوئی حصہ لکھا ہوا ملے، وہ ان سے لے لیا جائے، اور پھر حفاظت قرآن سے بھی مذہلی جائے، اور ان تینوں ذرائع کی متفقہ شہادت پر، کامل صحت کا اطمینان کرنے کے بعد، قرآن کا ایک ایک لفظ مصحف میں ثبت کیا جائے۔ اس تجویز کے مطابق قرآن مجید کا ایک مستند نسخہ تیار کر کے ام المؤمنین حضرت خصہ نبی ﷺ کے ہاتھ رکھا دیا گیا۔ اور لوگوں کو عام اجازت دے دی گئی کہ جو چاہے اس کی نقل کرے اور جوچاہے اس سے مقابلہ (موازنہ) کر کے اپنے شیعے کی تصحیح کر لے۔

عرب میں مختلف علاقوں اور قبیلوں کی بولیوں میں ویسے ہی فرق پائے جاتے تھے جیسے ہمارے مکن میں شہر شہر کی بولی اور ضلع ضلع کی بولی میں فرق ہے، حالانکہ زبان سب کی وہی ایک اردو یا پنجابی وغیرہ ہے۔ قرآن مجید اگرچہ نازل اس زبان میں ہوا تھا جو مکمل میں قریش کے لوگ بولتے تھے، لیکن ابتداء میں اس امر کی اجازت دے دی گئی تھی کہ دوسرے علاقوں اور قبیلوں کے لوگ اپنے اپنے لہجے اور محاورے کے مطابق اسے پڑھ لیا کریں، کیونکہ اس طرح معنی میں کوئی عرب کے لوگوں نے اپنے ریاستان سے نکل کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو فتح کر لیا، اور دوسری قوموں کے لوگ بھی دائرہ اسلام میں آنے لگے، اور بڑے پیمانے پر عرب و عجم کے اختلاط سے عربی زبان متاثر ہونے لگی، تو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر اب بھی دوسرے بوجوں اور محاوروں کے مطابق قرآن پڑھنے کی اجازت باقی رہی تو اس سے طرح طرح کے فتنہ کھڑے ہو جائیں گے۔ مثلاً یہ کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کو غیر مانوس طریقے پر کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہوئے نہیں گا اور یہ سمجھ کر اس سے لڑ پڑے گا کہ وہ دانستہ کلام الہی میں تحریف کر رہا ہے۔ یا یہ کہ یہ لفظی اختلافات رفتہ رفتہ واقعی تحریفات کا دروازہ کھوں دیں گے۔ یا یہ کہ عرب و عجم کے اختلاط سے جن لوگوں کی زبان بگڑنے لگی وہ اپنی بگڑی ہوئی زبان کے مطابق قرآن میں تصرف کر کے اس کے حسن کلام کو بگاڑ دیں گے۔ ان وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے یہ طے کیا کہ تمام ممالک اسلامیہ میں صرف اُس معياری نسخہ قرآن کی نقلیں شائع کی جائیں جو حضرت ابو بکرؓ کے حکم سے ضبط تحریر میں لایا گیا تھا، اور باقی تمام دوسرے بوجوں اور محاوروں پر لکھے ہوئے مصاحف کی اشاعت منوع قرار دے دی جائے۔

آج جو قرآن ہمارے ہاتھوں نیں ہے، یہ ٹھیک ٹھیک اُسی مصحف صدیقی کے مطابق ہے جس کی نقلیں حضرت عثمانؓ نے سرکاری اہتمام سے تمام دیار و امصار میں بھجوائی تھیں۔ ۰

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چونکہ لوگوں کو ایک قراءت پر جمع کیا تھا اس بنابر انصیح جامع القرآن

بھی کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حیدر اللہ اپنی کتاب ”خطبات بہاولپور“ میں لکھتے ہیں: ”خود کیشن کے صدر زید بن ٹابت دیکھ بھی حافظ تھے۔ اس لیے انہوں نے جو کچھ لکھا اس یقین کے ساتھ لکھا کہ یہ ان کے ذہن میں بھی اسی طرح حفظ ہے۔ جب لوگ نسخہ لارکر پیش کرتے تھے تو حضرت عمر رضیو  
انہیں حکم دیتے کہ تم کھا کر بیا ذکر نہیں کرو جو تم پیش کر رہے ہو، وہی ہے جس کی صحیح رسول اللہ ﷺ  
کے سامنے ہوئی ہے۔ وہ تم کھا کر یقین دلاتے تو پھر اس سے استفادہ کیا جاتا۔ جب پورا قرآن  
مجید لکھا جا پکتا تو حضرت زید دیکھ کر بتے ہیں کہ میں نے اسے شروع سے آخوند پڑھا۔ اس میں  
مجھے ایک آیت کم نظر آئی یا بتے میرے حافظے میں تو موجود تھی مگر کسی تحریری نسخے میں موجود تھی  
(یاد رہے کہ حافظوں میں یہ آیت موجود تھی) پھر انصار کے گرد میں گیا۔ بالآخر ایک شخص کے  
پاس ایک تحریری نسخہ ملا۔ وہ نسخہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھا ہوا تھا لیکن حضرت ابو بکر رضیو کی  
ہدایت تھی کہ جب تک دو تحریری نسخے نہیں (یہ بھی کمال اختیارات تھا) اس وقت تک اسے قرآن  
کے طور پر قبول نہ کیا جائے اب تک تحریری صورت میں ایک شخص کے پاس یہ آیت تھی۔ یہاں  
پر مشیت خداوندی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اتفاق سے یہ حضرت خزیر انصاری میں ہوتے جن کے متعلق  
رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ کسی کام سے خوش ہو کر کہا تھا کہ آج سے تمہاری شہادت دشادوں  
کے ساوی سمجھی جائے گی۔ غرض یہ قدرت کی طرف سے میکھلی انتقام تھا۔“

### سیدنا عاصم

## سورۃ الحجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۰۸ یٰيٰهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُنْقِتُ مُوَابِيْنَ يَدِيَ اللّٰهُ وَرَسُولِهِ وَأَنَّوْالِهَ لَكَ إِنَّ اللّٰهَ  
يَعْلَمُ عَلِيْمٌ ۝ ۱۰۹ یٰيٰهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْقُعُوا أَصْوَالَكُمْ فَوَقَ صَوْتُ النَّئِيْنِ وَ  
لَا تَجْهَدُوا لَهُ بِالْقُوْلِ كَجَهْرٍ بَعْضُكُمْ لِيَعْصِيْنَ أَنْ تَجْبَطَ أَعْمَالَكُمْ وَلَا تُمْ  
لَّا شَعْرُوْنَ ۝ ۱۱۰ إِنَّ الَّذِينَ يَعْصُوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ  
أَنْتَخَعُ اللّٰهُ مُلْوَبِهِمْ لِلشَّغْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ ۱۱۱ إِنَّ الَّذِينَ  
يَنْدَوْنَكَ مِنْ قَدَّارِ الْحُجْرَتِ أَكْرَهُمْ لَا يَعْقُلُوْنَ ۝ ۱۱۲ لَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا  
حَتَّىٰ تَخْرُجُ إِلَيْهِمْ لَتَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۝ وَإِنَّ اللّٰهَ عَفُوْرٌ رَحِيْمٌ ۝ ۱۱۳ یٰيٰهَا الَّذِينَ  
آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا  
عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمُمْ ثُمَّ مِنْ ۝ ۱۱۴ وَاعْلَمُوْا أَنْ فِيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ لَوْلَوْ بَطَّلَ عَلِيْكُمْ فِي  
عَيْنِيْرِ قَبْنَ الْأَمْيَمِ لَعَنِيْمٌ وَلَكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِنْتِكُمُ الْإِيمَانَ وَرَزَّيْنَهُ فِي  
لَهُوَكُمْ وَكَرَّهَ إِنْتِكُمُ الْكُفَّرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعُصْبَيَانَ أُولَئِكَ هُمُ  
الرَّشِيدُوْنَ ۝ ۱۱۵ فَضْلًا مِنَ اشْوَوْنَعْمَهَا ۝ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۱۱۶ وَإِنْ طَاهُيْنَ  
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ افْتَسَلُوْا فَاصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۝ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ  
فَقَاتِلُوْا الْأَرْقَىٰ كَبْغَنِيْ حَلَّيْ ۝ إِنْ أَمْرِيْ اشْوَنَعْمَهَا ۝ فَإِنْ قَاتَلَتْ فَاصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا  
بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوْ ۝ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْقِسْطَيْنَ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَحْوَهُ  
فَاصْلِحُوْا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ وَأَنَّوْالِهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ۱۱۷ یٰيٰهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
لَا يَسْخَرُوْنَ مِنْ قَوْمٍ عَنِيْ ۝ أَنْ يَذُوْنَوْا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا يَنْسَأَوْهُنَّ مِنْ  
عَنِيْ ۝ أَنْ يَكُنْ خَيْرًا مِنْهُمْ ۝ وَلَا تُلْبِرُوْا أَنْشَكُمْ وَلَا تَنْتَابُوْا بِالْأَقْبَابِ ۝

بِئْسَ الْإِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ إِلَيْمَانٍ۝ وَ مَنْ لَمْ يَتَبَّعْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كُثُرًا مِنَ الْقَلْنَ ۝ إِنَّ بَعْضَ الظَّالِمِينَ لَهُمْ وَلَا تَجْسِسُوا لَا يَعْتَبَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۝ أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَلَدُرْهُتُو ۝ وَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَابُ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَرَّةٍ وَ أَنْتُمْ شَعُوبًا ۝ وَ قَبَائِلٍ لِتَعْمَارُ فُورًا ۝ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْتَقْلُمُ ۝ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَسِيرٌ ۝ قَاتَلَ الْأَعْرَابُ أَمَنَّا ۝ قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَ لِكُنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا ۝ لَمَّا يَدْخُلُ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۝ وَ إِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَ رَسُولَهُ لَا يَلْتَكُمْ قِنْ أَعْبَالَكُمْ شَيْءٌ ۝ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَأُوا وَ جَهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفَسُهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝ أَوْلَئِكَ هُمُ الصَّابِرُونَ ۝ قُلْ أَتَعْلَمُنَ اللَّهُ يَعْلَمِنِكُمْ ۝ وَ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ ۝ وَ اللَّهُ يُجْلِ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ يَعْلَمُنَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمْنَا ۝ قُلْ لَا تَسْبُوا عَنِ إِسْلَامَكُمْ ۝ بِلَ اللَّهُ يَعْلَمُ عَلِيهِمْ ۝ أَنْ هَذِكُمُ الْإِيمَانُ إِنْ كُنْتُمْ صَدِيقِيْنَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ ۝ وَ اللَّهُ يَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

(۵) اور اگر وہ صبر کے رہتے ہیں اس تک کہ آپ خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اور اللہ تو بخشش والا ہم بران ہے۔

(۶) مونو! اگر کوئی بد کردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادرہ) کہ کسی قوم کو نادافی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کے پر نام ہونا پڑے۔

(۷) اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے غیر بھر ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہاں لیا کریں تو تم شکل میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجادہ یا اور کفر اور عناد اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ را ہدایت پر ہیں۔

(۸) (یعنی) اللہ کے فضل اور احسان سے۔ اور اللہ جانے والا (اور) حکمت والا ہے۔

(۹) اور اگر مونوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کر دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرنے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع لائے۔ پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریقیں میں مسادات کے ساتھ صلح کر دو۔ اور انصاف سے کام لو، کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(۱۰) مونو! تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کہ کم پر حرجت کی جائے۔

(۱۱) مونو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مونیں بھائی) کو عیب نہ لگا اور نہ ایک دوسرے کا برآنام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برآنام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

(۱۲) اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشہ کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو نسبت نہ کرو) اور اللہ کا ذر رکھو۔ بے شک اللہ تو توبہ قبول کرنے والا ہم بران ہے۔

(۱) مونو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سننا جانتا ہے۔

(۲) اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اوپھی نہ کرو۔ اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے رو برو زور سے نہ بولا کرو (ایمان ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبیث نہ ہو۔

(۳) جو لوگ رسول اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزمائے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

(۴) جو لوگ آپؐ کو مجرموں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر عتنا۔

(۱۳) لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قویں اور قابلیت بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ (اور) اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پر نیز گار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جانے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔

(۱۴) دیپاتی (عربی) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے (بلہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے۔ تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ بے شک اللہ بخش والا ہم بیان ہے۔

(۱۵) مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں جان اور مال سے لڑے۔ یہی لوگ (ایمان کے) چے ہیں۔

(۱۶) ان سے کہہ دیجیے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جلتاتے ہو۔ اور اللہ تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں سے واقف ہے۔ اور اللہ ہر شے کو خوب جانتا ہے۔

(۱۷) یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا بشرطیکہ تم پے (مسلمان) ہو۔

(۱۸) بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔

### تفسیر سورۃ الحجرات

سورت کا نام آیت‌انَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُّرَاتِ (آیت ۲) سے مأخوذه ہے

مدینہ طیبہ کے آخری دور ۹ھ میں مختلف مواقع پر نازل ہونے والے احکام کا مجموعہ ہے۔ ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم اور یہ کہ تمام امور

میں مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول کے پیچھے رہنا چاہیے۔ نیز مسلمانوں کو آداب رسالتاً بَلِّغُهُمْ کھانے کے ہیں کہ مومن اپنے نبی ﷺ کی توقیر، عزت و احترام کریں اور یہی اصل ایمان ہے۔ خبر کی تحقیق کر لینا ضروری ہے اس کے بغیر کسی قسم کی کارروائی کرنا مناسب نہیں ہے۔

مسلمانوں کی آپس میں جنگ ہو جانے کی صورت میں دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کی صلح کرائیں۔ اس لئے کہ مسلمان آپس میں اخوت کے رشتہوں میں جڑے ہوئے ہیں۔ آپس میں اخوت کے رشتہوں اور خرابیوں سے اجتناب کرنا (یعنی ایک دوسرے سے مذاق کرنا، اخراج معاشرتی برائیوں اور خرابیوں سے اجتناب کرنا) (یعنی ایک دوسرے سے مذاق کرنا، اخراج زیشان کرنا، بُرے بُرے نام رکھنا، ایک دوسرے کی نوہ میں لگے رہنا، غیبت، چغلی اور بہتان وغیرہ) اہل ایمان کو وہ ہدایات دی گئی ہیں جو مسلم معاشرے کو پاک رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ وحدت نسل انسانی کا پیغام دیا گیا ہے اور فرمایا کہ عزت و شہرت کی بنیاد "تقویٰ" ہے۔

یہ چنانچہ جب تم اخلاص نیت سے (دل و جان سے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی یہ جان لو کہ جب تم اخلاص نیت سے (دل و جان سے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے لگو گے تو تمہارے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا۔

آیات ۱-۵: مومن کے لئے یہ بندی تقاضا ہے کہ وہ اپنی رائے کو اللہ اور اس کے رسول کے فعلی کے تابع رکھے۔ مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ دین کے تمام احکامات لوگوں کو اللہ کے رسول کی معرفت پہنچتے ہیں۔ اس لئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّذِيرُ أَمْنُوا لَا تُقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

اے ایمان والو! "اللہ اور اس کے رسول" سے پیش تدبی نہ کرو۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ چلو۔ یعنی کتاب دست کے سوا کی اور قول سے فیصلہ نہ کرو۔ اس طرح سورۃ الاحزاب میں فرمایا کہ:

﴿وَمَا كَانَ لِيُؤْمِنُ وَلَا مُؤْمِنٌ إِذَا قَرِئَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَقُولُونَ لَهُمُ الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِهِنَا﴾ ۰

نے کریم ﷺ سے اس قدر پست آواز میں بات کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو ان سے دوبارہ پوچھنا پڑا کہ کیا کہا ہے۔<sup>۱</sup>

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جن کی آواز فطری طور پر بلند تھی ان کے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ میان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہونا بند کر دیا، چنانچہ آپ ﷺ کی اجازت سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو خبر دینے کے لئے ان کے گھر گئے۔ کہ آپ جہنم والوں میں سے نہیں بلکہ جنت والوں میں سے ہیں۔<sup>۲</sup>

ان دونوں واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا شدید احترام کرتے تھے اور ادب و احترام کو لخون خاطر رکھتے ہوئے انہیں یہ بات ہرگز گوارانٹھی کی ان کی آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے اوپھی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہو گیا تو ہر کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہو گا۔

اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی توقیر و احترام کرنے والوں کو بشارت سناتے ہوئے فرماتا ہے:  
 ﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾<sup>۳</sup>

”جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی تعظیم اور مدد کرتے ہیں اور اس نور کی ابتداع کرتے ہیں جو ان پر اتا را گیا ہے، ایسے لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں۔“

نیز فرمایا:  
 ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْزِيزِهِ وَتَوْقِيرِهِ وَتَسْبِحُوهُ بِكَرَّةٍ وَأَصْبِلًا﴾<sup>۴</sup>

”یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دیئے والا، خوشخبری سنانے والا اور ذرانتے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ (اے مسلمانو! ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، ان کی مدد کرو اور

<sup>۱</sup> بخاری: ۴۸۴۵، ۴۸۴۷۔

<sup>۲</sup> مسلم ص ۱۱۹۔

<sup>۳</sup> بخاری: ۴۸۴۵ / الفتح: ۹-۸۔

<sup>۴</sup> مسلم: ۶۳۔

”جس معاملے کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول نے کر دیا ہو اس کے بارے میں کسی مومن مردوں کو روت کوی اختیار نہیں کہ وہ خود کوئی الگ فیصلہ کر لے۔“

ہاں البتہ کتاب و سنت کو مقدم رکھتے ہوئے اس کی روشنی میں اجتہاد کی اجازت ہے۔ بنو تمیم کے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ اپنے کچھ لوگوں کے ساتھ اسلام لانے سے پہلے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ اس وقت آرام فرمائے تھے۔ انہوں نے انتظار کیے بغیر آپ ﷺ کو جھروں سے باہر آپ کا نام لے کر پکارنا شروع کر دیا۔ اگر یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کا انتظار کرتے تو ان کے حق میں بہتر تھا۔ اس طرح یہ لوگ آپ ﷺ کی بے تو قیری سے نجی جاتے اب اگر یہ لوگ اپنے کے پر نادم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ”غفور حیم“ ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: بعض اوقات آدمی کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکل جاتا ہے جس سے آدمی دوزخی قرار پا جاتا ہے۔<sup>۵</sup>

اس حدیث سے یہ بات مترخص ہوتی ہے کہ ایسی باتیں منہ سے نکلتے وقت اللہ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ نیک اعمال کے رایگاں ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

آداب مجلس نبوی کا تقاضا یہ ہے اہل ایمان آپ ﷺ کا انتہائی ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا امت پر حق یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم کی جائے اور اسی لئے آپ ﷺ کو نام کے ساتھ پکارنے اور آپ ﷺ کی موجودگی میں اوپھی آواز میں گفتگو کرنے سے لوگوں کو منع کر دیا گیا اور انہیں آپ ﷺ کا احترام کرنے کی تحریک سے تلقین کی گئی۔ فرمان الہی ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْتَكُمْ كُدُّعَةً بَعْضُكُمْ بَعْضاً﴾<sup>۶</sup>

”رسول (ﷺ) کو تم اس طرح مت بلا و جیسا کہ تم آپس میں ایک درمرے کو بلا تے ہو۔“

حضرت ابن زیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ

<sup>۱</sup> بخاری و مسلم۔

<sup>۲</sup> مسلم: ۶۳۔

اس کا ادب کرو۔ اور صبح شام اس (اللہ) کی تسبیح بیان کرو۔“

صحابہ کرام ﷺ نبی کریم ﷺ کی تقویر اور تعظیم کس طرح کرتے تھے، اس کی ایک جملہ حدیبیہ میں نظر آتی ہے۔

حضرت عروۃ بن مسعود ثقیف داشت، جو اس وقت مشرک تھے اور قریش کے نمائندہ بن کرسیل اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے، وہ جب قریش کے پاس آپس لوٹے تو انہوں نے کہا:

”میری قوم! اللہ کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں سے مل چکا ہوں، میں نے قیصر و کسری اور بخاری حیثیت بادشاہ دیکھے ہیں لیکن اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی اس کے ساتھی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم محمد ﷺ کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ان کا العابد ہے، ان کے کسی صحابی کی بھی محلی میں ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور اپنی جلد پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم جاری کرتے ہیں تو ان کے اصحاب فوراً اس پر عمل کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وضو والا اپنی اسے مل جائے اور جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو ان کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم کی بنا پر ان کی نظر وہ نظر نہیں ملتے.....“<sup>۵</sup>

یہ ادب اگرچہ نبی ﷺ کی مجلس کے لیے سکھایا گیا تھا اور اس کے مخاطب وہ لوگ تھے جو حضور ﷺ کے زمانے میں موجود تھے، مگر بعد کے لوگوں کو بھی ایسے تمام موقع پر یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے جب آپ کا ذکر ہو رہا ہو، یا آپ کا کوئی حکم سنایا جائے، یا آپ کی احادیث بیان کی جائیں۔ اس کے علاوہ اس آیت سے یہ ایماء بھی لکھتا ہے کہ لوگوں کو اپنے سے بزرگ تر اشخاص کے ساتھ گفتگو میں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔ کسی شخص کا اپنے بزرگوں کے سامنے اس طرح بولنا جس طرح وہ اپنے دوستوں یا عام آدمیوں کے سامنے بولتا ہے، دراصل اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں ان کے لیے کوئی احترام موجود نہیں ہے اور وہ ان میں اور عام آدمیوں میں

<sup>۱</sup> بخاری: ۲۷۳۱۔ ۲۷۳۲۔

کوئی فرق نہیں سمجھتا۔<sup>۶</sup>

اس آیت میں معاملات کی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے، بالخصوص وہ معاملات جو حساس نزعت کے ہوں ان کی ضرور تصدیق کروانی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْنُطْ مَا تَنِيَّسْ لَكَ بِهِ عِلْمٌ طَإِنَّ السَّمِعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُوتِئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُلًا﴾<sup>۷</sup>

”اور اس چیز کا پچھانہ کر جس کا تجھے کو کوئی علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک، اس کے متعلق سوال ہو گا۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:  
”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ جو سنے اسے (بغیر تحقیق کیے) بیان کر دے۔“<sup>۸</sup>

سوش میڈیا پر تحقیق کرنے کا تعموہ کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ فیس بک، وائس اپ اور دیگر زرائع ایلام پر بغیر تحقیق کے پوسٹوں کو شیئر کرنے، پوسٹ کرنے وغیرہ کا رجحان اسلامی اصول تحقیق کے خلاف ہے۔

اس آیت کی روشنی میں محدثین کرام نے فتنہ حدیث میں جریح و تعدیل کا فتنہ ایجاد کیا تاکہ راویان حدیث کے حالات کی تحقیق ہو جن کے ذریعہ آپ ﷺ کی احادیث لوگوں تک پہنچیں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اہمیت رکھنے والی خبر کی ضرور تحقیق ہونی چاہیے۔

حضرت ابو سعید خدری رض فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو فرمایا ہے کہ اگر

رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں کی رائے کے موافق چلیں تو بہت بڑی خرابی آجائے گی۔<sup>۹</sup>

اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ جب تمہارے درمیان موجود ہیں جو تمہارے مصالح کے بارے میں خوب جانتے ہیں۔

<sup>۶</sup> تفہیم القرآن ج ۵ ص ۷۱۔ ۱۷/ بنی اسراء بیل: ۳۶۔

<sup>۷</sup> ترمذی ج ۲ ص ۱۸۲۔

<sup>۸</sup> مسلم: ۸۔

آپ ﷺ کے اس دنیا سے انتقال کر جانے کے بعد قرآن مجید اور آپ ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ کتاب و سنت کی بیرونی ہی صحیح منجھ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا يَهُا الَّذِينَ أَمْنَوْا أَطْبَعُوا اللَّهُ وَأَطْبَعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكُمُ الْأَمْرُ مُنْهَىٰ  
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ  
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ ۱

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑا پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور ان جام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔“

نبی کریم ﷺ لوگوں پر آسانی پیدا کرتے تھے، آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ  
بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ ۲

” بلاشبہ یقیناً تمہارے پاس تھی سے ایک رسول آیا ہے، اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو، تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“

آیات ۹-۱۰: انس بن مالک سے روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ عبد اللہ بن ابن کو آپ ﷺ کی آمدنا گوارگزی اور اپنی ناک پر کپڑا ڈال کر یہ کہنے لگا کہ آپ ﷺ کے خپر کی بو سے میرا دماغ پر یشان ہو گیا ہے تو ایک صحابی عبد اللہ انصاری نے اس کا جواب دیا کہ تمہارے جسم کی بو سے آپ ﷺ کے خپر کی بو بہتر ہے۔ تو اس پر جھگڑا بڑھنے کا خدشہ ہوا تو آپ ﷺ نے ۱۴ النساء: ۵۹۔ ۲/۹ التوبہ: ۱۲۸۔

رونوں جماعتوں کے درمیان صلح کرداری۔ ۳

ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپس میں جنگ وغیرہ کرنا مسلمانوں کا شیوه نہیں ہے مگر ممکن ہے کہ آپس میں جھگڑا اور جنگ ہو جائے اگر ایسا ہو تو اس صورت حال میں صلح کا طریقہ کار اختیار کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

طریقہ کار اختیار کرنا کام ہو جائیں تو جو حق پر ہواں کا ساتھ دیں تاکہ اللہ نہ کرے اگر صلح کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو جو حق پر ہواں کا ساتھ دیں تاکہ مرض جماعت صلح پر راضی ہو جائے اور فریقین کا عدل و انصاف کی بنیادوں پر آپس میں ملاپ کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾

”یقیناً مومنوں تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے باہمی نزاع وغیرہ کے فیصلے خود کریں اور اپنے نیلے کافروں کی عدالتوں میں نہ لے کر جائیں اس لئے کہ کافر حکومتیں اور عدالتیں عدل و انصاف سے عاری ہیں۔

آیات ۱۱-۱۲: خوش طبعی کچھ اس طرح جائز ہے کہ مسلمان مرد کو مرد سے یا مسلمان عورت کو عورت سے چھی بات خوش طبعی کے طور پر نکالنا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو ”دو کانوں والا“ فرمایا کرتے تھے۔ یا آپ ﷺ نے بڑھیا سے فرمایا: بوزھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، جب وہ عورت گھبرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بوزھی عورتیں جوان ہو کر جنت میں جائیں گی۔ ۴

حاصل یہ ہے کہ بے جا ہنسی دوں گی جائز نہیں کیونکہ اس سے خاتمات جملکتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہنسی نماق کرنے والے کو کیا معلوم کہ جس کی خاتمات کے درپے ہے اللہ کے نزدیک وہ اس نہی کرنے والے شخص سے بہتر ہو۔

اس طرح طمعنے دینا، رُئے نام رکھنا، رُئے القابات کہنا جائز نہیں کیونکہ اسلام لاسنا بعد ایسی باتیں اچھی نہیں یعنی بُرائی تو بُرائی ہی رہتی ہے۔

مردوں اور عورتوں کا الگ الگ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں مخلوط سوہانی کی اجازت نہیں ہے جہاں غیر حرم مرد و خاتمین اکٹھے ہو کر آپس میں بُری مذاق کریں۔

تعلیمی اداروں میں لڑکے لڑکوں کا تہائی میں بیٹھنا نیز گپ شپ لگانا اور بُری مذاق کر اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے خلاف ہے، نیز اس سے باہمی نفرتیں بھی پیدا ہوتی ہیں، تعلیم و تعلم سے نسلک لوگ جب ایسی حرکتیں کرنے لگ جائیں تو باقی لوگوں کا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے!

یہ بھی واضح رہے کہ گرل اور بُوائے فرینڈ کالیورپ سے درآمد شدہ تصور بھی اسلامی تعلیمات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ مسلمان کو اپنے دین کی تعلیمات کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ ال مغرب کے حیا بخت طرز زندگی کی۔

”لَا تَلْمِزُوا النَّفَسَكُمْ“، طعن و تشنج کے علاوہ ہر وہ فہم مراد ہے جس سے آپ کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات تو قرآن واضح کر رہا ہے کہ دوسروں پر زبان طعن دراز کرنے والا دراصل اپنے آپ کو مطعون کرتا ہے۔

مذاق، بدگوئی اور غیبت سے زبان کو روکنا ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کی مذمت پیشہ پیچے کرنا غیبت ہے صحابہ نے عرض کیا اگرچہ وہ شخص ایسا ہی ہو، (یعنی اس میں مذمت کی بات موجود ہو) تو کیا اس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! یہی تو غیبت ہے ورنہ ایک شخص میں کوئی بات نہیں ہے تو اس کی مذمت کرنا بہتان ہے۔<sup>۱</sup>

آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے یہودہ باتوں سے اپنی زبان کو روکا تو گویا وہ اسلام کی خوبی پالیتا ہے۔<sup>۲</sup>

”بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، یعنی مطلقاً گمان کرنے سے قرآن نہیں روک رہا بلکہ کثرت مسلم ج ۲ ص ۳۲۲۔<sup>۱</sup>  
ترمذی ص ۶۷: ج ۲۔<sup>۲</sup>

گمان سے روکا ہے کیونکہ کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں۔ یہ کہ زبردستی ایک شخص کی نسبت کوئی بدگمانی ہے اور کسے کوئی عیب اس کے ذمہ لگادیا تو پھر یہی ”بہتان“ بن جاتا ہے۔ اس لئے شرے پچھے کے لئے احتیاط سے کام لینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جائز عیب کے لئے گمان کی اجازت ہے۔

-

مشلاً قاضی، بُج وغیرہ کا شہادتوں کی بنیاد پر غالب گمان سے فیصلہ دینا وغیرہ۔  
رازو شولنا اور ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنا ہر حال میں منوع ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے مخفی حالات کی ثوہ/اکھوں میں لگا رہے۔  
ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا: مسلمانو! تم ایک دوسرے کے پوشیدہ حالات کی کھوچ نہ لگایا کرو۔<sup>۱</sup>

اس حکم سے مستثنی صرف وہ مخصوص حالات ہیں جن میں تحسیں کی فی الحقيقة ضرورت ہو۔  
مشلاً کسی شخص یا گروہ کے رویے میں بگاڑ کی کچھ علامات نمایاں نظر آ رہی ہوں اور اس کے متعلق یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ وہ کسی جرم کا ارتکاب کرنے والا ہے تو حکومت اس کے حالات کی تحقیق کر سکتی ہے۔ مشلاً کسی شخص کے ہاں کوئی شادی کا پیغام بھیجے، یا اس کے ساتھ کوئی کار و باری معاملہ کرنا چاہے تو وہ اپنے اطمینان کے لیے اس کے حالات کی تحقیق کر سکتا ہے۔<sup>۲</sup>

-

غیبت کرنے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا۔ جس طرح مردہ بھائی کے گوشت کاٹنے یا کھانے سے اس کو خوب نہیں ہوتی اس طرح جس کی غیبت کی جا رہی ہے وہ بھی بے خبر ہوتا ہے لیکن جس طرح زندہ جسم میں سے گوشت کاٹنے سے زخم بھی ہوتا اور تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے اسی طرح بدگوئی (غیبت) کو سن کر آدمی کے دل میں زخم ہوتا ہے۔ اُنہیں مناسبوں سے غیبت کو مردہ گوشت کھانے سے مشابہت دی گئی۔

اس نظرے میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس فعل کے اختتائی گھناتا ہونے کا تصور دلایا ہے۔ سردار کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے حتیٰ کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا ہو، اور انسان بھی کوئی اور نہیں خود اپنے بھائی

۱ تفہیم القرآن ج ۵، الحجرات۔

۲ ابوداؤد۔

اس طرح طمعے دینا، بُرے نام رکھنا، بُرے القابات کہنا جائز نہیں کیونکہ اسلام لانے کے بعد ایسی باتیں اچھی نہیں یعنی بُرائی تو بُرائی ہی رہتی ہے۔

مردوں اور عورتوں کا الگ الگ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں مخلوط سوسائٹی کی اجازت نہیں ہے جہاں غیر محرم مرد خواتین اکٹھے ہو کر آپس میں بُرائی مذاق کریں۔

تعلیمی اداروں میں لڑکے لڑکیوں کا تہائی میں بیٹھنا نیز گپ شپ لگانا اور انہی مذاق کرنا اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے خلاف ہے، نیز اس سے باہمی نفرتیں بھی پیدا ہوتی ہیں، تعلیم و تعلم سے مسلک لوگ جب ایسی حرکتیں کرنے لگ جائیں تو باقی لوگوں کا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے!

یہ بھی واضح ہے کہ گرل اور بوابے فرینڈ کا یورپ سے درآمد شدہ تصور بھی اسلامی تعلیمات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ مسلمان کو اپنے دین کی تعلیمات کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ اہل مغرب کے حیا باختی طرز زندگی کی۔

”لَا تَلْمِزُوا النُّفُسَكُمْ“ طعن و تشنیع کے علاوہ ہر وہ مفہوم مراد ہے جس سے آپ کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات تو قرآن واضح کر رہا ہے کہ دوسروں پر زبان طعن و براز کرنے والا دراصل اپنے آپ کو مطعون کرتا ہے۔

مذاق، بدگوئی اور غیبت سے زبان کو روکنا ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ مذکور نے فرمایا: ”کسی شخص کی ندمت پیچھے پیچھے کرنا غیبت ہے صحابہ نے عرض کیا اگرچہ وہ شخص ایسا ہی ہو، (یعنی اس میں ندمت کی بات موجود ہو) تو کیا اس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے؟ آپ مذکور نے فرمایا! یہی تو غیبت ہے ورنہ ایک شخص میں کوئی بات نہیں ہے تو اس کی ندمت کرنا بہتان ہے۔<sup>①</sup>

آپ مذکور نے فرمایا: جس شخص نے بیہودہ باتوں سے اپنی زبان کو روکنا تو گویا وہ اسلام کی خوبی پاہیتا ہے۔<sup>②</sup>

”بعض گمان گناہ ہوتے ہیں“ یعنی مطلقاً گمان کرنے سے قرآن نہیں روک رہا بلکہ کثرت

<sup>①</sup> مسلم ج ۲ ص ۳۲۲۔ <sup>②</sup> ترمذی ص ۶۷: ج ۲۔

گمان سے روکا ہے کیونکہ کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں۔ یہ کہ زبردستی ایک شخص کی نسبت کوئی بدگمانی گمان کے کوئی عیب اس کے ذمہ لگادیا تو پھر یہی ”بہتان“ بن جاتا ہے۔ اس لئے شر سے بچنے پیدا کر کے کوئی عیب کے ذمہ لینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جائز عیب کے لئے گمان کی اجازت ہے۔ کے لئے احتیاط سے کام لینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

مشائخ اپنی، نجع وغیرہ کا شہادتوں کی بنیاد پر غالب گمان سے فیصلہ دینا وغیرہ۔

راہ شٹولنا اور ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنا ہر حال میں منوع ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے تخفیتی حالات کی نوہ/اکھون میں لگا رہے۔

ایک مرتبہ آپ مذکور نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: مسلمانو! تم ایک دوسرے کے پوشیدہ حالات کی کھون نہ لگایا کرو۔<sup>①</sup>

اس حکم سے متثنی صرف وہ مخصوص حالات ہیں جن میں تحسیں کی فی الحقيقة ضرورت ہو۔ مشائخ کی شخص یا گروہ کے رویے میں بگاڑ کی کچھ علامات نمایاں نظر آ رہی ہوں اور اس کے متعلق یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ وہ کسی جرم کا ارتکاب کرنے والا ہے تو حکومت اس کے حالات کی تحقیق کر سکتی ہے۔ مشائخ کی شخص کے ہاں کوئی شادی کا پیغام بھیجے، یا اس کے ساتھ کوئی کار و باری معاملہ کرنا چاہے تو وہ اپنے اطمینان کے لیے اس کے حالات کی تحقیق کر سکتا ہے۔<sup>②</sup>

غیبت کرنے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا۔ جس طرح مردہ بھائی کے گوشت کا شنی یا کھانے سے اس کو خرب نہیں ہوتی اس طرح جس کی غیبت کی جاری ہے وہ بھی بے خبر ہوتا ہے لیکن جس طرح زندہ جسم میں سے گوشت کا شنی سے زخم بھی ہوتا اور تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے اسی طرح بدگوئی (غیبت) کو سن کر آدمی کے دل میں زخم ہوتا ہے۔ انہیں مذاہتوں سے غیبت کو مردہ گوشت کھانے سے مشابہت دی گئی۔

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشید کر اس فعل کے انتہائی گھناؤنا ہونے کا تصور دلایا ہے۔ مردار کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے، حتیٰ کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا ہو، اور انسان بھی کوئی اور نہیں خود اپنا بھائی

<sup>①</sup> فہیم القرآن ج ۵، الحجرات۔

<sup>②</sup> ابوداؤد۔

ہو۔ پھر اس تشبیہ کو سوالیہ انداز میں پیش کر کے اور زیادہ موثر بنایا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے تمیر سے پوچھ کر خود فیصلہ کرے کہ آیا وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے لیے تیار ہے؟ اگر نہیں ہے اور اس کی فطرت اس چیز سے گھن کھاتی ہے تو آخر وہ کیسے یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک سومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کر سکتا اور جہاں اس کو یہ خبر نہیں ہے کہ اس کی بے عزتی کی وجہ ہے؟<sup>①</sup>

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی حقارت اور ذلت کے درپے ہوا اس نے بہت بڑا گناہ کیا۔"<sup>②</sup>

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز بدترین وہ شخص ہو گا جس کی بذبانبی سے ڈر کر لوگ اس سے ملنا جانا چھوڑ دیتے ہیں۔ "(بخاری و مسلم)"

حاصل یہ کہ جن باتوں سے منع کیا گیا ہے وہ سب باتیں اور کام معاشرے میں حقارت اور ذلت کے پھیلنے کے اسباب ہیں جو بڑے و بال کا باعث ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہیے۔ حقوق العباد کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

آیت ۱۳: اسلام سے قبل قریش حج سے فراغت کے بعد اپنے آبا و اجداد کی مدح کرتے تھے اور فخر و غرور کیا کرتے تھے جس کے سب بعض قبائل دوسرے بعض قبائلوں کو حقیر جانتے تھے۔ اس لئے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے تم سب کو ایک باب اور ایک ماں سے پیدا کیا..... یاد رہے کہ اللہ کے نزدیک تم سے عزت والا ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پر ہیز گار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے مزاج میں پر ہیز گاری زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عزت والا ہے۔<sup>③</sup>

یہی مفہوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کا ہے، فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، إِلَّا إِنَّ رَبَّكُمْ وَأَحَدًا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ

① تفہیم القرآن، ج ۵۔ ② مسلم ص ۳۱۷ ح ۲۔

③ بخاری ج ۱ ص ۴۷۹۔

وَلَا يَعْجَمِي عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا إِسْوَادَ عَلَى أَخْمَرَ وَلَا أَخْمَرَ  
عَلَى أَسْوَادَ إِلَّا بِالْتَّقْوَى ، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْتُمْ - الْأَهْلُ  
بِالْغَيْثَ ؟ قَالُوا بَلِّى يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ فَلَيَلِّغَ الشَّاهِدُ  
الْغَائِبَ .<sup>①</sup>

"لوگو! خبردار ہو، تم سب کا اللہ ایک ہے کسی عرب کو کسی عجمی کو کسی عرب پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے گلرتوں کے اعتبار سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا ہے جو سب سے زیادہ پر ہیز گار ہو۔ بتاؤ، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا، اچھا تو جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں۔"

ایک اور روایت میں ہے:

كُلُّكُمْ بُنُوَادَمَ وَادَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ .<sup>②</sup>

"تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔"

آیت ۱۲: یہ آیت نبی اسد کے بارے میں اتری۔<sup>③</sup>

امام بخاری نے قرآنی آیات و احادیث سے ثابت کیا ہے کہ درحقیقت ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے لیکن جمازی طور پر کبھی ایسے شخص کو کبھی مسلمان کہا جاتا ہے جو نمازو زورہ کی ادائیگی تو کرتا ہو مگر دین کی باتوں کا پورا یقین اس کے دل میں نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پختہ ایمان والے لوگ نافرمانی سے ایسے گھبرا تے ہیں جس طرح کوئی آگ میں ڈالے جانے سے گھبرا تا ہے۔<sup>④</sup>

حاصل یہ ہے کہ بنی اسد کے لوگ نو مسلم تھے اس لئے کبار و قدیمی صحابہ کرام رض انصار و

① بیہقی۔

② بزار۔

③ الد، المشورج ۶ ص ۱۰۰۔

④ بخاری ج ۱ ص ۷ باب حلواۃ الایمان۔

﴿قَمْنُ يُرِدُ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْخُ صَدَرَةً لِلْإِسْلَامِ﴾ ①

”اللہ جس کو پدا بیت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔“

ظاہر ہے کہ ان آیات میں ”اسلام“ سے مراد اطاعت بلا ایمان نہیں ہے۔ پھر دیکھیے جگہ جگہ مفہوم کی آیات آتی ہیں:

﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ﴾ ②

”اے بنی کہو! مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا میں ہوں۔“

﴿قَالَ أَسْلَمْوَا فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ ③

”پھر اگر وہ اسلام لے آئیں تو انہوں نے ہدایت پائی۔“

﴿يَحْكُمْ بِهَا الْتَّيِّبُونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا﴾ ④

”تمام انبیاء جو اسلام لائے تھے تو رات کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔“

کیا یہاں اور اس طرح کے بیمیوں دوسرے مقام پر اسلام قبول کرنے یا اسلام لانے کا مطلب ایمان کے بغیر اطاعت اختیار کر لینا ہے؟ اسی طرح ”مسلم“ کا لفظ بار بار جس معنی میں استعمال ہوا ہے اس کے لیے نمونے کے طور پر حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

﴿بِيَأْيُهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا أَنْقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقْتِهِ وَ لَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ⑤

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈر جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو

موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔“

﴿هُوَ شَمِّيكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَ فِي هَذَا﴾ ⑥

”اس نے تمہارا نام پہلے بھی مسلم رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی۔“

٦/٦ الانعام: ١٤.

٥/٥ المائدۃ: ٤٤.

٢٢/٢٢ الحج: ٧٨.

١٢٥: ٦/٦ الانعام.

٢٠: ٥/٥ المائدۃ.

١٠٢: ٢٢/٢٢ الحج.

ہماجرین کی طرح اپنے آپ کو ایماندار سمجھنے لگے..... اسی لئے فرمایا تم لوگ ابھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہو اور نماز وغیرہ میں شریک ہونے لگے ہو۔ ابھی تمہاری ایمانداری کی جانچ مکمل نہیں ہوئی۔ اگر تم لوگ بھی صحابہ کرامؐ کی طرح ثابت قدی دکھاؤ گے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے نیک اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔

اس سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ قرآن مجید کی زبان میں ”مومن“ اور ”مسلم“ دو مقابل اصطلاحیں ہیں، مومن وہ ہے جو پے دل سے ایمان لایا ہوا اور مسلم وہ ہے جس نے ایمان کے بغیر محض ظاہر میں اسلام قبول کر لیا ہوا۔ لیکن درحقیقت یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس جگہ ایمان کا لفظ قلبی تصدیق کے لیے اور اسلام کا لفظ محض ظاہری اطاعت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مگر یہ سمجھ لینا صحیح نہیں ہے کہ یہ قرآن مجید کی دو مقابل اصطلاحیں ہیں۔ قرآن کی جن آیات میں اسلام اور مسلم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کا تائیع کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کی اصطلاح میں ”اسلام“ اس دین حق کا نام ہے جو اللہ نے نوع انسانی کے لیے نازل کیا ہے، اس کے مفہوم میں ایمان اور اطاعت امر دنوں شامل ہیں اور ”مسلم“ وہ ہے جو پے دل سے مانے اور عملًا اطاعت کرے۔ مثال کے طور پر حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ عَنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ ①

”یقیناً اللہ کے نزد یک دین صرف اسلام ہے۔“

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ عَيْرَ الْإِسْلَامِ ذِيَّنَا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ ②

”اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔“

﴿وَرَضِيَتْ لَكُمُ الْإِسْلَامُ ذِيَّنَا﴾ ③

”اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔“

١/٣ اہل عمر: ۱۹. ٢/٣ اہل عمر: ۸۵.

٣/٥ المائدۃ: ٣.

۱) مَا كَانَ أَبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصَارَائِيًّا وَلِكُنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا ۲) اِبْرَاهِيمَ نَسْ يَهُودِي تَحْانَة نَصَارَى، بَلْ كَذَهُ يَكُونُ مُسْلِمًا ۳) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ دُرِّيَّتَنَا أَمَّةً مُسْلِمَةً ۴) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۸) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۹) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۰) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۱) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۲) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۳) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۴) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۵) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۶) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۷) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۸) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۱۹) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۰) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۱) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۲) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۳) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۴) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۵) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۶) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۷) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۸) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۲۹) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۰) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۱) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۲) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۳) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۴) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۵) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۶) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۷) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۸) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۳۹) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۰) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۱) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۲) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۳) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۴) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۵) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۶) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۷) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۸) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۴۹) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۰) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۱) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۲) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۳) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۴) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۵) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۶) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۷) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۸) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۵۹) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۰) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۱) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۲) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۳) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۴) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۵) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۶) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۷) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۸) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۶۹) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۰) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۱) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۲) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۳) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۴) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۵) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۶) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۷) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۸) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۷۹) اَسْهَدَ اَكْرَجَتِي مُسْلِمًا ۸۰)

لہر انان کی ظاہری حالت پر نہیں ہے بلکہ اس کی نظر تو ہمیشہ انسان کے دل پر رہتی ہے کہ انسان کو کہنا ہے وہ کس نیت سے کرتا ہے۔ ۱)

انسان جو کچھ بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا مکمل علم ہوتا ہے، آخر سے اطلاع دینے کی کیا غرور ہے۔ وہ دراصل اپنے اسلام قبول کرنے کا بتا کر کچھ مادی منفعت حاصل کرنا چاہتے تھے آیات ۱۸-۱۷: قبیلہ اسد کے لوگ قحط کے زمانے میں مدینہ منورہ آگئے کہ غنیمت کے مال میں سے یا صدقہ و خیرات کی چیزوں میں مدلتی رہے گی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اسلام لانے کا احسان بھی جلانے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں سے کہہ دیجئے کچھ دل سے اسلام پر قائم رہیں۔ علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ حضرت انہیں مال کا سے روایت ہے کہ قیامت کے دن جب اعمال نامے پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بہت سے نیک لوگوں کے نیک اعمال نکالنے کا حکم دیں گے تو فرشتے عرض کریں گے یہ تو نیک لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ انسان کے دل کا حال تمہیں معلوم نہیں، میں دل کے احوال خوب جانتا ہوں۔ لہذا یہ نیک اعمال خالص نیت سے نہیں کیے گئے تھے۔ ۲)

اگر کسی کو واقعتاً اسلام کی دولت مل گئی تو یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے نہ اسلام قبول کرنے والے کسی نیز۔ آخری آیت میں بتایا گیا کہ آسمانوں اور زمین کا غیب جانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

وہر انسان کے ظاہری اور باطنی حالات سے پوری طرح بخبر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱) لَوْ أَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوْ اجْهَرُوا بِهِ طَرِيقَةً عَلَيْمَمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۲) لَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ طَرِيقَهُ وَهُوَ الظَّيِّفُ الْخَيْرُ ۳)

"اور تم اپنی بات کو چھپاؤ، یا اسے بلند آواز سے کرو (برابر ہے)، یقیناً وہ سینوں والی بات کو خوب جانے والا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے اور وہی تو ہے جو نہایت باریک نہیں ہے، کامل خبر کرنے والا ہے۔"

۱) سلمج ۲ ص ۳۱۷۔ ۲) الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۱۵۰۔

۳) الملك: ۱۴۔ ۱۳۔

آیت ۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی

۱) اول عمر: ۶۷۔ ۲) البقرۃ: ۱۲۸۔ ۳) البقرۃ: ۱۳۲۔

۴) تفہیم القرآن، ج ۵، الحجرات۔ ۵) مسلم، ج ۱ ص ۴۸۔

اکی اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
 ﴿فَمُلْكٌ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنْ  
 مَلْكٌ إِنْ أَتَيْتُ إِلَّا مَا يُؤْمِنُ إِلَيْهِ﴾ ①

”کہہ دبیجے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب  
جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں پیروی نہیں کرتا مگر اس  
کی جو میری طرف وی کی جاتی ہے۔“

حضرت نوح عليه السلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنْ مَلْكٌ﴾ ②  
 ”اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا  
ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ بے شک میں ایک فرشتہ ہوں۔“

ملحق کے تمام اعمال خالق کی نگاہ میں ہیں، الہذا میں کوہ مدت یہ احساس ابا گر کھنا چاہیے  
کہ وہ اللہ تعالیٰ کی گرانی میں ہے۔ اس سے کوئی معاملہ مخفی نہیں رہ سکتا، کوئی دیکھنے نہ دیکھنے وہ تو دیکھے گا:  
 ﴿يَوْمَئِنْ تُعَرَضُونَ لَا تَخْفِي مِنْكُمْ خَافِيَةً﴾ ③

”اس دن تم پیش کیے جاؤ گے، تمہاری کوئی چیز ہوئی بات چھپی نہیں رہے گی۔“  
 ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثَرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ لِنَ  
 رَبَّهُمْ بِيهْمَ يَوْمَئِنْ لَخَيْرٍ﴾ ④

”تو کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے باہر نکال پھینکا جائے گا۔ اور جو کچھ  
سینوں میں ہے ظاہر کر دیا جائے گا۔ بے شک ان کا رب اس دن ان کے متعلق یقیناً  
خوب خبر کئے والا ہے۔“

۱/۶ الانعام: ۵۰.

۲/۱۱ مود: ۳۱.

۳/۶۹ الحاقة: ۱۸.

۴/۱۰۰ العدیت: ۱۱-۹.

## سورۃ المائدۃ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُهُودِ هُوَ أَحْلُتُ لَكُمْ بِهِمْ إِلَّا مَا  
 يُشْلِي عَلَيْكُمْ غَيْرُ مُحِيلِ الْعَيْنِ وَإِنَّمَا حُرْمَةٌ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُرِيدُونَ﴾ ①  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحْلِلُوا شَعَابَرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرُ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدَى وَلَا  
 الْقَلَدَدَ وَلَا آقِدَنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَتَبَعَّوْنَ قَضَلَ قُرْنَ رَبِيعَهُ وَرِضْوَانَهُ وَرَدَا  
 حَلَّتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَحْرِمَنَكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدَّوْنَمْ عَنِ الْمَسْجِدِ  
 الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا مَوْلَى الْبَيْتِ وَالشَّفَوْيِ مَوْلَى تَعَاوُنَ عَلَى الْإِثْمِ وَ  
 الْعُدُوانِ مَوْلَى أَنْقَوْا اللَّهَ طِإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ ② حُرْمَتُ عَلَيْكُمُ الْمِيَتَةُ وَ  
 الدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنْزِيرِ وَمَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمُوْقَدَّةُ وَ  
 الْبَرْدَيَةُ وَالْتَّطِيْحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبْعُ إِلَّا مَا ذَيَّتُمْ وَمَا ذَبَحَ عَلَى  
 النُّصْبِ وَأَنْ تَسْقِسُوا بِالْأَذْلَامِ دُلْكُمْ فَسْقُ الْيَوْمَ يَسِّسَ الَّذِينَ كَفَرُوا  
 مِنْ دِيَنِكُمْ فَلَا تَخْشُوهُمْ وَأَخْسُونَ الْيَوْمَ أَكْلَتُ لَكُمْ دِلْكُمْ وَأَتَبَتُ  
 عَلَيْكُمْ نَعْيَقِي وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيَنَكُمْ فَيَنْ اضْطَرَّ فِي مَحْمَصَةِ غَيْرِ  
 مُتَجَانِفِ لِإِثْمِ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ ③ يَسْلُونَكَ مَاذَا أَحْلَ لَهُمْ قُلْ  
 أَحْلَ لَكُمُ الظَّنِيْتُ وَمَا عَلِمْتُمْ قِنَ الْجَوَاجِ مُكَلِّبِيْنَ تَعْلِمُونَهُنَّ مِنَ  
 عَلَيْكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِنَ أَمْسَكَنَ عَلَيْكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَتَقَوْا  
 اللَّهَ طِإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ ④ الْيَوْمَ أَحْلَ لَكُمُ الظَّنِيْتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ  
 أُوتُوا الْكِتَبَ حَلْ لَكُمْ صَوْكَعَامِمَ حَلْ لَهُمْ وَالْمُحْصَنُتُ مِنَ الْمُؤْمِنَتِ  
 الْمُحْصَنُتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَبَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا أَتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ  
 مُحْصِنِيْنَ غَيْرُ مُسْفِيْجِيْنَ وَلَا مُتَعْذِيْدِيْيَ أَخْدَانِ مَوْمَنْ يَلْفُرُ بِالْإِيمَانِ نَقْدُ

حِيطَ عَمَلَهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِيرِينَ ۝ يَا إِيَّاهَا النَّبِيِّ أَمْنُوا إِذَا أُقْتِلُمُ  
إِلَى الصَّلُوةِ فَاغْسِلُوهُمْ وَأَبْيَكُمْ إِلَى الْمَرَاقِقِ وَاسْجُونُوهُمْ وَسُكِّنُوهُ  
أَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۝ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنْبًا فَاظْهِرُوهُ ۝ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ  
عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمْسَتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجْدُوا مَاءً  
فَتَبَيَّنُوا صَعِيدًا طَبِيبًا فَامْسَحُوهُمْ بِوَجْهِهِمْ وَأَيْدِيهِمْ مِنْهُ ۝ مَا يُرِيدُ اللَّهُ  
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ۝ وَلَكُنْ يُرِيدُ لِيَظْهِرُوكُمْ وَلَيُتَمَّمَ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ  
لَعَلَّكُمْ تَشَكُّرُونَ ۝ وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِنْيَاتُهُ الَّذِي وَأَنْقَلَمْ بِهِ  
إِذْ قُلْتُمْ سَيِّعْنَا وَأَكْعُنَا ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَلَيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝  
يَا إِيَّاهَا النَّبِيِّ أَمْنُوا كُونُوا قَوْمِينَ يُلْهُ شَهَادَةً بِالْقُبْسَطِ ۝ وَلَا يَجْرِيَنَّكُمْ  
شَنَانُ قَوْمٍ عَلَى آلَّا تَعْبُدُوا إِغْدِلُوا ۝ هُوَ أَقْرَبُ لِلشَّقْوَى ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ  
الَّهَ حَيِّرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ وَعَدَ اللَّهُ النَّبِيِّ أَمْنُوا وَعَنِيلُوا الصِّلْحَةِ لَهُمْ  
مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِأَيْتَنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ  
الْجَحِيْمِ ۝ يَا إِيَّاهَا النَّبِيِّ أَمْنُوا ذَكِّرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ  
يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيهِمْ فَلَفَّ أَيْدِيهِمْ عَنْكُمْ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ  
فَلَيُتَوَكَّلَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ ۝

(۱) اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو تھارے لئے چار پائے جانور (جوچ نے والے  
ہیں) حلال کر دیئے گئے ہیں بجز آن کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ مگر احرام (ح) میں  
شکار کو حلال نہ جانتا۔ اللہ جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

(۲) مومنو! اللہ کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے  
جانوروں کی اور نہ آن جانوروں کی (جو اللہ کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے  
بندھے ہوں اور نہ آن لوگوں کی جوغزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جاری ہے ہوں (اور) اپنے  
پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار ہوں اور جب احرام اتار دو تو (پھر اختیار ہے کہ)  
شکار کرو اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت و الی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس

بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم آن پر زیادتی کرنے لگو۔ اور (دیکھو) یہی اور پر ہیزگاری کے کاموں  
بات پر آمادہ نہ کرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور ظلم کی پاتوں میں مدد کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے  
میں ایک دوسرے کہ اللہ کا غذاب بخت ہے۔

(۳) تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لمبا اور سو رکا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا  
جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو  
پینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم  
(مرنے سے پہلے) ذبح کرلو اور وہ جانور بھی جو تھاں پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ تیروں سے  
نمیں معلوم کرو۔ یہ سب گناہ (کے کام) ہیں۔ آج کافر تھارے دین سے نا امید ہو گئے ہیں تو  
آن سے مت ڈرو اور بھی سے ڈرتے رہو۔ (اور) آج ہم نے تھارے لئے تھارا دین کامل کر دیا  
اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تھارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ ہاں جو شخص بھوک میں  
جا رہا جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو اللہ بخششے والا ہم بان ہے۔

(۴) تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں (آن سے) کہہ دو کہ سب  
پاک نہیں ہیں تم کو حلال ہیں اور وہ (شکار) بھی حلال ہے جو تھارے لئے آن شکاری جانوروں  
نے پکڑا ہو جن کو تم نے سدھار کر کھا ہوا اور جس (طریق) سے اللہ نے تمہیں (شکار کرنا) سکھایا ہے  
(اس طریق سے) تم نے آن کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تھارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھالیا کرو (اور  
شکاری جانوروں کے چھوڑتے وقت) اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک  
اللہ بدل حساب لینے والا ہے۔

(۵) آج تھارے لیے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں۔ اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو  
حلال ہے اور تھارا کھانا آن کو حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب  
عورتیں بھی (حلال ہیں) جب کہ آن کا مہر دے دو۔ اور آن سے عفت قائم رکھنی مقصود ہونہ کھلی  
بکاری کرنی اور نہ چھپی دو تی کرنی۔ اور جو شخص ایمان کا منکر ہوا اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اور وہ  
آخترت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔

(۶) مونو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور سر کا مسح کریں کرو اور نخون تک پاؤں (دھولیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بزر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہل سکتے پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تمہم) کرو اللہ تم پر کسی طرح کی تینگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔

(۷) اور اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو اور اُس عہد کو بھی جس کا تم سے قول یا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سن لیا اور قبول کیا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے۔

(۸) اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادنہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ تبکی پر ہیز گاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

(۹) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

(۱۰) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آئیوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔

(۱۱) اے ایمان والو! اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے اُس کو یاد کرو جب ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں تو اُس نے ان کے ہاتھ روک دیے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور مونوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

## سیدنے محجوب

### تفسیر سورۃ المائدہ

سورت کا نام: آیات نمبر ۱۱۲، ۱۱۳ سے ماخوذ ہے۔

زمانیہ نزول: ۶، ۷، ۸، ۹ جھری

مضمون کا خلاصہ: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں معاونت، یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا رد، عدل و انصاف، حدود و تعزیرات کا بیان، حضرت عائشہؓ اور عبد اللہ بن عُمرؓ سے روایت ہے کہ سورۃ المائدہ حرام و حلال کے باب میں آخری سورۃ ہے (متدرک حاکم ج ۲ ص ۳۱۱)

سورۃ حسب ذیل تین بڑے بڑے مضمومین پر مشتمل ہے:

- (۱) مسلمانوں کی مذہبی، تمدنی اور سیاسی زندگی کے متعلق مزید احکام و وہدیات۔ اس سلسلہ میں سفرج کے آداب مقرر کیے گئے، شعائر اللہ کے احترام اور زائرین کعبہ سے عدم تعریض کا حکم دیا گیا، کھانے پینے کی چیزوں میں حرام و حلال کے قطعی حدود قائم کیے گئے اور دور جاہلیت کی خود ساختہ بندشوں کو توزیٰ دیا گیا، اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی، وضو اور غسل اور تیجم کے قاعدے مقرر کیے گئے، بغاوت، فساد اور سرقة کی سزا میں معین کی گئیں، شراب اور جوئے قطعی حرام کر دیا گیا، قسم توڑنے کا سفارہ مقرر کیا گیا، اور قانون شہادت میں مزید چند دفعات کا اضافہ کیا۔
- (۲) مسلمانوں کو نصیحت۔ اب چونکہ مسلمان ایک حکمران گروہ بن چکے تھے، ان کے ہاتھ میں طاقت تھی، جس کا نشہ قوموں کے لیے اکثر گراہی کا سبب بنتا رہا ہے، مظلومی کا دور خاتمه پر تھا اور اس سے زیادہ خخت آزمائش کے دور میں وہ قدم رکھ رہے تھے، اس لیے ان کو خطاب کرتے ہوئے بار بار نصیحت کی گئی کہ عدل پر قائم رہیں، اپنے پیش رو اہل کتاب کی روشن سے بچیں، اللہ کی

اطاعت و فرمان برداری اور اس کے احکام کی پیروی کا جو عہد انہوں نے کیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح اس کو توڑ کا اس انجام سے دوچار نہ ہوں جس سے وہ دوچار ہوئے۔ اپنے جملہ معاملات کے فیصلوں میں کتاب الہی کے پابند رہیں، اور منافقت کی روشن سے اجتناب کریں۔

(۳) یہودیوں اور عیساؓ یوں کو نصیحت۔ یہودیوں کا زور اب تُوٹ چکا تھا اور شمالی عرب کی تقریباً تمام یہودی بستیاں مسلمانوں کے زیر نگین آگئی تھیں۔ اس موقع پر ان کو ایک بار پھر ان کے غلط روایہ پر متنبہ کیا گیا ہے اور انہیں را و راست پر آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ نیز چونکہ مسلمانوں کی وجہ سے عرب اور متصل ممالک کی قوموں میں اسلام کی دعوت پھیلانے کا موقع نکل آیا تھا اس لیے عیساؓ یوں کو بھی تفصیل کے ساتھ خطاب کر کے ان کے عقائد کی غلطیاں بتائی گئی ہیں اور انہیں نبی عربی پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ ہمسایہ ممالک میں سے جو قویں بُت پرست اور مجوسی تھیں ان کو برداشت خطاب نہیں کیا گیا، کیونکہ ان کی ہدایت کے لیے وہ خطبات کافی تھے جو ان کے ہم مسلک مشرکین عرب کو خطاب کرتے ہوئے ملکہ میں نازل ہو چکے تھے۔

تفسیر آیت نمبر: اہل ایمان کو معاهدات کے پورا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ تم تمام قسم کے عہد، بیثانق اور وعدے پورے کیا کرو۔ اس سورت میں حلال و حرام کے احکامات بیان کرنے سے پیشتر معاهدات کو پورا کرنے کی تاکید کا مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب (یہود) کو ان کے بار بار عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا..... (المائدۃ: ۱۲۳) اس لئے تمہید کے طور پر مومنین کو معاهدات کی پاسداری کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حرام و حلال چیزوں کے جواہکام عہد کے طور پر قرآن مجید میں ہیں انہی احکام کو ”عقوذ“ کی تفسیر قرار دیا گیا۔

اور فرمایا:

۱ تفہیم القرآن، ج ۱ ص ۴۳۶۔

۲ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۔

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ يَعْهِدُهُمْ إِذَا عَاهَدُوا﴾<sup>۱</sup>

”اور جو اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں جب عہد کریں۔“

اور آپؐ نے فرمایا: ”قیامت کے دن عہد شکنی کرنے والے کی نشانی یہ ہوگی اس کی پیشہ پر نداری کا جہذا ہوگا۔“<sup>۲</sup>

واضح رہے کہ عہد کو پورا نہ کرنا نفاق کی بھی علامت ہے اس بارے میں متعدد صحیح احادیث ہیں۔<sup>۳</sup>

قرآن حکیم نے آپؐ کی حیات طیبہ کو اہل ایمان کے لئے کامل نمونہ قرار دیا ہے اور آپؐ عہد کی پابندی کے معاملے میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپؐ کے ایفاۓ عہد کو دشمن بھی تسلیم کرتے تھے۔ قیصر روم نے ابوسفیانؓ سے پوچھا تھا کہ ”فَهَلْ يَغْدِرُ“ تو ابوسفیان نے جواب دیا ”اُم“ ”وَعْدَنَّ نَهِيْنَ كَرْتَهُ، وَقِيسَرُوْمَ نَفَخَ بَيْنَ قَرَادِيْمَ يَهُوَهُ“ تو قیصر روم نے جواب دیا ”اللَّهُكَرَسُولُ بَدْعَهُدِيْنَ كَرْتَهُ“

قرآن مجید نے صلح حدیبیہ کو فتح بین قرار دیا ہے یہ معابرے کی پاسداری کا نتیجہ تھا کہ اسلام بالا عرب میں پھیل گیا اور ”فتح کہ“ جیسی عظیم لذت عطا ہوئی۔

بھیمۃ الانعام: بھیمۃ میں تمام چوپائے جانور آ جاتے ہیں۔ ”انعام“ میں چار تم کے جانور اوت، گائے، بکری، بھیڑ مراد لئے جاتے ہیں اور یہی چار جوڑے ”قربانی“ کے جانور بھی ہیں۔ اس طرح وہ جانور جو بناتا تی غذا کوں پر پوروں پاتے ہوں اور دنیا کے جس خطے میں پائے جاتے ہوں (مثلاً نیل گائے، ہرن وغیرہ) جلال ہیں۔ دیگر جانور جو کوشت خور ہیں (یعنی زندہ) وہ سب حرام ہیں۔

حضرت لعلیہ فرماتے ہیں: آپؐ نے ہمیں ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے اور ہر شکاری پرندے کو جو بیجوں سے شکار کرتا ہے حرام قرار دیا۔<sup>۴</sup>

حرام: حرام مخصوص لباس ہے جو حج و عمرہ کرنے والے مسلمان میقات سے باندھتے

۱/ البقرة: ۱۷۷۔ ۲/ بخاری: ۳۱۸۶؛ مسلم: ۱۷۳۵، ۱۷۲۸۔

۳/ بخاری: ۳۳؛ مسلم: ۵۹۔ ۴/ بخاری و مسلم، الصدیق۔

ہیں۔ مردوں کے لئے دو چادریں اور عورتوں کے لئے مخصوص قسم کا لباس جس میں چہرہ نقاب کے ساتھ ڈھانپنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ احرام کی حالت میں بہت کی وہ چیزیں منوع ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں حلال ہیں۔ مثلاً جماعت بنوانا، خوشبو کا استعمال، زینب و زینت، قضاۓ، شہوات اور کسی خشکی کے حلال جانور کا شکار کرنا اور کسی کوشکار میں مدد دینا وغیرہ۔ ہاں اگر غیر محروم، شکار کا گوشت محروم کو تجذب میں دے تو اس کا استعمال جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے یہ شکار محروم کے لئے نہ کیا گیا ہو۔

حکیمت اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ کے احکامات کی اطاعت دل و جان سے کرے، نیز اس کے تمام احکامات حکمت پر ہی ہیں۔

آیت نمبر ۲: شعائر، شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی "ثانی" کے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَابَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴾ ①

"جو شخص شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ ( فعل) دلوں کی پر ہیزگاری میں سے ہے۔"

حرمت والے مہینے چار ہیں، رجب، ذی القعده، ذی الحجه اور محرم۔ ان مہینوں میں مسلمانوں کی طرف سے لڑائی کی ابتداء کرنا جائز نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عَدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ أَثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ حَقَّ السَّعُوفِ وَالْأَرْضُ مِنْهَا أَرْبَعَةُ حُرُمَطٌ ذَلِكَ الَّذِينَ الْقَدِيمُونَ فَلَا تَنْظِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافِرَةً كُلَّمَا يُقَاتِلُوكُمْ كَافِرَةً طَوَّا أَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴾ ②

"اللہ کے نزدیک مہینے کتنی میں بارہ ہیں (یعنی) اس روز (سے) کہ اس نے آئاں اور زمین کو پیدا کیا۔ اللہ کی کتاب میں (سال کے) بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں تھی دین (کا) سیدھا راستہ ہے تو ان (مہینوں) میں (قتل ناحن سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا اور تم سب کے سب مشرکوں سے

۱/۲۲ الحج: ۳۶. ۹/۶ التوبہ: ۲۸.

۱/۹ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴-۳.

۲/۴۴۴ بخاری:

لارو۔ جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ اللہ پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔"

حدی قربانی کے وہ جانور جن کو حاجی منی میں قربان کرتے ہیں اور "فلا مک" وہ پہنچ جو ان جانوروں کے گلے میں پیچان کے لئے ڈالے جاتے تھے ان جانوروں کا "امین البتت الحرام" سے مراد حجاج کرام ہیں جو اخلاص نیت نے بیت اللہ الحرام کا نہ کرتے ہیں۔ اصل مقصد اللہ کی رضا مندی کا حصول ہے بیز حجاج اپنے ساتھ تجارت کا

مانگیں جو رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہونے (احرام کھل

مانگیں جو رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہونے (احرام کھل

مانگیں جو رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہونے (احرام کھل

مانگیں جو رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہونے (احرام کھل

مانگیں جو رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہونے (احرام کھل

مانگیں جو رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہونے (احرام کھل

مانگیں جو رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہونے (احرام کھل

ہمارا منصب ہے۔ یہی تقویٰ ہے ورنہ یہ کہ اللہ جب سزا دیتا ہے تو سخت سزا دیتا ہے۔  
حج: اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرنا، بیت اللہ کے سامنے دہائی دینا، میں نے اپنے اوپر قلم کر لیا ہے مجھے معاف کرو اور بھی فریاد "عرفات کے میدان میں" سارا دن ہوتی رہتی ہے۔ تو وہاں اپنی کوئی اٹا نہیں ہوتی، ایک ہی طرح کے لباس میں سب لمبیں ہیں سب سے پہلی پکار از امام باندھنے کے بعد یہ ہوتی ہے اور جاری رہتی ہے:

**لَيْكَ اللَّهُمَّ لَيْكَ، لَيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ .**

"میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوا ہوں، میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، یہیک حمد بھی آپ کی نعمت بھی آپ کی، اور ملک بھی آپ کا، آپ کا کوئی شریک نہیں۔"

آیت نمبر ۳: فرمایا تم پر حرام کر دیا گیا ہے، مردار (سوائے محملی اور مذہبی کے) بہتا ہوا خون (سوائے تلی اور جگر کے) اور سور کا گوشت (اور اس کے تمام اجزا) اور جو چیز اللہ کے علاوہ غیر اللہ کے نام (عملماً اور اعتقاداً) کردی گئی ہو۔ اور وہ جانور جسے گاہونٹ کر مارا گیا ہوا اور جو چوٹ کا کر اور جو بلندی (وغیرہ) سے گر کر، جو سینگ لکنے سے مر گیا ہوا اور وہ جسے کسی درندے نے چھاڑ کھایا ہو، لیکن اس میں سے کسی جانور میں جان باقی ہے تو ذبح کر لو اور وہ حلال ہوگا (اگرچہ آج کل عیسائی سور کو حرام نہیں سمجھتے مگر پہلی شریعتوں میں سور قطعی حرام ہے) (استثناء، باب ۱۲)

حلال و حرام کی حکمت: حلت و حرمت کے قانون میں شریعت نے صرف اس بات کو ملاحظہ نہیں رکھا کہ حرام چیزوں کے طبی لحاظ سے جسم انسانی پر کیا مفید یا مضر اثرات پڑتے ہیں۔ اگر اسی بات ہوتی تو سب سے پہلے عکھیا اور درسرے زہروں کا نام لپا جاتا، بلکہ زیادہ تر اس بات کو ملاحظہ رکھا گیا ہے کہ ان حرام اشیاء کے انسان کے اخلاق پر کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور طہارت اور پاکیزگی سے ان کا کس قدر تعلق ہے، نیز اسی تمام چیزیں بھی حرام قرار دی گئیں جنہیں نیت کی

عندرگی اور عقیدہ کی خبائث حلال سے حرام بنادیتی ہے۔ لہذا یہ ضروری نہیں کہ جو چیز اللہ نے حرام کی ہے اس کی حکمت بہر حال انسان کی سمجھی میں آ جائے۔

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے:  
**"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"**

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:  
**إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى فُلُونِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ .**

"بے شک اللہ تم حماری شکل صورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔"

مطلوب یہ ہے کہ شریعت کے تمام امور کا دار و مدار آدمی کی نیت اور دلی ارادہ پر ہے۔ لہذا جو شخص حلال و حرام کے احکامات کو تسلیم نہیں کرتا وہ عمل اسلام کا باطنی ہے۔

"وَمَا أُحِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ يَهُ" جہبور مفسرین نے آیت کے یہ معنی کے ہیں: "جب کوئی جانور ذبح کیا جائے تو اس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے۔" شاہ صاحبؒ کہتے ہیں: اگرچہ جانور ذبح کرتے وقت عادتاً "بسم اللہ والله اکبر" زبان سے کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ مردار اور حرام ہو گا (جب اس جانور کو غیر اللہ کی خاطر ذبح کیا گیا ہو)۔

"وَمَا ذُبَحَ عَلَى النُّصُبِ: فَلَمَّا ذُبَحَ أَنَّ آسَاتُونَ كُوكَبَتِي ہیں جہاں غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس لئے فرمایا: ایسی جگہوں پر ذبح کئے گئے جانور حرام ہیں۔ مشرکین مکہ جانوروں کو ذبح کرنے سے ان کو اپنے بتوں کے نام نامزد کرتے تھے نیز یہ کہ ذبح کرتے وقت بتوں کا نام پکارتے تھے۔

قال نکالنا: اسلام میں لاٹری وغیرہ جیسے تمام کام حرام ہیں۔ لاٹری میں پیسے (رقوم) سب

۱ نفسی القرآن ج ۱ ص ۷۹، ۲ بخاری: ۴۱؛ مسلم: ۱۹۰۷۔

۳ مسلم: ۲۵۶۴۔ ۴ تفسیر عزیزی، ج ۱ ص ۲۱۰۔

۱ بخاری: ۱۵۴۹؛ مسلم: ۱۱۸۴۔

لوگوں کی جمع شدہ کچھ مخصوص لوگ لے کر اپنی حیبتوں میں ڈال لیتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ البتہ قرع اندازی جس میں فریقین کے برابر کے حقوق ہوں جائز ہے مثلاً  
۱: قربانی کی گائے میں سات برابر کے حصے ہیں، کس کو کون سا حصہ دینا ہے قرع اندازی کریں اگر تمام حصے برابرنیں ہیں تو قرع اندازی جائز نہیں ہوگی۔

۲: داخلے میں ایک مرحلہ آ جاتا ہے کہ آخری سیٹ پر چند طالب علم میراث میں برابر آ جاتے ہیں، لہذا قرع اندازی سے داخلے کے لئے فیصلہ کیا جائے گا۔ یہی عین انصاف ہے۔ پاسوں کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ مشرکین عرب میں یہ مستور تھا کہ بتوں کے سامنے مختلف اقسام کے تحریر شدہ تیر رکھے ہوئے تھے۔ بتوں کے ہاں حاضری دیتے، مدد مانگنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ بت کی جیب میں رکھے ہوئے تیروں میں ایک تیر نکالتے اور پڑھتے کہ کیا لکھا ہے؟ یہ کام ہو گایا نہیں وغیرہ۔

نجوی کے پاس جا کر قسمت کا حال معلوم کرنا، علم اعداد، علم جفر اور رمل وغیرہ کفر اور فتن ہیں۔ فتح کے دن آنحضرت نے کعبۃ اللہ کے اندر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی تصویریں دیکھیں جن کے ہاتھوں میں یہی پانے تھائے ہوئے تھے، ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا: اللہ ان مشرکوں کو ہلاک کرے جنہوں نے یہ تصویریں بنائی ہیں، ابراہیم اور اسماعیل نے تو کبھی پانے ہاتھ میں نہیں لیے تھے۔ ①

”آج کافر تمہارے دین سے نا امید ہو گئے ہیں۔“

آنحضرت نے فرمایا: جزیرہ عرب میں شیطان کے بہکانے سے بت پرستی پھیلی ہوئی تھی وہ ختم ہو گئی یہ کہ شیطان نا امید ہو گیا ہے لیکن مسلمانوں کی آپس کی لڑائیوں کے لئے شیطان کے بہکادے کا اثر باقی ہے۔ ②

آیت کے اس حصے میں آپس کی لڑائیوں سے پیشیں کوئی کے طور پر ڈرایا گیا ہے کہ تم لوگ اللہ سے مُدرنہ ہو جانا، اس طرح اسلام میں ضعف آ جائے گا۔ مشرکین کو قبل از فتح مکہ یہ امید تھی کہ ۱ بخاری، ج ص ۶۱۴۔ ۲ مسلم ج ۲ ص ۳۷۶۔ ۳ بخاری، ج ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸۔ ۴ بخاری ج ۲ ص ۶۶۲۔

اسلام کمزور ہو کر ختم جو جائے گا۔ اب فتح مکہ کے بعد ان کی یا امید یہ دم توڑ گئی، اس لئے فرمایا کہ تم مشرکین سے مت ڈرتا اور صرف مجھے ہی سے ڈرتا۔ اگر خرابی ہو گی تو صرف اس بات پر ہو گی تم اللہ کے علاوہ اور وہ سے ڈرنے لگے ہو۔ تو جب بھی تمہارا نقصان ہو گا تو تمہاری داخلی کمزوریوں کے سبب ہو گا۔ مولا ناظف علی خان نے کیا خوب کہا ہے

میں اگر سوختہ سامان ہوں تو یہ روز سیاہ  
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چاغاں نے مجھے  
کوئی کافر میری تذلیل نہ کر سکتا تھا  
مرحمت کی ہے یہ سوغات مسلمان نے مجھے  
دین کامل: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت یوم عرفہ جمعۃ الوداع (جمعۃ السارک) کو  
مازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ سورۃ بقرۃ کی آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا يُحِبُّ اللَّهُ وَذُرُّوا مَا بَيْقَى مِنَ الرِّتَابِ﴾ ۱  
آخری آیت اتری، جس کا خلاصہ یہ ہے:  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے حضرت  
آدمؑ سے لے کر حضرت عیتیں سبک کی شریعتوں کو ایک خوش نما مکان سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ اس  
مکان میں ایک آخری ایت کی کسر تھی وہ آخری ایت میں ہوں کہ میرے آنے کے بعد وہ محل  
پورا ہو گیا کیونکہ میں ”خاتم النبیین“ ہوں۔ ۲

بعض یہودیوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ قرآن میں ایک ایسی آیت اتری ہے کہ اگر ہم  
لوگوں پر اترتی تو ہم اس دن عید مناتے تو آپؐ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ اللہ کا شکر ہے اس دن  
”وَعِيدٍ“ جمع تھیں جمعۃ الوداع عرفہ اور یوم الحجۃ۔ ۳

۱ بخاری: ج ۲، ص ۶۶۳۔

۲ بخاری، ج ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸۔ ۳ بخاری ج ۲ ص ۶۶۲۔

مطلوب یہ کہ پہلی شریعتوں کی تجھیل شریعت محمدی سے ہوئی اور شریعت محمدی کی تجھیل قرآن مجید کے نزول کے ختم پر ہوئی۔ ①

دین مکمل ہو گیا، جب اللہ تعالیٰ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا کر دیا: "إِنَّا فَتَحْنَا" میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے مسلمانوں سے یہ فرمایا کہ اسلام کے غالب اور کامل ہونے کا زمان جلد ہی آنے والا ہے کوئی مخالف اسلام اپنی مراجحت کے ذریعے اسلام کا پچھنیں بگاز کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے پورے ہونے کی نعمت یاد دلائی ہے۔ اسلام کے بعد کوئی اور شریعت قیامت تک نہیں ہے اور قیامت تک یہی دین قائم رہے گا اور نہ ہی اس میں کچھ رزو بدلتے گا۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور اسلام آخری شریعت ہے۔ اس لئے فرمایا کہ آخری زمانے تک اللہ کو دین اسلام ہی پسند ہے۔ حضرت بریڈہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: روز قیامت اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اُسی امت محمدیہؐ کی ہوں گی۔ ②

فرمایا: جن چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر آیت کے اوپر مکملے میں ہوا ہے وہ چیزیں ایسے شخص کے لئے حلال ہیں جو بھوک سے لاچار ہو جائے اور حلال چیزوں میں سے حتی المقدار کوشش کے باوجود داسے کچھ حلال نہیں کے تو پھر حرام کردہ اشیاء میں سے کھا سکتا ہے۔

"مسخّصة" کے معنی شدید بھوک اور مُتجانف کے معنی کی جانب مائل ہونے والا شخص لہذا شریعت محمدی میں لاچار اور بے بس آدمی کے لئے یہ حکم ہے۔

مندام احمد میں ابوالقدیشؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "مُضطّر" بے بس اور لاچار، وہ شخص جس کو ایک دن (صبح و شام) کا کھانا میسر نہ آئے۔ ③

آیت نمبر ۲: طیبات (پاکیزہ) سے معنی ذبح کے ہوئے حلال جانور مراد ہیں اور یہ لفظ اپنے معنی میں بہت وسعت کا حامل ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں کے حصول کا ذریعہ اور استعمال کا

① مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۱۱۔ ② جامع ترمذی، ج ۲ ص ۷۷۔

③ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۴، ابن جریر ج ۶ ص ۵۶۔

طریقہ کارنہایت پاکیزہ ہونا لازم ہے۔ "جوارح" کے معنی شکاری جانور، مکلین کے معنی سدھائے ہوئے جانور (یعنی کتنے غیرہ) مما علّمکم اللہ سے مراد وہ عقل ہے جو اللہ نے شکار پر چھوڑتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھ کر اسے چھوڑنا، پھر فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابُ﴾

"بِ شَكْ اللّٰهِ بَهْت جَلْ حِسابٌ لِيْنَهُ وَالاَّهُ ہے۔"

حساب کے وقت سے مسلمان شکاریوں کو ذرا یا کہ اس وقت تم ہمارے سامنے ہو گے، لہذا ہماری ان شرائط کی پابندی کرو۔ اگر بے احتیاطی کرو گے تو اس دن کا حساب یاد رکھو اور ڈرو۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: شکار، گھر، کھیت اور مویشی کی حفاظت کے لئے کتنے کا پالنا جائز ہے۔ ④ آیت میں صرف شکار کے لئے کتنے کا پالنا جائز ہے مگر حدیث شریف میں دو اور ضرورتوں کے لئے کتنے کو پالنے کی اجازت دی گئی ہے۔ کتوں کو شوق کے لئے پالنا جائز نہیں ہے۔

شرائط شکار: شکار کے لئے سدھایا ہوا کتاب جب شکار پر چھوڑا جائے تو وہ جائے اور روک جائے تو رک جائے اور مالک کی اجازت کے بغیر شکار کا گوشت نہ کھائے، شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ کر اسے چھوڑا جائے۔ کتنے کا پکڑا ہوا شکار اگر زندہ ہاتھا آجائے تو ذبح کرنا ضروری ہے اور اگر زندہ حالت میں ہاتھہ آئے اور اس میں سے کتنے نے کچھ نہیں کھایا تو بغیر ذبح کئے حلال ہے۔ ہاں اگر اس میں سے کتنے نے کھایا تو سدھایا ہوا جانور نہ رہا۔ لہذا اس کا شکار حرام ہو گا۔ سدھائے ہوئے کتنے کا شکار کو کچھ ناذبح کے قاتماقам ہے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: اگر سدھائے ہوئے کتنے کے شکار میں دوسرا اجنبی سماشیل ہو گیا اور شکار ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو وہ شکار مردار ہے خواہ اس میں سے کتنے کھایا ہو یا بیان کھایا ہو اور درندوں میں سے چیتیاً وغیرہ اور پرندوں میں سے

باز وغیرہ کے شکار کا بھی یہی حکم ہے۔ ① جب کہ ان کے زخم سے خون نکل کر بہہ جائے۔ بعض علماء کے نزدیک بندوق وغیرہ کے شکار کا بھی یہی حکم ہے، (واللہ عالم بالصواب)

آیت نمبر ۵: ذبیح الہ کتاب حلال و جائز انہی شرائط کے ساتھ ہے جو اسلام میں جائز ہیں۔ اہل کتاب کے دسترخوان پر حلال و طیب کھانا مسلمان کھا سکتے ہیں اگر ان کے دسترخوان پر حرام اشیاء چنی گئی ہوں تو کھانا تو در کنار ان کے برتن کا استعمال بھی حرام ہے۔

**مُخْصَّسْتَ** سے مراد آزاد عورتیں (مسلمان اور اہل کتاب) اور یہ کہ اکثر سلف کے نزدیک اہل کتاب کی لوٹیوں سے مسلمان مرد کا نکاح جائز نہیں۔ نکاح میں شریعت کا پاس و لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے فرمایا: ان کے مہر ادا کرو، عورتوں سے کھلم کھلا بد کاری یاد رپرده آشنا کا تعلق نہ رکھا جائے اور نہ کوئی ایسی غیر شرعی حرکت کی جائے جس سے نکاح کا تقدیس پاہل ہو جائے۔ فرمایا: اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح شریعت محمدی میں انہیں شرائط کے ساتھ جو مسلمان عورتوں کے لئے ہیں، حلال و جائز ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ اہل کتاب کو "یوم حساب" کی فکر ضرور کرنی چاہیے۔ اپنی صد لا کے سب مسوخ شدہ شریعتوں پر عمل کر رہے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ ان کو چھوڑ کر اسلام کے تابع ہو جائیں۔ فرمایا:

وَمَنْ يَتَبَّعْ عَيْرَ إِلَسْلَامِ دِينًا فَأُنَّ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ  
الْخَسِّيْنِ ②

"اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہو گا تو اس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔"

جب ان لوگوں نے آخرت میں کیا پیغام سن لیا تو پھر اس کی مخالفت سے ان کے لئے دنیا و آخرت کا خسارہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ملکیت نے فرمایا: "جو شخص اہل کتاب میں سے میرا حال من کر میری نبوت کو نہ مانے گا وہ دوزخ کے عذاب سے نجات نہیں پا سکتا۔" ③

آیت نمبر ۶: یہاں سورۃ المائدۃ کی آیت ۶ میں فرمایا: "جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو وضو کرو یعنی جس کا وضو نہیں اس پر وضو فرض ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ملکیت نے فرمایا: جس شخص کا وضو نہیں ہواں کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کر لے۔" ① ایک اور روایت میں ہے کہ ایک وضو سے چند مزید نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہیں مگر ہر نماز کے لئے وضو کرنا مستحب یعنی باعث ثواب ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ملکیت نے ایک وضو سے چند نمازوں پڑھائیں۔ ②

نماز کے لئے طہارت سے مراد وضو کرنا ہے لیکن جبکی (ناپاک) آدمی کے لئے نماز سے پہلی نماز کے لئے طہارت سے مراد وضو کرنا کہ مریض، مسافر قضاۓ حاجت سے فارغ ہونے والا، یا جسی ہو، پانی میسر نہ آئے تو وہ تعمیر کر سکتا ہے۔

وضو کی فضیلت: آپ ملکیت نے فرمایا: کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے جب کہ ان کے وضو کے نشانات کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چکتے ہوں گے۔ ③

وضو کا طریقہ: اس آیت میں جن اعضاء کے وضو نے کا ذکر آیا ہے۔ ان کو وضو نہ فرض ہے، وہ یہ ہیں (۱) اپنے چہرہ کو وضو نہیں (۲) اپنے ہاتھوں کو کھینوں تک وضو نہیں (کہہاں اس میں شامل ہیں) (۳) اپنے سر کا مسح کرنا اور (۴) اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک وضو نہیں (خنخ ان میں شامل ہیں)۔ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے پانی کا برتن منگوایا۔ پھر پہلے اپنی ہتھیلوں پر تین بار پانی ڈال کر انہیں وضو یا پھر دہنہ ہاتھ برتن میں ڈالا، پھر کل کی، پھر ناک جھاڑی، پھر تین بار اپنا منہ وضو یا، پھر دونوں ہاتھ کھینوں تک تین بار وضو یا، پھر ایک ہی بار سر کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک تین بار وضو یا پھر کہا کہ رسول اللہ ملکیت نے فرمایا: جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر

① مسلم، ج ۱ ص ۱۳۵۔

② بخاری، ج ۱، ص ۲۵۔  
③ بخاری، ج ۱، ص ۱۳۵۔

④ مسلم، ج ۱ ص ۱۳۵۔

① بخاری ج ۲ ص ۸۲۴۔ ② مسلم، ج ۱/۳ ص ۸۵۔ ③ مسلم، ج ۱ ص ۸۶۔

طہارت کے آداب: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب بیت النباء میں جاتے

زکریٰ: **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبُثِ وَالْجَنَائِثِ**<sup>۱</sup>

”اے اللہ میں بھوتوں اور بھنیوں سے تیر کی پاہ میں آتا ہوں۔“

حضرت ابو یوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی قضاۓ

ہو تو قبلہ کی طرف نہ مند کرنے پڑے۔<sup>۲</sup>

ماحت یعنی پاخانہ کرنے کے لیے آئے تو قبلہ کی طرف نہ مند کرنے پڑے۔ وہاں دو حضرت ان عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مدینہ کے کسی باغ پر سے گزرے وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کہتا ہے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا۔ پھر فرمایا: ان میں سے ایک تو اپنے پیشافت سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہری شنی منگوائی۔ اس کے دو ٹکڑے کر کے ہر قبر پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا ”یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟“

فرمایا: جب تک یہ سوکھیں نہیں شاید ان کے عذاب میں کچھ کمی ہو۔<sup>۳</sup>

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑے پانی میں جو

جاری نہ ہو پیشافت نہ کرے کہ پھر اس میں نہایتے۔<sup>۴</sup>

تیتم کا طریقہ: حضرت عمرانؓ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے تماز سے سلام پھیرا تو ایک شخص کو علیحدہ بیٹھے دیکھ کر فرمایا: تجھے نماز سے کس چیز نے روکا؟ تو اس نے عرض کی میں ناپاک ہوں اور پانی موجود ہیں..... پھر آپ ﷺ نے اسے مٹی سے تیتم کرنے کا حکم دیا۔<sup>۵</sup>

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ غزوہ بنی المصطفیٰ میں نماز کا وقت

ہو گیا۔ وہاں پانی نہ تھا اور کچھ صحابہؓ باوضونہ تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیتم کی یہ آیت

۱ بخاری: ۱۴۴.

۲ بخاری: ۱۴۲.

۳ بخاری: ۲۳۹.

۴ بخاری: ۲۱۶.

۵ بخاری: ۲۰۶.

دور کعت اس طرح ادا کرے کہ اس کے دل میں کوئی دنیوی خیال نہ ہو اس کے پہلے گناہ بخشن دیے جائیں گے۔<sup>۶</sup>

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دضوکیا اور اپنے قدم پر ناخن بھر جگہ (خنک) چھوڑ دی۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو اسے فرمایا: ”وابس جاؤ اور اچھی طرح دضو کرو۔“ چنانچہ وہ شخص واپس ہوا۔ پھر (دضو کر کے) نماز پڑھی۔<sup>۷</sup>

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ گئے آپ ﷺ نے ہمیں اس حال میں پایا کہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہم دضو کر رہے تھے اور اپنے پاؤں پرسخ کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ بلند آواز سے پکارا:

وَيَلِ الْلَّاعِقَابِ مِنَ النَّارِ:

(خنک) ایڑیوں کے لیے بربادی ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ”دضو کمل کرو۔“<sup>۸</sup>

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ ہاتھ میں مساوک لیے ہوئے مساوک کر رہے تھے۔ آپ ارع کی آواز کاں رہے تھے۔<sup>۹</sup>

عروہ بن مغیرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سفر (غزوہ توبک) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا (آپ ﷺ دضو کر رہے تھے) میں جھکا کہ آپ ﷺ کے موزے اتار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”رہنے دو“ میں نے انہیں باوضو پہنچا ہے۔ ”پھر ان پرسخ کیا۔<sup>۱۰</sup>

دضو کرنے کے بعد موزے / موٹی تہہ دار جرایں پہنچنے کے بعد حضرت میں ایک دن اور سفر میں تین دن تک مسح کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی عضو زخمی ہے جسے دھونے سے بیماری وغیرہ کا خطرہ ہے تو اس پر پنچ باندھ کر مسح کیا جا سکتا ہے۔

۶ بخاری: ۱۵۹.

۷ مسلم، کتاب الطهارة.

۸ بخاری، کتاب الوضوء، ج: ۱، ص: ۵۲۔

۹ بخاری: ۲۴۴.

۱۰ بخاری: ۲۰۶.

نازل فرمائے۔<sup>۱</sup>

حضرت عمار بن یاسر کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں ان کوہا نے کی ضرورت پر لگی تو انہوں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی تھی جب آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے اتنا ہی کافی تھا، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان میں پھونک ماری پھر اس سے منہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔<sup>۲</sup>

غسل کا طریقہ: حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں سوکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" جب تم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں ہو تو وہ وضو کر لے اور سو جائے۔<sup>۳</sup> دوسری روایت میں ہے کہ پہلے وہ شرمگاہ کی طبارت کرے، پھر نماز کا سادھو کرے اور سو جائے۔ یاد رہے کہ اس وضو سے وہ نمازوں پر لگتی کیونکہ اس کے لئے غسل فرض ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب آپ ﷺ غسل جنابت کرنا چاہتے تو (برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر نماز کی طرح وضو کرتے، پھر اپنی انگلیوں میں پانی ڈال کر بالوں کی چڑوں کا خلال کرتے، پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین چلو اپنے سر پر خلاصہ یہ ہے کہ:

۱: نماز کے لئے پاکیزگی فرض ہے۔

۲: وضو فرض ہے۔

۳: جبی آدی کے لئے غسل فرض ہے۔

۴: پانی نہل رہا ہو تو تمہم کی رخصت سے فائدہ حاصل کریں۔

۵: بیمار ہو، وضو کرنے سے غسل کرنے سے بیماری کے بڑھنے یا جان کا خطرہ ہوتا تھم کی

۱ بخاری: ۳۳۴۔

۲ بخاری: ۳۳۸۔

۳ بخاری: ۲۸۷۔

۴ بخاری: ۲۴۸۔

رخصت ہے۔

۱: پانی نہ ملے تو وہ تیم غسل اور وضو دونوں کا قاسم مقام ہو گا۔

۲: اللہ کی نعمت کا مکمل ہوتا: طہارت کے احکامات کی حکمت یہ یہی ہے کہ روح کی پاکیزگی کے ساتھ کی پاکیزگی بھی لازمی اور ضروری ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

۳: الظہور شططُ الایمان۔

"پاکیزگی نصف ایمان ہے۔"

یعنی حصی اور معنوی صفائی اور شرعی طور پر ایسا فعل جس سے گندگی ختم ہوتی ہے اور خالص ثواب میسر آتا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دل، دماغ اور بدن کی طہارت نصف ایمان کے برابر ہیں جیسا کہ فرمایا: وضو نصف ایمان ہے۔ جب کہ روحانی طہارت سے مراد معصیت سے احتساب اور گناہوں کا ترک کرنا ہے۔ پس تمام نعمت ذریعہ شکر الہی ہے۔

آیت نمبر ۷: اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور احسانات کے یاد کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس عبد کو یاد کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہم سے کیا تھا۔ یہ عہد، اسلام کی بیعت ہے جو قول اسلام کے وقت کی گئی کہ ہر حال میں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہیں گے اور معاصی و مکرات سے بچتے رہیں گے۔<sup>۱</sup>

اہل ایمان کو چاہیے کہ عہد ٹکنی کی نوبت نہ آنے پائے اور اللہ سے ڈرتے رہیں۔ مخالف یا موافق شہادت (گواہی) کے معاملے میں انصاف کا طریقہ برداشت چاہیے جیسا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے برداشت کرتا ہے۔ کیونکہ انصاف کا طریقہ تقویٰ کے قریب تر ہے۔ جو اولاد کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام لانے کے بعد اسلام سے پہلے کافی جھگڑا ظاہرنہ کرنا اور سب مسلمان ایک دل ہو کر میل جول سے رہیں۔<sup>۲</sup>

۱ مسلم، کتاب الطہارۃ۔

۲ تفسیل کے لئے دیکھیے بخاری، ۲ ص ۱۰۶۹، باب کیف یابیع الامم الناس، مسلم

۳ ص ۱۲۵، باب وجوب طاعة الامری غیر معصية۔

۴ مسلم ج ۱ ص ۳۹۷۔

آیت نمبر ۸: عدل و انصاف اسلام کا طرہ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا مَّا لِلَّهِ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ ۱

”تو دنوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿لَوْلَا إِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ إِنْ تَعْلَمُو بِالْعَدْلِ ط﴾ ۲

”اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو،“

اور سورۃ النساء میں ہی فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا قَوْمٌ يُنَاهِيُّنَ بِإِقْسُطِ شُهَدَاءِ اللَّهِ وَلَوْلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبَيْنِ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَإِنَّ اللَّهَ أَولَىٰ بِهِمَا فَلَا تَنْهِيُّنَ عَنْ حَقٍّ وَلَا تَنْهِيُّنَ عَنْ تَعْدُوْنَ وَإِنْ تَلْذُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ حَمِيرًا﴾ ۳

”اے اہل ایمان انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے بچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے۔ پس یہ کہم خواہ نفسی کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا، اگر تم مسجد اگواہی دو گے یا پھر (شہادت سے) پچنا چاہو گے تو جان لو! اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔“

آیت نمبر ۹: اللہ کا وعدہ نہایت ہی پختہ اور سچا ہے کہ ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بخشتہ ہے اور بڑا اجر و ثواب عطا کرتا ہے۔

ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کرنا بھی ضروری ہے، قرآن مجید میں پیش تالیس مقامات پر

۱/ الحجرت: ۹.

۲/ النساء: ۵۸.

۳/ النساء: ۱۳۵.

ایمان کے بعد نیک اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ایمان اور مقام ملاحظہ کیجیے:

﴿وَالْعَصْرِ لَإِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ لَإِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّابِرِ﴾ ۱

”رمانے کی قسم! کہ بے شک ہر انسان یقیناً گھانے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔“

صحابہ کرام ﷺ میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو صرف کلمہ پڑھنے پر اکتفا کر لیتا ہو اور اکران اسلام اور گیزرا غصہ بجانہ لاتا ہو۔

آیت نمبر ۱۰: اور کافروں مکرووں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والوں کے لئے ہمیشہ کے لئے وزخ کی آگ ہے جس میں وہ ڈالے جائیں گے۔

ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس کی بھی عمل کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا، اس لیے کہ جس شخص کا فر ہوا آخرت میں اس کے کسی بھی عمل کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا، اسی لیے کفار کے اعمال کی مثال دیتے بنیاد پر اعمال قبول ہوتے ہیں ان کی وہ بنیاد ہی نہیں ہوتی، اسی لیے کفار کے اعمال کی مثال دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٌ يَقِيعَةٌ يَخْسِبُهُ الظَّهَانُ مَاءٌ طَحْنٌ إِذَا جَاءَهُمْ لَهُمْ يَعْدِدُهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوْقَهُ حِسَابٌ إِذَا وَلَهُ سَرِيعٌ الْحِسَابُ﴾ ۲

”اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، ان کے اعمال کی چیزیں میدان میں ایک سراب کی طرح ہیں، جسے پیاساپانی خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پتا اور اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے تو وہ اسے اس کا حساب پورا کا دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔“

بھا کر کہا آج کون میری توار سے آپ کو بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میر اللہ مجھ کو بچا سکتا ہے۔ حضرت جبریلؑ نے اُس کے سینے پر زور سے ہاتھ مارا، توار اُس کے ہاتھ سے گرنی، آپ ﷺ نے توار اٹھا لی اور اس سے پوچھا کہ اب تھے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے کہا مجھے بچانے والا کوئی نہیں، تو آپ ﷺ نے اُسے معاف کر دیا۔ اس حال کو دیکھ کر غورث مسلمان ہو گیا اور اس داقفہ کے سبب بہت سے لوگوں کو بدایت ہوئی۔ ①

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر احسان فرمایا کہ آپ ﷺ کو شمن کے حملہ سے بچایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے آپ ﷺ کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا، چنانچہ ارشاد اباری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ إِذْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طَوَّلْ فَمَا بَلَغْتَ  
رِسَالَتَهُ طَطَ وَ اللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ طَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
الْكُفَّارِينَ ②﴾

”اے رسول! پہنچا دیجیے جو کچھ آپ کی طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے نہ کیا تو تونے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافر لوگوں کو بدایت نہیں دیتا۔“

پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی امت کے لوگوں کو بطور تعبیر فرمایا: کہ اس امت کی بدایت کے لئے رسول ﷺ کو معموت کرنا اللہ کا ایک بہت بڑا احسان ہے، نیز رسول ﷺ کی حفاظت اللہ کا امت پر دوسرا احسان ہے اور یہ کہ آپ ﷺ نے مصیبت کے وقت صرف اللہ پر بھروسہ کیا اور اس کا انجام نہیا ہت ہی اچھا ہوا اس لئے مسلمانوں کو آیت کے آخر میں یہ بدایت فرمائی کہ اگر وہ ایسے موقع پر اللہ پر بھروسہ کریں گے تو انجام اچھا ہو گا۔

حاصل یہ کہ اسباب کو کام میں لائے اور ان اسباب میں تاثیر کے پیدا ہونے کا بھروسہ اللہ

اس سے اگلی آیت میں دوسری مثال یوں پیش کی:

أَوْ لَظِيلٌ فِي بَحْرٍ لَّتَيْ بَعْشَهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقَهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقَهِ سَاحَلٍ طَلْمَتْ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۖ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكُنْ يَرَهَا ۖ وَ مَنْ لَمْ  
يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَإِلَهُهُ مَنْ نُورٌ ③

”یا ان اندھروں کی طرح جو نہایت گہرے سمندر میں ہوں، جسے ایک موج ڈھانپ رہی ہو، جس کے اوپر ایک اور موج ہو، جس کے اوپر ایک بادل ہو، کئی اندھیرے ہوں، جن میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں، جب اپنا ہاتھ نکالے تو قریب نہیں کہ اسے دیکھے اور وہ شخص جس کے لیے اللہ کوئی نور نہ بنائے تو اس کے لیے کوئی بھی نور نہیں۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کفار کے اعمال کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَقَدِ امْنَأَ إِلَى مَا عَيْلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا ④

”اور ہم اس کی طرف آئیں گے جو انہوں نے کوئی بھی عمل کیا ہوا تو اسے بکھر اہوا غبار بنا دیں گے۔“

کفار کے لیے جہنم میں طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔ واضح رہے کہ جہنم حقیقی وجود رک्तی ہے اور اس وقت بھی موجود ہے۔

آیت نمبر ۱۱: پہلا احسان تو یہ ہے کہ اسلام کی بدولت قابلی عصیتوں کا خاتمه ہوا۔ دوسرا احسان یہ ہے کہ حدیبیہ کے مقام پر ”معاہدہ صلح“ ہوا اور اسے قرآن نے فتح میں قرار دیا۔ اگرچہ مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے چند واقعات بیان کئے ہیں لیکن غورث بن حارث کا قصہ جسے حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے عبد الرزاق نے اس آیت کا شان نزول قرار دیا ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ درخت کے سامے میں آرام فرمائے تھے کہ آپ ﷺ کی توار درخت ساتھ لکی ہوئی تھی، چنانچہ غورث نے چکے سے آپ ﷺ کی توار اٹھا لی اور آپ ﷺ کو ۱۰۰ / النور: ۴۰۔ ۲۵ / الفرقان: ۲۳۔

پر کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر بھروسہ رکنے والے مسلمان کو بغیر حساب کے جنت میں جانے کی خوشخبری ہے۔ ۰  
قرآن مجید میں توکل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبَهُ إِنَّ اللَّهَ بِالْعِلْمِ أَمْرٌ هُوَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ ۲

”اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے، بے شک اللہ اپنے کام کو پورا کرنے والا ہے، یقیناً اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کیا ہے۔“

### سی محفل الحجج

## اہل کتاب کے عقائد / اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کی نوعیت

۱) بني اسرائیل سے عہد  
بني اسرائیل کی ذہنی و اخلاقی تربیت کے لئے اللہ نے بارہ قبیلوں میں سے ہر قبیلہ پران کا ایک نگران مقرر کرنے کا حکم دیا۔ عہد یہ تھا کہ: (۱) نماز قائم کریں گے، (۲) زکوٰۃ ادا کریں گے، ایک نگران مقرر کرنے کا حکم دیا۔ عہد یہ تھا کہ: (۳) ان کی مدد کریں گے، (۴) اللہ کے راستے (۵) میرے رسولوں کی تابعداری کریں گے، (۶) ان کی مدد کریں گے، (۷) اللہ کے راستے (۸) میرے رسولوں کی بدالے میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے میں اپنا مال خرچ کریں گی۔ تو فرمایا کہ اس کے بدالے میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ جب اہل کتاب نے اللہ سے کہے ہوئے عہدو پیان توڑڈا لے تو ان کا حشر کیا ہوا؟ قرآن نے اس کا بیان کر کے مسلمانوں کو ”عہد شکنی“ سے منع کیا۔ پھر یہ کہ اہل کتاب نے عہد شکنی کی تو اس کے بدالے میں ان پر اللہ کی لعنت نازل ہوئی، اور وہ ہدایت سے ”وَ  
کتاب نے عہد شکنی کی تو اس کے بدالے میں ہم پر اللہ کی لعنت نازل ہوئی، اور وہ ہدایت سے“  
ہو گئے، دل سخت ہو گئے، سمجھ بگڑ گئی، اللہ کی باتوں میں ہیر پھیر کرنے لگے، باطل تاویلیں گھٹرنے لگے، حقیقی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کی تشریح کرنے لگے، اللہ کی کتاب سے دور ہو گئے۔ بدال ہو گئے، جس کی وجہ سے نظرت رہی اور نہ ہی خلوص رہا، بس فقط عیاری، مکاری اور غداری کو انہوں نے اپنا شیوه ہنالیا۔ پھر فرمایا: عیسائیوں نے ہم سے عہد کیا تھا کہ جب رسول ﷺ آئیں گے تو  
آپ ایمان لا سکیں گے، آپ کی مدد کریں گے لیکن انہوں نے بھی یہودیوں کی طرح بد عہدی کی، جس کی سزا کے طور پر ہم نے ان میں قیامت تک کے لئے آپ میں دشمنی ڈال دی۔ ان میں فرقے بن گئے جو ایک دوسرے کے دشمن ہیں، اللہ پر تہمت لگاتے ہیں، اس کی بیوی اور بیٹا قرار دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے بارے میں کہتے ہیں: ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ ۰

۱) بخاری ج ۲، ص ۹۵۸۔ مسلم: ج ۱، ص ۱۱۷:  
۲) الطلاق: ۳۔

جب کہ اللہ تعالیٰ احمد، واحد، صمد، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ ۝  
۲) يحرفون الكلم عن مواضعه

اہل کتاب اپنی کتابوں میں "لفظی و معنوی" تحریف کرتے تھے۔ حضرت عکرمؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس یہودی زنا کا مقدمہ لے کر آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم میں زیادہ عالم کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: ابن صوریا، آپ ﷺ نے اس سے عہد لے کر پوچھا کہ جس کبو تورات میں کیا حکم ہے، اس نے کہا کہ تورات میں شادی شدہ کے لئے "رم" کا حکم ہے مگر ہم نے خود ترمیم کر کے اس سزا کو درزوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ ۵

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہود سے پوچھا: "تم اپنی کتاب میں اس کا کیا حکم پاتے ہو؟" وہ کہنے لگے: "ہمارے علماء ایسے لوگوں کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کرتے اور گشت کرتے ہیں"۔ عبد اللہ بن سلامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے علماء کو تورات سمیت بلایے۔ جب تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے رجم کی آیت پڑھ کر کہ آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کر دیا۔ عبد اللہ بن سلامؓ نے اسے کہا: "اپنا ہاتھ تو اٹھاو!" اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے سے رجم کی آیت نکلی۔ جتناچہ آپ ﷺ نے انہیں رجم کا حکم دے دیا اور وہ سکار کیے گئے۔ ۶

**فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ يَا يَدِيهِمْ قُلْمَدْ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْرُوْبِهِ شَنَاقَ قَلْبِيَّاً طَّ**

"بر بادی ہے ان اہل کتاب کے لئے جو اپنی طرف سے عبارت لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض ہوڑی سی قیمت حاصل کر لیں۔"

۱) تفسیر ابن کثیر، ج ۱.

۲) بخاری، ص ۳۰۵، مسلم، کتاب الحدود.

۳) البقرة: ۷۹.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اہل کتاب تورات، جو عبرانی زبان میں تھی، پھر اس کا مطلب عربی زبان میں مسلمانوں کو بیان کرتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب یہ بلکہ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس چیز پر جو اس نے اعتماد کیا ہے۔ ۱

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تم اہل کتاب سے کیا پوچھتے ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر قرآن اہرائے اس میں سب کچھ موجود ہے۔ ۲

### یہود کا عقیدہ اور اس کی تردید

یہودی کہتے ہیں کہ حضرت عزیز علیہ السلام کے بیٹے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عَزِيزٌ بْنُ اللَّهِ﴾ ۳

جس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہودی کہتے ہیں، کہ عزیز علیہ السلام کے بیٹے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

﴿ذَلِكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا فَوَاهِمُمْ حُيْضَاهُؤْنَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلِهِمْ فَتَلَاهُمُ اللَّهُ أَفَلَيُؤْفِكُوْنَ﴾ ۴

"یہ ان کی طرف سے گھڑی ہوئی جھوٹی باتیں ہیں جیسے کہ پہلے کافروں کے برابر کہتے تھے،

اللہ ان کو بلا کر دے کہاں بھلکے جا رہے ہیں۔"

### عیسائیوں کا عقیدہ تثیث اور اس کی تردید

عیسائی مذہب میں خدا اقانیم سے مرکب ہے، باپ بیٹا اور روح القدس۔ اس عقیدہ کو تثیث کہا جاتا ہے، اس عقیدہ کی توجیہ و توضیح میں عیسائی علماء کا شدید اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں: باپ، بیٹا اور روح القدس کے جموعے کا نام خدا ہے۔ اکثر عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے بعض کہتے ہیں کہ باپ، بیٹا اور کنواری مرکب وہ تین اقوام ہیں جن کا جموعہ خدا ہے۔ پھر ان اقانیم میں

۱) تفسیر ابن کثیر ج ۱.

۲) بخاری، ج ۶، ص ۲۵.

۳) التوبۃ: ۳۰.

۴) مسلم، کتاب الحدود.

۵) البقرة: ۷۹.

سے ہر ایک کی انفرادی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں بھی عیسائی راہنماؤں کا شدید اختلاف ہے:

- (۱) بعض کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بذاتِ خود بھی ویسا ہی خدا ہے جیسا کہ مجموعہ
- (۲) دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک الگ الگ خدا تو ہے مگر مجموعہ خدا سے کمتر ہے۔

(۳) عیسائیوں کا تیراً گروہ یہ کہتا ہے کہ خدا تو صرف ان تین کے مجموعے کا نام ہے۔ عیسائیوں کے اس جموجمے عقیدے کا رد قرآن کریم کی کئی آیات میں کیا گیا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور مریم علیہ السلام کو ان کی ماں اور پاک دامن ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ۝ وَمَا مِن إِلَهٖ إِلَّا إِلَهٗ وَاحْدَىٰ طَوْلَانَ لَمْ يَنْتَهُوا عَنْهَا يَقُولُونَ لِيَمْسَئَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ①

”وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہو گئے جنہوں نے کہا: اللہ تین میں سے تیرا ہے، دراصل اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر یہ لوگ اپے قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو کفر پر ہیں گے انہیں المناک عذاب پہنچ کر رہے گا۔“

دوسرا آیت میں فرمایا:

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ جَّدَدَ خَلَقَ مِنْ قَبْلِهِ الرَّسُولُ طَوْلَانَ صِدِّيقَةٌ طَّالِبًا يَا مُلِكَنَ الطَّعَامَ بِإِنْظَرْ كَيْفَ نُبَيْنُ لَهُمُ الْأَيْتُ ثُمَّ اَنْظُرْ أَنْثِي يُؤْفَكُونَ②

”سچ ابن مریم سوائیں بھر ہونے کے اور پچھنہیں اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں دونوں ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ دیکھتے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے دلیں رکھتے ہیں پھر غور کیجئے کہ کس

طرح وہ پھر جاتے ہیں۔“

اس طرح یہود و فصلی نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور حبیب شہراللیٰ۔ اللہ نے فرمایا: بھلا اگر تم ایسے ہو تو اللہ تم کو تمہارے گناہوں پر دنیا میں قتل اور مسخ سے اور آخرت میں آگ سے کیوں عذاب کرتا، تم خود اقراری ہو کہ ہم کو چند روز آگ چھوئے گی۔ بیٹا تو جس باب سے ہوتا ہے جوبات باب پر ہونی محال ہو وہ بیٹے سے کس طرح ہو سکتی ہے حالانکہ تم سے گناہ ہوئے اور ہوتے ہیں اور اسی طرح دوست اپنے دوست کو دکھنیں دیتا حالانکہ تم کو عذاب کیا جاتا ہے پھر تم بیٹے اور خدا کے حبیب کیسے ہو سکتے ہو؟ معلوم ہوا تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو۔ ۱۰ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نعمان بن آصا، بحر بن عمر اور شاش بن عدی جو یہود کے بڑے عالم تھے نبی ﷺ کے پاس آئے، بات چیت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی عذابِ اللہ سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا: تم ہم کو کیا ذرا تھے ہو ہم تو خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ ۲

انہیاً سبقینَ کے فوراً بعد متصل ہی حضرت عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلے نازل شدہ کتاب تورات کی تصدیق کرنے والے تھے اس کی مکتدیب کرنے والے نہیں، جو اس کی دلیل تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے رسول ہیں اور اسی اللہ کے فرستادہ ہیں جس نے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی تو اس کے باوجود بھی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مکتدیب کی بلکہ ان کی تکفیر اور تنقیص و دہانت کی۔

جس طرح تورات اپنے وقت میں لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ تھی، اسی طرح انجیل کے نزول کے بعد ادب یہی حیثیت انجیل کو حاصل ہو گئی اور پھر قرآن کریم کے نزول کے بعد تورات و انجیل اور دیگر صحائف آسمانی پر عمل مشو خ ہو گیا اور ہدایت و نجات کا واحد ذریعہ قرآن کریم رہ گیا اور اسی پر اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کا سلسلہ ختم فرمادیا۔ یہ گویا اس بات کا اعلان ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی فلاخ و کامیابی اسی قرآن سے وابستہ ہے۔ جو اس سے جڑ گیا،

② ابن ابی حاتم۔ ابن جریر۔ ابن کثیر۔

فتح البیان۔

سرخور ہے گا۔ جو کٹ گیا تاکہ و نامردی اس کا مقدر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ”حدت ادیان“ کا نظریہ یکسر غلط ہے۔ حق ہر دور میں ایک ہی رہا ہے، متعدد ہیں۔ حق کے سواد و سری چیزیں باطل ہیں۔ تورات اپنے دور میں حق تھی، اس کے بعد انجلیل اپنے دور میں حق تھی، انجلیل کے نزول کے بعد تورات پر عمل کرنا جائز نہیں تھا اور جب قرآن نازل ہو گیا تو انجلیل منسوخ ہو گئی، اور اب صرف قرآن ہی واحد نظام عمل اور نجات کے لئے قابل عمل رہ گیا ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر اور نبوت محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلیم کے بغیر نجات ممکن نہیں۔

### اہل کتاب سے تعلقات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا اُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَكَّمُوا إِلَى الظَّاهِرَاتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ طَوْبِيْدُ الشَّيْطَنُ إِنَّ يُغْلِبُهُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا﴾ ۱

”کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتنا را گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے طاغوت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں اور کیونکہ شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکار کر دو رذائل دے۔“

کافر مسلمانوں کے بارے میں جو عزائم رکھتے ہیں وہ تو سب کچھ اظہر من اشتمس ہے۔ بہت سارے ایسے معاملات ہیں جنہیں مسلمانوں کے خلاف انہوں نے کرنا ہوتے ہیں وہ اپنے سینوں میں مخفی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے ارادوں اور عزم کو کھوں کھوں کر بیان کر دیا ہے۔ اسی اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو کلیدی عہدوں پر تعینات کرنا جائز نہیں۔

### سچے نجیب

اللہ تعالیٰ نے یہاں اہل ایمان کو اس بات سے بچتی کے ساتھ منع فرمایا ہے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست بنائیں، کیونکہ کافر اللہ کے بھی دشمن ہیں اور اہل ایمان کے بھی دشمن ہیں۔ تو پھر ان کو دوست بنانے کا جواز کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم میں کئی جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے تاکہ اہل ایمان کافروں کی موالات (دوستی) اور ان سے خصوصی تعلق قائم کرنے سے گریز کریں۔ البتہ حسب ضرورت و مصلحت ان سے صلح و معابدہ بھی ہو سکتا ہے اور تجارتی لین دین بھی، اسی طرح جو کافر مسلمانوں کے دشمن ہوں، ان سے حسن سلوک اور مدارات کا معاملہ بھی جائز ہے۔

## سورۃ الفرقان

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُوَنَا وَإِذَا حَاطَبُهُمُ الْجَهَنَّمُ قَالُوا سَلَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَبْيَسُونَ لَرَبِّهِمْ سُجَّدًا ۝ وَقِيَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَصْرَفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۝ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَاماً ۝ وَالَّذِينَ لَذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذِلِّكَ قَوَاماً ۝ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أَخْرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الرَّبِّيَّ حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزِدُونَ حَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَأْتِي أَثَاماً ۝ يُضَعَّفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَاجِنًا ۝ إِلَّا مَنْ كَانَ اللَّهُ عَفُورًا تَحِيمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّاتِهِمْ حَسَنَتِ طَ وَمَتَابَاتِ ۝ وَالَّذِينَ لَا يَشْهُدُونَ الرُّؤْبَرَ لَ وَإِذَا مَرُوا بِالنَّغْوِ مَرُوا كَرَاماً ۝ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِالْيَتِيمِ لَرَبِّهِمْ لَمْ يَخْرُجُوا عَلَيْهَا صُبَّاً وَعُمَيْمَانًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَنْوَاحِنَا وَذُرِّيَّتِنَا فُرْزَةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَقْبِلِينَ إِمَاماً ۝ أُولَئِكَ يُجْزَوُنَ الْغُرْفَةَ بِهَا صَبَرُوا وَيَلْقَوْنَ فِيهَا تَحْيَةً وَسَلَامًا ۝ خَلِدِينَ فِيهَا طَ حَسَنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَاماً ۝ قُلْ مَا يَعْبُدُ بِكُمْ رَبِّ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ حَ قَدْ لَدَبِّلْمَ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ لِرَاماً ۝﴾

(۲۳) اور حُن کے بندے توہہ ہیں جو میں پر آ ہٹکی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں۔

(۲۴) اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے بھجے کر کے اور (اور عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔

(۲۵) اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار! جہنم کے عذاب کو ہم سے دور کیجو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے۔

(۲۶) اور دوزخ نہ ٹھہر نے اور زہنے کی بہت بُری جگہ ہے۔

(۲۷) اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ کنجوی کرتے ہیں، بلکہ اعتدال کے ساتھ (نه ضرورت سے زیادہ نہ کم)۔

(۲۸) اور وہ اللہ کے ساتھ کسی اور معبد کو نہیں پکارتے اور جس جانب ارکو مارڈنا اللہ نے حرام کیا اس توں نہیں کرتے مگر جائز طریق (یعنی شریعت کے حکم) سے اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہو گا۔

(۲۹) قیامت کے دن اس کو دو گناہ عذاب ہو گا اور ذلت و خواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔

(۳۰) (۲۷) مگر جس نے تو پر کی اور ایمان لا یا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نہیں کیوں سے بدلتے گا اور اللہ تو بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

(۳۱) اور جو تو بہ کرتا اور عمل نیک کرتا ہے تو بیشک وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(۳۲) اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب ان کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں۔

(۳۳) اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر انداز ہے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور و فکر سے سنتے ہیں)۔

(۳۴) اور وہ جو اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی مٹھنڈک عطا فرمادیجیے اور ہمیں پرہیز گاروں کا مامن بنائیے۔

(۳۵) ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بد لے اونچے اونچے محل ویسے جائیں گے اور وہاں فرشتے ان سے دعا وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔

(۳۶) اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ ٹھہر نے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے۔

(۳۷) کہہ دیجیے کہ اگر تم (اللہ کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پروانہیں کرتا تم

نے تکذیب کی ہے سواں کی سزا (تمہارے لئے) لازم ہوگی۔

### عبد الرحمن کی خصوصیات

رحمٰن کے بندوں سے مرادہ مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں، ان آیات میں رب تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی چیزہ چیزہ خصوصیات کو بیان کیا ہے۔

آیت ۱۲۳: میرے نیک بندے زمین پر عاجزی و اعساری کے ساتھ چلے ہیں۔ تکبر کی چال نہیں چلتے۔ قرآن و حدیث میں تکبر کی نہیں مدت مہت مرتبہ آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَتَبَشَّرْ فِي الْأَرْضِ مَرْحَاجٌ إِنَّكَ لَكُنْ تَخْرُقُ الْأَرْضَ وَ لَكُنْ تَبْلُغُ الْجِبَالَ طُولًا﴾ ①

”اور زمین پر اکڑ کر مت چل کر تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔“

حضرت لقمان حکیم نے بھی اپنے بیٹے کو اخلاقیات کے بارے میں کئی نصیحتیں کیں، ان میں ایک چال سے متعلق بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا لَنْصَعِدْ خَدَّكَ لِلْمَنَاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرْحَاجٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوِّفْ وَ اقْصُدْ فِي مَشْيِكَ وَ اعْضُضْ مِنْ صَوْكَ طَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتَ لَصُوتُ الْحَمِيرِ﴾ ②

”اور (از راه غرور) لوگوں سے اپنے گال نہ پھلانا اور زمین پر اکڑ کرنے چلانا کہ اللہ کسی آواز پہنچی رکھنا کچھ مشک نہیں کہ سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔“

حضرت مسیح موعید کا ارشاد ہے:

”گذشتہ امتوں میں سے بعض اتر اکر (تکبر) کے ساتھ چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے

①/بنی اسراء یہل: ۳۷۔

②/لقمان: ۱۸، ۱۹۔

زمین میں وضادیا۔<sup>①</sup>

حادیث مبارکہ سے آپ ﷺ کی چال کا نمونہ ہمیں ملتا ہے کہ ”آپ ﷺ کی چال میں وقار ہوتا اور آپ ﷺ اس طرح قدم رکھتے ہوئے چلتے تھے کہ گویا آپ ﷺ نیب کی طرف اُتر رہے ہیں۔“

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہو گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جس دل میں ایک ذرت کے برابر تکبر ہے وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا۔ آپ ﷺ ارشاد ہے کہ انسان اپنے غرور اور خود پسندی میں بڑھتے بڑھتے اللہ تعالیٰ کے ہاں جباروں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر سرکشیوں کے عذاب میں پھنس جاتا ہے۔ اسی لئے

کہتے ہیں ”غرور کا سرنیچا ہوتا ہے، اللہ ایسے انسان کو ضرور سزا دیتا ہے۔“

جالی سے کنارہ کشی سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص جو جہالت پر اُتر آئے تو وہ ان کو نرم جواب سے ٹال دیتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”اللہ در گزر کرنے والے کی عزت بڑھادیتا ہے۔“<sup>②</sup>

حاصل یہ کہ کج بحث قسم کے لوگوں سے اجتناب کرنا رحمٰن کے بندوں کا شیوه ہے۔ بنیوہ دھنکنکرنے والوں سے بخشنے کی بجائے ان سے اعراض کرتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَ قَاتَلُوا لَنَا أَعْمَالَنَا وَ لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْهِمْ لَا تَبْتَغِي الْجَهَلِينَ﴾<sup>③</sup>

”اور کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ سلام۔“

”ہے تم کو ہم تو جاہلوں کے منہبین لگتے۔“

آیت ۶۲: آنحضرت ﷺ کی تعلیمات سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے کہ مسلمان اپنے تمام امور عشاء کی نماز تک مکمل طور پر سراج جام دے لیں اور عشاء کی نماز ادا کر کے سو جائیں اور پھر صبح صادق سے

① مشکوٰۃ - فضیل اول۔

② بخاری و مسلم۔

③ القصص: ۵۵۔

قبل نماز تجد کے لئے بیدار ہوں۔ (اگرچہ نماذل ہے مگر اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے) آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”فرض نماز کے بعد رات کی نماز افضل ہے“، (مشکوٰۃ) اس حدیث سے رات کی نماز کی فضیلت اچھی طرح سمجھا جاتی ہے۔ دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿تَتَجَافِي جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَاعًا وَ مِنَا رَزْقَهُمْ يَنْفَعُونَ﴾ ①

”ان کے پہلو (اپنی خواباں ہوں میں) بچھونوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو کچھ (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں خرج کرتے ہیں۔“

یہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں اور پھر صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں تو ساری رات کی عبادت لکھ دی جاتی ہے۔ اس طرح حسن کے بندے راتوں کو بھی اللہ کی عبادت سے غافل نہیں رہتے کیونکہ اس نفل عبادت میں ریا کاری کا شائستہ نہیں رہتا۔ آیات ۶۴-۶۵: مسلمان کو اس بات کا پختہ یقین ہوتا چاہیے کہ ایک دن ضرور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتا ہے اور وہ دن نہایت ہی قریب ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبَعَّثُوا قُلْ بَلْ وَرَبِّيَ لَتَبْعَثُنِي ثُقَلَتِنِي بُنَىٰ عَلَيْلَتِمْ وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ ②

”کافروں کا یہ خیال ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ آپ فرمادیجھے کہ کیوں نہیں، اللہ کی قسم تمہیں ضرور بالضرور اٹھایا جائے گا، پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی تمہیں خبر دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر نہایت ہی آسان ہے۔“ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْقَوْا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ مُتَّهِّمُوْنَ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَمُنْهَمْ﴾ ①

۱/ السجدة: ۱۶۰ ۲/ التغابن: ۷.

﴿لَا يُظْلَمُونَ﴾ ①

”اور اس دن سے ڈر جس میں تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

مسلمان کو ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیے کہ ”اے میرے رب! میری خطاؤں کو روز قیامت معاف کر دینا۔“ ②

قیامت کے دن پر ہیز گاروں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جن کے نیک اعمال کم ہوں گے ان کو شفاعة کی وجہ سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا رہے گا تو اللہ اسے دوزخ کی آگ سے بچا دے گا۔“ ③

آیت ۲۷: عباد الرحمن کے بندوں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ خرج کرتے وقت اور خرچ کے لئے ہاتھ کو روکتے وقت شریعت کی حدود و قبود کا خیال رکھتے ہیں۔ مثلاً ادا یگی قرض کا خیال رکھتے ہیں اور مجنحائش کے مطابق صدقہ و خیرات میں خرچ کرتے ہیں۔ نیز اسراف (ضرورت سے زیادہ خرچ) اور تبذیر (ناجائز کاموں پر خرچ) نہیں کرتے۔ عبد اللہ بن عباس رض سے مردی ہے، فرماتے ہیں کہ نیک کام میں خرچ کرنے والوں کا مال بڑھادیا جاتا ہے اور خرچ نہ کرنے والوں کا مال گھٹا دیا جاتا ہے۔ ④

چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

”صدقہ وہی بہتر ہے جس کے بعد آدمی خود کسی (کام) نہ ہو جائے۔“ ⑤

ارشاد پاری تعالیٰ ہے:

① مسلم: ۲۱۲

② البقرة: ۲۸۱

③ مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۳۳:

۱۹۲

۳ مشکوٰۃ ص ۱۹۲

۴ بخاری، کتاب النفقات

وَاتْ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْيُسْكِينَ وَابْنَ السَّلَيْلِ وَلَا تُبَدِّدْ رَبِّيْرَا① إِنَّ  
الْمُبَدِّرِيْنَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَنِ طَ وَ كَانَ الشَّيْطَنُ لَوْتَهُ كُفُورًا② وَ إِنَّا  
تُعْرِضُنَ عَنْهُمْ أَبْتِغَاهُ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا③ وَ  
لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عَنْقَكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَقَعْدَ مَلُومًا  
مَحْسُورًا④ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِنَّ يَشَاءُ وَ يَقْدِرُ طَإِنَّهُ كَانَ بِعِيَادَةٍ  
خَيْرًا بِصِيرَاتٍ⑤

”اور رشتہ داروں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے  
مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے  
پروردگار (کی نعمتوں) کا ناشکراہے، اور اگر تم اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں  
جس کی تھیں امید ہو، ان (ستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے زندگی سے  
بات کہہ دیا کرو اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہو اکرو اور نہ بالکل کھول یہ“  
کہ ملامت زدہ اور درمانہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ یعنک تہبا رارب جس کی روزی چاہتا ہے  
فرانخ کر دیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) یعنک کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں  
سے خبردار ہے اور دیکھ رہا ہے۔“

آیات ۶۸-۷۱: بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول سب سے ہے؟  
گناہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! کہ جس اللہ نے بندے کو پیدا کیا اس کی عبادت میں  
کسی اور کوششیک شہر ابا بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا  
نفتر (عنک دتی) کے خوف سے انسان کا اپنی اولاد کو قتل کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اہم اسے کی عورت سے زنا کرنا۔

حافظ ابن حجرؓ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے قتل اور زنا کا گناہ ثابت ہوتا ہے نیز اسلام میں  
ولاد کے ساتھ شفقت کرنے اور پڑوی کی عزت و حرمت کا پاس و لحاظ رکھنے کا حکم ہے تو اس طرح  
ولاد کا قتل اور سن سے زنا کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ①

آیت کے نزول پر قریش کے لوگوں نے کہا ہم تو شرک، زنا اور قتل وغیرہ سب کچھ کرچے  
ہیں تو پھر ہمارے لئے اسلام میں داخل ہونا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے توبہ کے  
ذر کا گمراہا زل کیا۔ ② یعنی ان کے جاہلیت کے گناہوں کا مامواخذه نہ ہوگا۔

جب ہر سلف کا عقیدہ ہی ہے کہ باشہر مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور  
اس کی توبہ قبول کرنا یا قاتل کو بغیر مواغذے کے معاف کر دینا اللہ کی مریضی پر منحصر ہے۔ ③

”إِلَّا بِالْحَقِّ“ شریعت میں ایک تو قاتل کا قتل کرنا بطور قصاص، اسلام سے پھر جانے والا  
(مرتد) کو قتل کرنا اور شادی شدہ زنا کا رکور جم کرنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی صفات کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بندے ان  
کبیرہ گناہوں سے بچے رہتے ہیں اور جو شخص ان شدید جرم ام کا مرکب رہا اور اسی حال میں مر گیا تو  
ایسا شخص شرک کے سبب بہیش دوزخ میں رہے گا کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مشرک کی بخشش نہیں  
ہے۔ تو پہ کا دروازہ تو صرف زندگی میں ہی کھلا ہے، اگرچہ تو بکے بعد صاحب اعمال کرتا رہے گا تو  
اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی برا بیوں کو نیکوں میں بدل دے گا اور آئندہ گناہوں کی جگہ نیک اعمال  
کرنے کی توفیق دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ یہی مطلب ہے اس ارشاد کا: ۴۰ وَمَنْ

تَابَ وَعَمَلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَنْعُوذُ إِلَى اللَّهِ مَتَّعِنًا ۴۱  
آیات ۷۲-۷۳: ۷۲۔ کام اور بڑی بات کو اچھی صورت میں ظاہر کرنا ”زور“ کہلاتا ہے جب  
کہ جھوٹی بات جھوٹ ہی کی صورت میں بیان کی جائے تو ”لغو“ میں شمار ہوتی ہے اور اس میں

۱ فتح الباری ص ۲۸۵۔

۲ بخاری، باب قوله، يضاعف له العذاب.

۳ فتح الباری، ص ۴۲۔

۱ بنی اسراء میں: ۱۷/۲۶۔ ۲ مسلم: ۶۸۶۱۔ ۳ بخاری: ۱۴۲۔

سب گناہ (یعنی شرک، جھوٹی تعظیم بنت وغیرہ) داخل ہیں۔ پھر یہ کہ شیطان بری چیز کو اجنبی صورت میں ظاہر کرتا ہے تو اس طرح رحمن کے بندے اس طرح کی جھوٹی شیطانی کا روا یوں کا حصہ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا الْغُوَّا عَرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ﴾ ۱

”اور جب وہ نقوبات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی صفات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ الْلَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ ۲

”اور وہی جو لوگوں کا ماموں سے منہ موڑنے والے ہیں۔“

پھر یہ بھی صفت بیان فرمائی کہ میرے خاص بندے مکر شریعت لوگوں کی طرح دین کی باتوں کو گوئے اور بہرے بن کر نہیں سنتے اور قدرت کی نشانیوں کو اندھے بن کر نہیں دیکھتے۔ اس نفیحت سے ان کے دل پوری طرح اثر قبول کرتے ہیں اور قرآن کی آیات پر غور و فکر کرتے ہیں۔ نیز بے دین لوگوں کی مخالف سے اگر ان کا گزر رہ تو وہ اپنی بزرگی کا بھرم قائم رکھتے ہوئے عزت دارانہ وجہت کے ساتھ پہلو بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں اور ایسی مخالف کا حصہ نہیں بنتے۔

جب انسان لوگوں کو برائی سے روکنے کی سکتہ ہو تو کم از کم اس برائی سے خود تو کنارہ کشی کرے اور دل میں اس برے کام کے خلاف نفرت قائم رکھے۔

آیات ۷۴-۷۵: یوں، بچوں کے حق میں دعا: اے اللہ، ہم کو ہماری یوں یوں اور بچوں کی طرف سے آنکھوں کی مشتمل عطا فرماؤ، ہم اپنی آنکھوں سے انہیں پر ہیز گاروں کی یہ لیں اور ہم کو ان پر ہیز گاروں کا امام بناء، تاکہ ہمارے یوں بچے ہم سے پر ہیز گاری کی باتیں سیکھیں۔

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اسی لیے انبیاء و رسول ﷺ اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد مانگتے

خیل، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:  
 ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّابِرِينَ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلْمَانَ حَلِيمَ﴾ ۱  
 ”اے میرے رب! مجھے (لڑکا) عطا کر جو نیکوں سے ہو۔ تو ہم نے اسے ایک بہت بردبار لڑکے کی بشارت دی۔“

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:  
 ﴿هَنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الدُّنْكَ ذُرِيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَيَبْيَغُ الدُّنْعَاءَ فَنَادَهُ الْمَلِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْيَمْرَابِ لَأَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةِ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّابِرِينَ قَالَ رَبِّ آنِي يَكُونُ لِي غَلْمَانٌ وَقَدْ يَلْعَنَ الْكَبِيرُ وَأَمْرَاءُ عَاقِدٍ﴾ ۲

”وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، کہا اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرماء، بے شک تو ہی دعا کو بہت سنتے والا ہے۔ تو فرشتوں نے اسے آواز دی، جب کہ وہ عبادت خانے میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ بے شک اللہ تجھے بھی کی بشارت دیتا ہے، جو اللہ کے ایک کلمے (عیسیٰ علیہ السلام) کی تقدیق کرنے والا اور سردار اور اپنے آپ پر بہت ضبط رکھنے والا اور نبی ہو گا نیک لوگوں میں سے۔ کہا اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا، جب کہ مجھے تو بڑھا پا آپنچا ہے اور میری بیوی بانجھھے ہے؟ فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔“

آیات ۷۶-۷۷: رحمن کے بندوں کا اعلیٰ مقام: دین کی پابندی کے سبب انہوں نے دنیا کی تکلیفیں برداشت کیں لہذا ان کو اس کے بدله میں جنت میں ”محبر و گودا“ اونچے محل دیئے جائیں گے۔ حضرت عبادۃ بن صامتؓ کی روایت میں ہے کہ جنت کے سورجے ہیں اور یونچے

کے درجے سے اور پر کے درجے تک کا راست پانچ سو برس کا ہے۔ ①

جب جنتی لوگ جنت کے دروازوں پر پنچیں گے تو فرشتے ان کا استقبال کریں گے "سلام علیکم" کہیں گے اور ہمیشہ جنت میں رہنے کی بشارت دیں گے اور یہ بھی کہیں گے کہ جس جنت کے ملنے کا وعدہ تم سے اللہ تعالیٰ نے کیا تھا آج اُس جنت میں داخل ہو جاؤ اور اب تم ہمیشہ صحت و سلامتی کے ساتھ اس میں عیش و آرام سے رہو گے۔

آخر میں فرمایا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں، کلام اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو جھلاتے ہیں اس لئے دوزخ کے عذاب سے نفع نہیں گے، اس لئے اللہ تعالیٰ کو ان کے ہمیشہ دوزخ میں چلنے کی کوئی پروا نہیں ہے "لزاماً" کے معنی "لازمی اور دائیگی عذاب" جس کا نام بدر کی لڑائی میں مارے جانے والے مشرکین کے بڑے بڑے سرکش سردار ہیں۔

### سیدنے چھپ

## اسلام اور جدید سائنس حصہ سوم

## قرآن حکیم اور سائنس

رب کائنات نے قرآن حکیم کو نور ہدایت سرچشمہ عالم لاریب و مخوننا اور جامع و کامل کا مام ہا مرتبہ عطا کر کے رحمانی ضروریات کا ضابطہ قرار دیا ہے۔ کائنات کا سب سے بڑا ہدروہ ثقہ انسان محمد ﷺ جب غارہ را کی خلوتوں میں انسانیت کے اصل مقام و مرتبہ کی آشنائی کے لئے نور و فکر کی بندیاں پر تھا کہ ایک دن یا کیک خالق کائنات کی طرف سے یہ آواز گئی  
﴿إِنَّ رَبَّكَ يَسِيمُ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَهُ﴾ ۰

"اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا۔"

قرآن کا یہ پیغام کفر و جہالت کے اندر ہر دوں میں ڈوب ہوئی بدحال انسانیت کی ہدایت، رہنمائی کے لئے ایک نئے حیات بخش نظام کے نزول کا آغاز تھا۔ بڑا دوں سالوں پر محیط انسانیت کی تاریخ پر نظر گازروالیں تو قبل از اسلام کا ماضی تاریکیوں سے پہ دکھائی دیتا ہے۔ علم و حکمت کی ترقیوں کے فوٹے نہ لٹے کے برابر ہیں۔ گویا شریعت اسلامی کی علمی ترقی سابتہ بڑا دوں سالوں پر محیط ہے کیونکہ اسلام دور جدید کی ہر گمراہی کو دور کرتا ہے۔ اسلام زندگی کے بہر شعبہ اور عمل کے ہر گوشہ کے لئے اصلاحی تدابیر رکھتا ہے۔

قرآن حکیم میں ایمان والوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ تم آئاؤں اور زمین کی تجسس، کو اسکے اجرام علویہ کے نظام، ہواویں کے چلنے، دن اور رات کے اختلاف، سمندر کے عجائب، جہادات و بنیات و حیوانات کی تجسس، عسکر کا سخر ہونا، انسان کی تجسس، علم و عمل اور ادراک کے اعتبار سے ان کے امتیازات اور دوسری مخلوقات پر انسان کے تفریق پر غور و فکر کرنے کی

دعوت دی گئی ہے۔  
سائنس لاطینی زبان کے لفظ "scientie" سے مأخوذه ہے جس کے معنی "علم" ہیں۔ غور و فکر اور تحقیقی و مطالعہ سے حقیقت کا منشف ہو جانا "سائنس" ہے اس لئے اس "علم" کا حاصل کرنا، پڑھنا، سمجھنا اور اس کے لئے جستجو کرنا مسلمان کی فطری ضرورت ہے۔  
غور و فکر کے حوالے سے قرآن حکیم میں متعدد بار اس قسم کی ترمیمات استعمال ہوئی ہیں۔  
غور و فکر کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے لیکن محض غور و فکر منزل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ قانون جدوجہد کا قانون ہے صرف مشاہوں کا قانون نہیں ہے۔ یہ انسانوں کے لیے دائی ترقی کا راستہ واضح کرتا ہے، علم سے عمل اور عمل سے اطمینان قلب تک۔  
 ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لَّغُورٌ يَتَفَكَّرُونَ﴾ ۰ ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ مَا﴾ ۰  
 ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ۰ قرآنی الفاظ اس بات کا اشارہ دیتے ہیں کہ "علم" اور "سائنس" معنوی لحاظ سے ایک ہی شے ہیں مگر دور جدید میں "سائنس" مظاہر فطرت، تدریتی واقعات کے مطالعہ و مشاہدہ کے لئے منصوص ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمان ایسے علم کو چھوڑ دیں جس سے زندگی کے شعبے وابستہ ہیں کیونکہ اس علم کی بنیاد عیقق مطالعہ اور تجربہ و مشاہدہ کائنات ہے۔ اس لئے ایسے علم سے معرفت الہی کا فیضان حاصل ہوتا ہے۔  
 عقل سلیم کا ایک انسان ضرور اس حقیقت کا اعتراف کرے گا کہ کائنات میں عالم کا پھیلا دا اسلام ہی کا مرہبون منت ہے۔ لفظ research یعنی "تحقیق" ایک ایسا علم ہے جو حقیقی کو نوکونا کرتا ہے۔ اس لئے انبیاء و رسول "وہی" کے ذریعہ حقیقت مکشف فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل کو محمد و دو محقق ہا کر اسے دیں الہی کے ہاتھ کر دیا ہا کہ رسول کی تعلیم و تربیت کے تحت تحقیقات کی جائیں۔  
 "انسان اصل میں بالکل بے علم تھا۔ اسے جو کچھ بھی علم حاصل ہو والا اللہ کے دینے سے حاصل

ہوا، اللہ ہی نے جس مرحلہ پر انسان کے لئے علم کے جو دروازے کھولنے چاہے وہ اس پر کھلتے چلے گئے۔ یہی بات ”آیۃ الکرسی“ میں اس طرح فرمائی گئی ہے:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ قُرْنَ عَلَيْهِ إِلَّا يَسْأَلُونَ﴾ ۱

”اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے جو خود چاہے۔“

”حکمت“ بعض اوقات منصب نبوت سے عیحدہ بھی عطا کی گئی۔ مثلاً فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أَتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ﴾ ۲

”اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی۔“

اس سے مراد اعلیٰ بصیرت ’درست قوت فیصلہ‘ بھی ہے۔ کیونکہ یہ زندگی کو خوش کام دینکے انجام دیتی ہے۔

﴿يُؤْتَى الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَنَذِدُ أُوْتَى خَيْرًا كَيْفُرَاطًا﴾ ۳

”وہ جس کو چاہتا ہے دنائی بخشتا ہے اور جس کو دنائی ملی بے شک اسے بڑی نعمت ملی۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

کلمة الحکمة ضالة المؤمن اذا وجدتها اخذها . ۴

”حکمت کی بات مؤمن کا گشیدہ مال ہے جہاں اسے پائے اپنا مال سمجھ کر لے۔“

امام غزالی ”الحکمۃ فی مخلوقات اللہ“ کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

”اللہ تجھے حق شناسی کی توفیق عطا کرے اور دین و دنیا کی فلاح و کامرانی نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے عجائب و مصنوعات میں تدبر و تفکر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سیم عطا کی ہے۔ وہی کے ذریعے اس

۱/۲ البقرہ: ۲۵۵.

۲/۳۱ لقمن: ۱۲.

۳/۲ البقرہ: ۲۶۹.

کی رہنمائی فرمائی اور اصحاب نظر اور ارباب عقول کو اپنی مصنوعات میں غور و فکر کی اپنی اپنی تعداد کے مطابق دعوت دی۔“ ۱

غور و فکر سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالْفُلْكُ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ إِمَّا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَخْيَلَ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ صَوَّرَنِي الرَّبِيعُ وَالسَّحَابَ إِلَيْهِ مُسْحَرٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَأَيْتَ لِقَوْمٍ يَعْقُلُونَ﴾ ۲

”بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے روایا ہیں اور یہ میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو سر نہ کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سر برز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواویں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عالمیوں کے لئے اللہ کی (قدرت کی) نشانیاں ہیں۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ لَأَيْتَ لَا وَلِيَ الْأَلَبَابِ﴾ ۳  
الذِّينُ يَدْكُرُونَ اللَّهَ قَيْمَأً وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۴ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۵ سُبْحَنَكَ فَقَنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ۶

”بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کرنے جانے

۱/ قرآن نمبر جلد: ۲ ص: ۱۴۳۔ ۲/ البقرہ: ۱۶۴۔

۳/ آل عمران: ۱۹۰۔ ۱۹۱۔

عقل کی محتاج ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے تو گویا قرآن مجید ”بصائر“ کا ایسا سچھہ ہے جس سے مومن و نمی ارتقاء حاصل کرتا ہے اور یہی اسلام اور مسلمان کی عظمت کا بین ہوتا ہے:

﴿مَا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفْوِيتٍ ﴾ ۱

(اے مخاطب!) کیا تو رحمٰن کی آفرینش میں کہیں بھی کوئی نقش دیکھتا ہے۔

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرٌ لَّهُ كُوَنْتُ أَنْفُقَ مَعَاذِيرَةً ﴾ ۲

”بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے بہانے پیش کرے۔“

اور فرمایا:

﴿كُوَنْتُ أَنْفُقَ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَبْيَدَ يَكْرُمٌ ﴾ ۳

”اور زمین میں پہاڑ رکھ دیے مبادا تمہیں ایک طرف کو جھکا دے۔“

قرآن کی یہ دعوت فکر و نظر ابدی نوعیت کی حامل ہے۔ خواہ کتنے ہی اسرار و رموز مکشف ہوتے جائیں۔ مگر تمہیں ان پر بار بار توجہ دینا پڑے گی۔ جس سے مومن سائندان کے قلب میں معرفت الہی موجzen ہو گی اور اس طرح یہ علم اخلاقی و روحانی قدروں سے منور ہوتا چلا جائے گا۔

### تجھے طلب پہلو

موجودہ دور میں سائنس اور تکنیکا لو جی نے محیر العقول ترقی کی ہے گر مسلم ممالک کی حالت اس میدان میں کمزور ہے اور یہ ترقی یافتہ اقوام کے دست نگر ہیں۔ دنیا کے اہم اور حساس مقامات پر واقع ہونے کے باوجود بھی دوسروں کے زیر اثر زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لئے مسلم زماء اس سوچ میں ہیں کہ امت مسلمہ کے اندر اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کی جائے تا کہ وہ عالم انسانیت کی قیادت و سیادت اپنے ہاتھ میں لے کر ”خیر امت“ ہونے کا فریضہ ادا کر سکیں۔

تinxir کائنات کے نظریات تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ اسی لئے علمائے متقدمین کے درمیان قرآن و سنت کی نصوص سے کائنات کے علوم کی کھوج لگانا اخلاقی مسئلہ رہا ہے۔ مثلاً امام غزالی

میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے) ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس (ملائق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے۔ تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔“

قرآن مجید میں بہت ساری ایسی آیات موجود ہیں جن میں کائنات اور اس کے مظاہر کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں قرار دے کر ان میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿أَوَ لَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلْكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ﴾ ۴

”کیا یہ لوگ آسمانوں اور زمین کے انتظام میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس میں غور و فکر نہیں کرتے۔“

ایک اور آیت میں فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْعِقْدِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِيْنَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴾ ۵

”اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، کچھ شک نہیں کہ ایمان والوں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔“

علاوه ازیں سورہ الرعد: ۳-۲، سورہ الحمد: ۳، القلم: ۳۲-۳۳، آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱، الجاشیہ: ۳ اور القصص سے روشنی ملتی ہے کہ کائنات کی تنظیم کا فرمادہ ہونے میں غور و فکر کے لئے ”ایمان و علم“ سے ہی مدد حاصل کی جائے، قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَوْسَدِرِنَّهُمْ أَيْتَنَا فِي الْأَقْوَاقِ وَفِي الْأَنْقَبِهِمْ ﴾ ۶

”ہم عنقریب ان کو آفاق و افق میں نشانیاں دکھائیں گے۔“

درج بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ چوائی کی تیک تجھنے کا راستہ تحقیق ہے اور علم، ایمان اور

۱/ الاعراف: ۱۸۵۔ ۲/ العنكبوت: ۴۴۔

۳/ حم السجدہ: ۴۱:۵۲۔

(متوفی ۵۰۵ھ) قرآن و سنت سے کائنات کے علوم سمجھنے کے قائل تھے۔ قرآن اپنی صفات کے اثبات کے لئے سائنس کا محتاج نہیں کیونکہ سائنسی نظریات تغیر پذیر ہوتے رہتے ہیں جب کہ قرآنی حقائق اٹل اور مستقل ہیں۔ درحقیقت قرآنی علوم..... انسانی ذہن کے خود ساختہ نظریات سے مارا ہے۔ اس لئے تفسیر کے معین اصول و ضوابط کے بغیر قرآن کے سائنسی انجاز پر کلام کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ قرآن نے کائنات کی تغیر کا جو فرمان جاری کیا ہے اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ انسان اپنا اردو گرد پھیلی ہوئی کائنات سے مکار جائے۔ کتاب الہی کا منشاء یہ ہے کہ وہ اس کے اسرار سے واقفیت حاصل کر کے نوامیں فطرات سے استفادہ کرے۔

موجودہ دور کے نکست خورده ذہن قرآن کریم کو یا تو سائنس کا تابع بتاتے ہیں یا اس کی تھانیت سائنس سے ثابت کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ اسی ملک فکر کے لوگ قرآنی آیات کو سائنس کی ہر ہی ایجاد پر ”فڈ“ کر دیتے ہیں۔ مظاہر فطرت اور سماوی حقائق کا تذکرہ اس جیشیت و انداز سے کرتے ہیں کہ قرآن سائنسی موضوع کی کتاب بھی ثابت ہو جائے۔ اس طرح تقاضوں کے مطابق قرآنی آیات کی تطبیق کرتے رہے تو پھر خدش ہے کہ اللہ کی کتاب بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گی۔ اسی طرح دشمنان اسلام کو استہزا کایا موقع عل جائے گا۔

قرآن مجید ایک اور حافی کتاب ہے جسے سائنس سے بالاواسطہ کوئی تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ یہ پاک کتاب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کائنات اس کا فعل ہے اس لئے اس کتاب کے پڑھنے سے ہمیں قدرتی مظاہر ہیں ایک باقاعدگی نظر آتی ہے اور بعض کو سائنسدانوں نے بڑی کاوش کے بعد اب دریافت کیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ قرآن کریم بنیادی طور پر پیغام ہدایت ہے۔ تمام سائنسی اشارے جو قرآنی آیات میں ملتے ہیں، اسی بنیادی مقصد کے تابع ہیں اور ان کی جیشیت ثانوی ہے۔ اس لئے محرشده اشیاء میں تمہارے لئے فوائد مہیا کے گے۔ ”جدید مفسرین“ کو جو ”حسن

اتفاق“ میسر ہوا ہے اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ سائنس کی ہر ہی ترقی پر قرآنی آیات کو پیش کرتے ہیں۔ قرآن سے ہر مسلمان کو کچی عقیدت ہے کیونکہ یہ ایمان کا جزو ولا یقین ہے مگر ”عقیدت“ کو بنیاد پہا کر اور جدید مفسر بنے کی تڑپ بیہاں تک تو نہ پہنچائے کہ قرآن کے اجمالی اشارات کو اس طرح واضح کیا جائے ”قرآن نے سائنس کے ابواب مدقون کر دیے ہیں“ اور پھر ان ”مدقوں ابواب“ کے حق میں آیات سے خاص خالص الفاظ نکالے جاتے ہیں۔ یہی وہ ”طرز فکر“ ہے کہ جس کے تحت چاند تک انسان کی رسائی کا واقعہ ہو جانے کے بعد مضجعہ خیز طریقے سے نکتے نکالے گئے کہ ”چاند پر انسان پہنچ گا۔“ ”وہ تین انسان ہوں گے“ تینوں ہی کافر ہوں گے، وغیرہ اس طرح لفظ ”طرز“ کا ایتم بم ”بنادیا اور لفظ“ سلطان ”کوراکٹ“ ثابت کر دیا۔ اسی تفسیری تگ و دو احساس کتری کے سوا کچھ نہیں۔ فی الحقيقة مسلمان کا عقیدہ یہ ہو نہ چاہیے کہ رشتہ اسباب اللہ تعالیٰ کی بالاتر قوت کے ہاتھ میں ہے۔ اس عقیدے پر عمل کے بعد ہم افراط و تفریط کا شکار نہ ہوں گے۔

قرآن کریم میں نہ توریاضی کا کوئی کلیہ درج ہے اور نہ ہی سائنس کا اصطلاحی فارمولہ، اس نقطہ نظر سے قرآن نہ ریاضی کی کتاب ہے اور نہ سائنس کی بائیں ہمہ قرآن علم و حکمت کا سرچشمہ ہے کیونکہ اسی بزرگ و برتر کتاب میں تو نہیں فطرت کو سمجھنے اور ان پر غور و تدبر کرنے کی ہدایت بار بار فرمائی گئی ہے۔ اس لئے قرآن بھاطور پر قرآن حکیم کہلاتا ہے۔<sup>۰</sup>

مسلمان ایک عظیم قوم ہیں کہ ان کی اساس عظیم ہے۔ علم و حکمت کی عالی شان عمارت ”قرآن و سنت“ ان کے پاس ہے مفہوم و قوت بننے کے لئے انہیں بنیادوں پر اپنی قیادت و سیادت کو استوار کر کے ہی کامیابی حاصل کرنا ہوگی۔ قرآن نے کائنات کے علوم کے بارے میں جدو ججد کو مفید قرار دیا ہے کہ اس کی ترغیب بھی دی ہے۔ امت مسلمہ تغیر کائنات کے مادی و روحانی فوائد سے اسباب و وسائل کا ذخیرہ جمع کرے تا کہ اپنی فتوحات و مہمات کا دائرہ بھی براہم وسیع ہوتا رہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان کو جو ملکا جیتنی دی گئی ہیں۔ وہ ان کا بھرپور استعمال کر کے اپنے گردو پیش پھیلی ہوئی حیات و کائنات کے متعلق علم حاصل کرے۔ آیات قرآنی پر غور و فکر

کرتا کہ اسلام کے بارے میں اہل مغرب نے (اس خاص سائنسی میدان میں) تشكیل پیدا کرنے کی جو روشن اختیار کر رکھی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔ اسلام عقل انسانی سائنس اور مذہب کے مابین مذاہدہ کا قائل نہیں۔ مگر اللہ کے لئے قرآنی آیات کی بے جاتا ویلات کر کے جدید سائنسی نظریات سے مطابقت پیدا کرنے کی پر تکلف روشن ترک کردیا ضروری ہے۔ اب حالات کا شدید تقاضہ ہے کہ ہم مسلم نوجوانوں کو دینی جذبہ کے ساتھ ان علوم کے لئے تیار کریں تاکہ یہ مسلم نوجوان اپنے علم سے اہل ایمان کے وقار کو بلند کریں اور اقوام غیر کے دست نگر ہونے سے محفوظ ہو سکیں۔

## مسلمانوں کی سائنسی تاریخ کا مختصر تعارف

ساتویں صدی کے اوآخر اور آٹھویں صدی کی ابتداء میں یورپ میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ یورپین مؤرخین اس دور کو قرون مظلمہ (The dark ages) سے تبیر کرتے ہیں لیکن اس کے بعد مسلم قوم میں علمی تہذیبی اور شفaciتی بیداری کا دور تھا۔ موجودہ دور میں علمی فضیلت یا برتری کی بات کرنا تھیل حاصل ہے۔ مگر جس زمانے میں اسلام کا آغاز حجاز مقدس کی وادیوں سے ہوا۔ پوری دنیا علم و عرفان کی فضیلت سے بالکل جاہل و غافل تھی۔ قرآن اس دور کا نقشہ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلٍ لَّفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ لَا﴾ ①

”اور اس سے قبل تو لوگ صریح گرامی میں بہلا تھے۔“

موجودہ سائنسی تحقیق کی ابتداء خاندان بنو امیہ سے ہوئی۔ خالد بن یزید بن معاویہ نے کیا اور طب کی یوتانی کتب کے ترجمہ کرائے اور اس طرح مسلمانوں میں طبیعاتی علوم کے مطالعے کا ذوق پیدا ہوا۔ عباسی دور خلافت میں مامون الرشید اور ہارون الرشید کے کارناء سے سرفہرست ہیں۔ ”بیت الحکمة“ اس دور کی جدید ترین سائنسی یونیورسٹی تھی۔ جس میں سائنس کے میدان

میں ”بیت الحکمة“ نے انقلاب عظیم برپا کیا۔ جب یورپ کی گلیوں میں کچھ بھری رہتی تھی اور انہیں پانی کے استعمال یعنی نہانے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا تو یہی مسلمان تھے جنہوں نے انہیں دنیا میں رہنا سکھایا۔ اخبار و رہنمائی پر ایک وہ دور بھی آیا جب ”کلیسا“ کے حکم سے ہر اجڑنے والے سائنسدان کو قید یا قتل یا زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ یوں ان مذہبی ہمکیداروں نے تقریباً سماڑھ تھیں لا کہ انہوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جو علم و عقل کی بات کرتے تھے۔ اس ظلم کے نتیجے میں ایک ایسا انقلاب برپا ہوا کہ ان کے نوجوان یہودیت و عیسائیت کی مذہبی گرفت سے نکل بھاگے اور آج ”مذہب کا نام“ ان کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔

مقابلتاً اسلامی حکومتوں نے علم و حکمت کی سرپرستی کی اور سائنس اکے موجد پیدا کئے، جابر بن حیان کیسا کا موجد ”ابن الہیثم“، طبیعت کا موجد، ابو بکر زکریا رازی طب کا موجد، یونیورسٹیا طب کا اعلیٰ، موسیٰ الخوارزمی حساب کا موجد، میکانیات میں ابو الفیض اسماعیل الرزاق الرازی بدیع الزمان مؤلف ”الکتاب میزان الحکمة“، بصریات میں ابن الہیثم ۱۰۳۸ء اور عمر الخیام الجبراء کا موجد، یہ وہ سائنسدان ہیں جن کا اعتراف مغرب کے محققین کو آج بھی ہے۔ یہ اسلام کی عظمت کا ایک مختصر نمونہ ہے کہ مسلمانوں نے سائنسی علوم کو اہمیت دی۔ اس لئے مسلمان اس دور میں ان علوم میں یوں نان سے بڑھ گئے۔ طب کے شعبہ میں بھی جراحی کے ایسے ایسے اہم کارناء اس وقت انجام دیئے جب کلیسا کے فتوؤں کے مطابق بیماری کے لئے دوائی کا استعمال تک منوع تھا۔ قرآن کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا يَنْهَا مَا لِعَيْنِ ۚ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِيقِ﴾

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ②﴾ ③

”اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان موجود چیزوں کو حکم کھیل تھا شے کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ ہم نے ان سب چیزوں کو (تدبیر) حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن بہت سے لوگ اسے جانتے نہیں ہیں۔“

دنیا کی زندگی و حکومیت ہے نہ ہی اسے بے مقصد پیدا کیا گیا ہے بلکہ اسے حق کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ قرآن کی وہ آیات جن میں فطرت کے بغور مشاہدے کی دعوت دی گئی ہے ”نماز، روزہ، حج وغیرہ سے متعلق مجموعی آیات سے گئی گناہ زیادہ ہیں۔ اس کی روشنی میں مسلمانوں نے فطرت کا قریبی مشاہدہ شروع کیا اور اس سے مشاہدے اور تجربے کی بدولت سائنسی طرز فلسفہ پیدا ہوا جس سے یونانی تاؤفقت تھے۔ مسلم ماہر بنا تات ا بن بیطار نے دنیا بھر سے پودے اکٹھ کر کے اس موضوع پر لکھا۔ میر (Mayer) نے اپنی کتاب *Gesch der Botanika* میں اسے اس موضوع پر تاریخ ساز کتاب قرار دیا ہے۔ الیوروفی چالیس سال تک معدنیات کے نئے اکٹھ کرنے کے لیے سفر کرتا رہا۔ مسلم ماہرین فلکیات کے بعض مشاہدے بارہ بارہ سال بعد تک کے لیے تھے۔ اسطونے طبیعت پر کوئی تجربہ کیے بغیر بہت لکھا اور بے احتیاط سے ایسے بیانات بھی درج کر دیے جو معمولی مشاہدے سے درست کیے جاسکتے تھے مثلاً اس کا یہ بیان کہ انسانوں کے دانت جانوروں سے زیادہ ہوتے ہیں، وغیرہ۔

گیلن (Galen) نے، جسے قدیم علم تشريح الاعضا (anatomy) کی سب سے بڑی سند مانا جاتا ہے، بتایا کہ نچلا جگہ ادویہ یوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا بیان تھا جسے صد یوں تک کسی شہر کے بغیر تعلیم کیا گیا، یہاں تک کہ عبد اللطیف نے انسانی ڈھانچے کا بذات خود مطالعہ کیا۔ اس قسم کی کئی مثالیں بیان کرنے کے بعد رابرٹ بریفائل (Robert Briffault) اپنی کتاب *The Making of Humanity* میں تحریر کرتا ہے:

ہماری سائنس پر عربوں کا صرف یہ قرض نہیں ہے کہ عربوں نے حیران کن دریافتیں کیں یا انقلابی نظریات پیش کیے۔ سائنس پر عرب تمدن کا اس سے زیادہ احسان ہے: یہ ہے کہ وہ اپنے وجود کے لیے اس کی مرہون منت ہے۔

وہ مزید لکھتا ہے: اہل یونان نے منظم شکل دی، عموم پیدا کیا، نظریے بنائے، لیکن حقیقت کے صبر آزم اصول، ثبت حقائق کو تبع کرنا، سائنس کے جزوں طریقے، تفصیل اور طویل مشاہدے، تجربے کے ذریعے تفتیش، یہ تمام کے تمام اہل یونان کے مزاج کے لیے بالکل انجمنی تھے۔ جسے ہم

آج سائنس قرار دیتے ہیں اور اس کا ارتقا یورپ میں تحقیق کے نئے طریقوں..... تجربہ، مشاہدہ اور پیش کا اور ریاضی کے ایسے ارتقا کا نتیجہ تھا جو یونان کے لیے غیر معروف تھا۔ یہ جذبہ اور یہ طریقے یورپ کی دنیا میں عربوں نے معارف کرائے تھے۔<sup>۵</sup>

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

”غالب ایسے بیان ناکمل رہ جائے گا اگر میں اس مقام پر مختصر ذکر نہ کروں کہ علوم جدیدہ کی ترویج و اشتاعت میں مسیحیوں نے بہت دلی اور اسلامیوں نے فراخدی کے کیسے کیسے غمونے دکھائے۔“

- ۱ - ڈی رومنس نے ظاہر کیا کہ ”توس قزح“ بارش میں شعاع آفتاب کے انعکاس کا نام ہے، اسے خدا کی کمان جنگ بتانا انتقام الہی کی علات سمجھنا غلط ہے، صرف اتنی بات پر وہ قید کر کے ”روما“ بھیجا گیا۔ وہ جیل ہی میں مر۔ اس کی لاش اور اس کی کتابوں کو جلا دیا گیا۔

- ۲ - ”برونو“ کو ۱۶۰۰ء میں لمبی قید کے بعد اس لئے زندہ آگ میں جلا دیا گیا کہ اس نے دنیا کو ”عالم اسباب“ کہہ دیا تھا۔

- ۳ - زمین کے گول ہونے کا مسئلہ خلافت عبادیہ میں معلوم ہوا اور اس اکشاف سے مسلمانوں میں ایک درخت کا پتہ بھی نہ ہلا۔ مگر تبھی مسئلہ جب یورپ میں پہنچا تو قیامت برپا ہو گئی اور میسیوں فلاسفہ جو زمین کو گول کہنے لگے تھے قتل کر دیے گئے۔

- ۴ - چیچک کا یہ کل قطبیتیہ میں کافی دیرے سے رانج تھا۔ ۱۷۴۱ء میں ایک عورت ”سماۃ میری مونٹا“ اسے یورپ لے گئی تو پادریوں نے اس طریقہ علاج کی بے حد مخالفت کی۔ حتیٰ کہ بادشاہ سے درخواست کی گئی کہ شاہی اختیارات سے اس کا نفاذ روک دیا جائے۔

- ۵ - ”امریکہ میں جب یہ طریقہ لکھا کہ عورت کو ولادت کے وقت مندر کر دیا جائے تو تمام پادری مخالف ہو گئے کہ عورت کو ولادت کے وقت آرام پہنچانا خدا کی لعنت کا مقابلہ ہے، جو کرتا۔“ بہ سوم میں عورت ذات کے لئے موجود ہے<sup>۶</sup>

سرجان و لیم ڈپر لکھتا ہے:  
 ”مسلمانوں نے صرف مدارس قائم کرنے یا علمی کتابوں کی نقول و ترجم کرنے پر اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کی صحیح، ترمیم اور ترقی بھی کی اور بہت سے نئے علوم پیدا کئے۔ چنانچہ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کا ان علوم کی طرف زیادہ رجحان رہا۔ جن کا تعلق عمل، مشاہدہ سے تھا۔“

چنانچہ دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں مسلمان عالموں کے مشاہدات علاقہ اور تجربات ماہر ان تھے وہاں طب طبعیات اور کیمیا میں بھی نام پیدا کیا۔ اور ان مدارس کی مگر انی فراخ حوصلگی سے نطور یوں اور یہود یوں کی پسروں بھی کی جاتی تھی کسی شخص کو کسی بڑی خدمت پر مأمور کرتے وقت حکومت (اسلامیہ) کو یہ خیال نہ آتا تھا کہ وہ کس قوم سے تعلق رکتا ہے اس کے عقائد کیا ہیں بلکہ محض علمی قابلیت کا لاحاظ رکھا جاتا تھا۔ سائنس میں عربوں کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے اس کی تحصیل میں یورپ کے یونانیوں کا طریقہ اختیار کیا۔ یعنی ان کے علم کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر تھی۔ فن کیمیا میں ترازوں کا استعمال کیا جس کے اصولوں سے وہ پوری طرح واقف تھے۔

”ایک مدت تک یورپ میں فلکی، ریاضی اور طبیعی فنون عربوں کی تصانیف سے حاصل کئے جاتے تھے ساتویں صدی کے بعد تک بحر متوسط کی سیادت عربوں کو حاصل تھی۔ اس لئے انہوں نے اطالویوں اور فرانسیسیوں کو بہت سے عربی الفاظ دیئے۔ اہل فرانس کی طب کی بنیاد ہی ”عربی طب“ پر تھی۔ اس کے ذریعے انہوں نے بہت سے عربی الفاظ اختیار کئے۔ عرب سات صدیوں تک فرانس والٹی میں انگلی میں مختلف علوم پہنچاتے رہے اور اہل یورپ نے علوم طبی، ریاضی، فلکیات، کیمیا اور بہت سے علوم علماء اور ان عربی کتابوں سے سکھے جن کی اصل شائع ہو چکی۔ طبی علوم تمام تر عربوں ہی سے سکھے تر ہوئی صدی تک ان کا تمام تر داروں مدارانہیں پر تھا۔“ ڈاکٹر لوسمین لیک لرک لکھتا ہے:

”دنیا پھر وہ اعجاز آفرین منظر نہ دیکھ سکے گی جو نویں صدی (عینسوی) میں عربوں نے پیش کیا۔ یونان کے تمام علوم عربوں کی گرفت میں تھے۔ انہوں نے اپنی صفت میں اول درجے کے طلباء پیدا کئے جنہوں نے اسی وقت علمی حقیقت کے صحیح مذاق کا اظہار کیا۔“ ②

جان ڈبلیو کیمبل جو نیز لکھتا ہے:

”اسلام نے وہ کچھ حاصل کیا کہ دوسری کسی قوم نے اس کے حصول کی کوشش نہ کر سکتی۔ اسلام نے سائنس ایجاد کی۔ یہ کام روما اور یونان نہ کر سکا۔ روما میں صفائی کا انتظام نہ تھا۔ ایجنسز کے فلسفہ کا اہتمام نہ تھا۔ ہم نے سائنسی میراث روما اور یونان سے نہیں لی بلکہ صرف اور صرف اسلام سے لی ہے۔“ ③

عطش ڈرائی لکھتے ہیں:

”اسلامی انگلی میں سائنس کے ہر شعبہ میں تحقیقات کی تمام تر سہولتیں میر تھیں۔ طب کو بطور خاص فروع حاصل ہوا۔ جامعہ قرطہ میں علم بیت، کیمیا، جغرافیہ اور تاریخ کے شعبے قابل ذکر ہیں۔“ ④

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان عربی بولنے والے تہذیب و ثقافت کے عظیم مشعل بردار ثابت ہوئے۔ قرون وسطی میں بغداد اور انگلی میں بگدا اور انگلی کے مسلمان مفکرین ہی کو یہ لازوال عظمت حاصل تھی کہ انہوں نے خیال کی دوہریوں میں تال میل قائم کیا مسلمانوں کو تجرباتی علم کی اشاعت و تعلیم کا ذوق ابتدائی اسلام ہی سے دویعت کیا گیا تھا۔ اس لئے بنو امیہ نے ۲۲۱ء میں دمشق میں سائنس کے علماء کو جمع کرنا شروع کر دیا پھر ۸۲۱ء میں عباسیوں کے خلافاء خصوصاً منصور، ہارون اور مامون نے سائنسدانوں کی بے حد و حساب حوصلہ افزائی کی تو یہاں یہ کہنا زیادہ ضروری ہے کہ سائنسی فکر آنے والے عہدہ کی ”حکمت“ پر جو اثر ڈالا۔ اس کے پیش نظر مسلمان مفکرین کا یہ کارنامہ اولیٰ

① دی ہنزہ آف عرب نیڈیں: ۹۱-۹۲۔ ② اسلامک ربیو یو مارچ: ۱۹۵۵۔

③ سیارہ دا اجک شاپووہ صدیاں نمبرس: ۳۴۵۔

سرجان و نیم ڈر پر لکھتا ہے:

”مسلمانوں نے صرف مدارس قائم کرنے والے کتابوں کی نقل و تراجم کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی صحیح ترمیم اور ترقی بھی کی اور بہت سے نئے علوم پیدا کرے۔ چنانچہ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کا ان علوم کی طرف زیادہ رجحان رہا۔ جن کا تعلق عمل، مشاہدہ سے تھا۔“

چنانچہ دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں مسلمان عالموں کے مشاہدات عاقلانہ اور تجربات ماہر ائمہ تھے وہاں طب، طبیعتیات اور کیمیا میں بھی نام پیدا کیا۔ اور ان مدارس کی گمراہی فراخ حوصلگی سے نطور یوں اور یہود یوں کی پرد بھی کی جاتی تھی کسی شخص کو کسی بڑی خدمت پر مأمور کرتے وقت حکومت (اسلامیہ) کو یہ خیال نہ آتا تھا کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے اس کے عقائد کیا ہیں بلکہ محض علمی قابلیت کا لاحاظہ رکھا جاتا تھا۔ سائنس میں عربوں کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے اس کی تحصیل میں یورپ کے یونانیوں کا طریقہ اختیار کیا۔ یعنی ان کے علم کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر تھی۔ فن کیمیا میں ترازوں کا استعمال کیا جس کے اصولوں سے وہ پوری طرح واقف تھے۔

”ایک مدت تک یورپ میں فلکی، ریاضی اور طبعی فنون عربوں کی تصانیف سے حاصل کئے جاتے تھے ساتویں صدی کے بعد تک بحر متوسط کی سیادت عربوں کو حاصل تھی۔ اس لئے انہوں نے اطالویوں اور فرانسیسیوں کو بہت سے عربی الفاظ دیئے۔ اہل فرانس کی طب کی بنیاد ہی ”عربی طب“ پر تھی۔ اس کے ذریعے انہوں نے بہت سے عربی الفاظ اختیار کئے۔ عرب سات صدیوں تک فرانس والی میں انگلی میں مختلف علوم پہنچاتے رہے اور اہل یورپ نے علوم طبعی، ریاضی، فلکیات، کیمیا اور بہت سے علوم علماء اور ان عربی کتابوں سے سکھے جن کی اصل ضائع ہو چکی تھی۔ طبعی علوم تمام تر عربوں ہی سے سکھے تر ہوئیں صدی تک ان کا تمام تر دار و مدار نہیں پر تھا۔“<sup>۱</sup>

ڈاکٹر لوئیں لیک لکھتا ہے:

① دین رحمت۔ ص: ۱۶۳۔

”دنیا پھر وہ اعجاز آفرین مظہر نہ دیکھ سکے گی جو نویں صدی (عیسوی) میں عربوں نے پیش کیا۔ یونان کے تمام علوم عربوں کی گرفت میں تھے۔ انہوں نے اپنی صفت میں اذل درجے کے طباء پیدا کئے جنہوں نے اسی وقت علمی حقیقت کے صحیح مذاق کا اظہار کیا۔“<sup>۲</sup>

جان ڈبلیو کیبل جو نیز لکھتا ہے:

”اسلام نے وہ کچھ حاصل کیا کہ دوسری کسی قوم نے اس کے حصول کی کوشش تک نہ کی۔ اسلام نے سائنس ایجاد کی۔ یہ کام روما اور یونان نہ کر سکا۔ روما میں صفائی کا انتظام نہ تھا۔ آئینہ کے فلسفہ کا اہتمام نہ تھا۔ ہم نے سائنسی میراث روما اور یونان سے نہیں لی بلکہ صرف اور صرف اسلام سے لی ہے۔“<sup>۳</sup>

عش ڈر ڈانی لکھتے ہیں:

”اسلامی انگلیس میں سائنس کے ہر شعبہ میں تحقیقات کی تمام تر ہوئیں میراث ہیں۔ طب کو بطور خاص فروع حاصل ہوا۔ جامعہ قرطہ میں علم بیت، کیمیا، جغرافیہ اور تاریخ کے شعبے قابل ذکر ہیں۔“<sup>۴</sup>

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان عربی بولنے والے تہذیب و ثقافت کے عظیم مشعل بردار ثابت ہوئے۔ قرون وسطی میں بغداد اور انگلیس کے مسلمان مفکرین ہی کو یہ لازم اس عظمت حاصل تھی کہ انہوں نے خیال کی دو اور میں تال میں قائم کیا مسلمانوں کو تجرباتی علم کی اشاعت و تعلیم کا ذوق ابتدائی اسلام ہی سے دیت کیا گیا تھا۔ اس لئے بنو امیہ نے ۶۶۱ء میں دمشق میں سائنس کے علاوہ کو جمع کرنا شروع کر دیا پھر ۸۸۲ء میں عباسیوں کے خلفاء خصوصاً منصور، هارون اور ماامون نے سائنسدانوں کی بے حد و حساب حوصلہ افزائی کی تو یہاں یہ کہنا زیادہ ضروری ہے کہ سائنسی فکر نے آنے والے عبده کی ”حکمت“ پر جو اثر ڈالا۔ اس کے پیش نظر مسلمان مفکرین کا یہ کارنامہ اولین

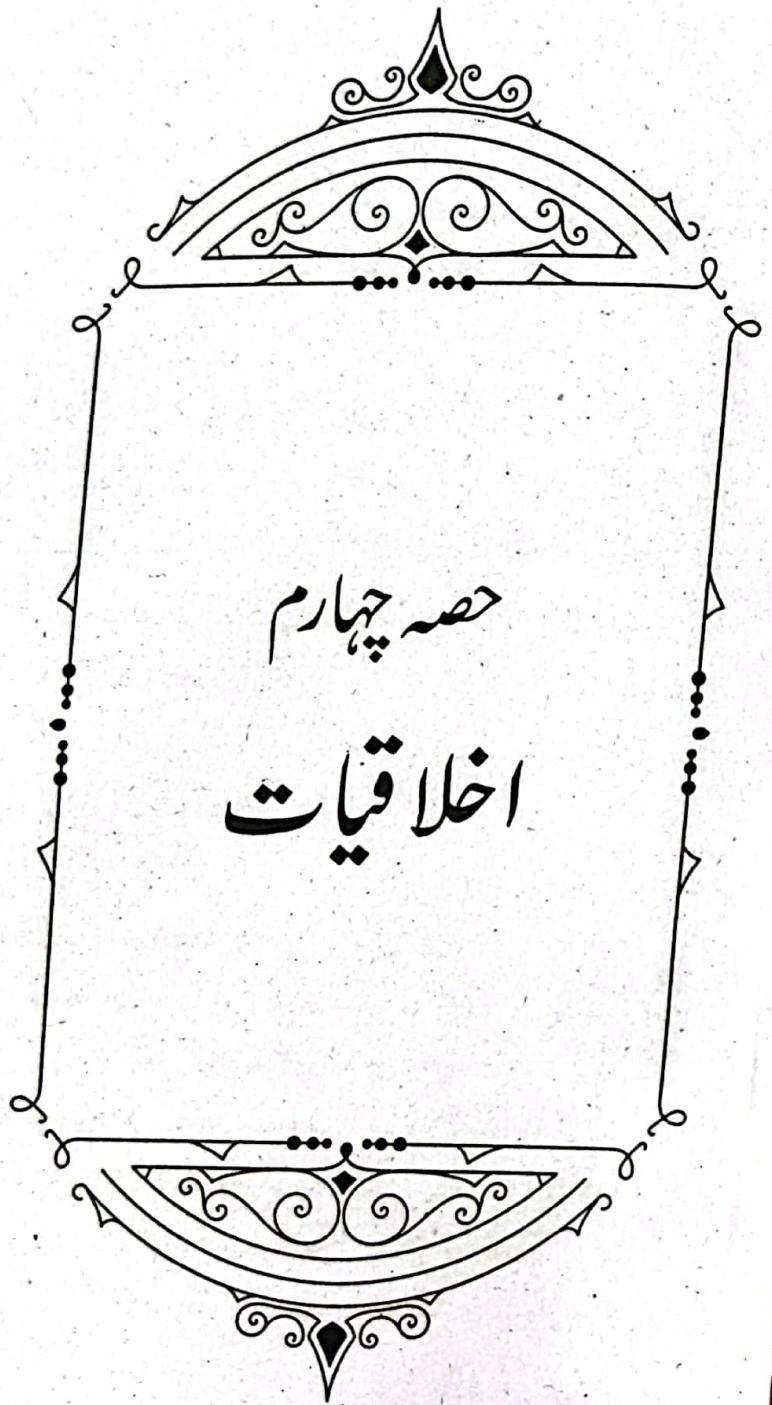
① دی ہستی آف عرب نیٹ یون: ۹۱-۹۲۔ ② اسلامک روپو مارچ: ۱۹۵۵ء۔

۳ یارہ ڈاگ: شیخوہ صدیقان نمبر: ۳۲۵۔

عظمت کا سختق ہے سب سے زیادہ پرمغز اور گرانقدر کتاب میں سائنسی موضوعات پر عربی میں تھیں۔ عربی نے آٹھویں صدی کے نصف سے گیارہویں صدی کے اختتام تک تک بنی نوع انسان کی ترقی پسندانہ زبان کا کردار ادا کیا۔ اس دور میں جو خوب باخبر ہونا چاہتا تھا (یعنی سائنس کا علم حاصل کرنا چاہتا تھا) اور تازہ ترین معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا تو اسے عربی زبان یکھنا اور پڑھنا پڑتی تھی۔ اس لئے ”علماء اسلام“ کو سائنس کاموں کی قرار دیا گیا ہے علم و حکمت کے اس دور میں مسلمان حکمرانوں نے مشرق و سطی اندرس اور پرتگال میں شاندار درسن گاہیں قائم کیں۔ الغرض مسلمانوں نے علم کی ہرشاخ اور ہرفن میں نیا پین اور نئی تحقیقات کا آغاز کیا۔ سائنسی علوم میں مسلمانوں نے جو کارنا سے سراج نام دیجے وہ رہتی دنیا تک قائم رہیں گے۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ مسلمانوں نے طبعی علوم میں جو ترقی کی منازل طے کیں، آج ہمارے عربی مدارس کے طلباء کو نہیں علوم کے ساتھ ساتھ ان علوم کی تعلیم بھی دی جانی چاہیے۔ اور اسی طرح سکولوں اور کالجوں میں سائنس کے ساتھ نہیں علوم کی تعلیم ضروری قرار دینی چاہیے تاکہ مغرب کے سائنسدانوں نے اپنے متعصب پر اگنہ، الحادی اور بے دین نظریات و عقائد کو ان علوم میں داخل کر کے انسانیت کو جسم مادہ پرستی کی راہ پر ڈال دیا ہے اور انسانیت اہل کلیسا، انجیل اور محدثین کی تحقیقات کے سہارے جی رہی ہے ان سے چھکارا ہے۔ اگرچہ آج ان کے ضمیر بوجمل ہیں اور وہ مادہ پرستی سے بچنگ آچکے ہیں۔ مگر جدیدیت کے ظاہری پرستار ضرور نظر آتے ہیں اس وجہ سے ہمارا معاشرہ افراط و تفریط کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ جس قوم کا ااضن نہ ہواں کا حال مستقبل تاریک ہوتا ہے۔ ہمارا ااضن روشن ہے اسی ناطے سے حال و مستقبل کوتباہک بنانا ضروری ہے یہ غنی خزانے ظاہر کئے جاسکتے ہیں۔ فنی علوم کے تجزیی پہلوؤں سے دنیا کا دامن محفوظ رکھنے کے لئے ہمیں مضبوط قوت بنانا ہوگا۔ آخر ”ہم کب تک“ دست سوال دراز کرتے رہیں گے۔ ہمیں ان مادی علوم میں بھی خود کفیل ہونا چاہیے جو ہماری اپنی میراث ہے اور جن کی طرف علامہ اقبال یوں اشارہ فرمائے ہیں۔

مگر وہ علم کے موقع کتابیں اپنے آباء کی انبیاء دیکھیں جو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ



تدریس قرآن و حدیث ۱۴۴

خلاقات

الف) قرآنی آمات

١: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَأْتُوا الَّذِينَ  
إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَفُطُولُ النَّاسِ حُسْنًا وَأَقْبَلُوا  
الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّتُمُ الْأَقْلِيلًا قَنْبُكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ﴾ ٥٠

”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور مال بآپ اور رشتہ داروں اور تیکوں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا۔ اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا تو چند شخصوں کے سوامی ب (اس عہد سے) منشی پھر کر پھر بنشی۔“

مونکو تمام اعمال میں عدل و احسان کا معاملہ کرنا چاہیے اور جب بھی کوئی بات کریں تو اپھی بات کریں، ( بصورت دیگر خاموشی اختیار کر س۔ )

٢: ﴿لَقُلْ تَعَاوَلُوا أَتُلْ مَا حَرَمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ إِلَوَالَّدِينَ إِحْسَانًا ۝ وَ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مَنْ إِمْلَاقٌ لَنَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ إِلَيْهِمْ ۝ وَ لَا تَقْرِبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۝ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِيقَةِ ذَلِكُمْ وَ ضَلَّكُمْ بِهِ كَلَّمُكُمْ تَعْقِلُونَ ۚ وَ لَا تَقْرِبُوا مَالَ الْبَيْتِ الْحَمِيمِ إِلَّا بِالْأَيْمَنِ هَيْ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشْدَهُ ۝ وَ أَوْفُوا الْكِيلَ وَ الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۝ لَا تُكْفِرُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۝ وَ إِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَ لَوْ كَانَ ذَا

کہہ دیجیے کہ (لوگو!) آدمیں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پورا دگار نے تم پر حرام کر دی ہیں (آن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی نیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اچھا سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندر یتھے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دینتے ہیں۔ اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُس کے پاس نہ پہنچنا۔ اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور تم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور ماپ اور توں انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اُس کی طاقت کے مطابق اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گوہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور اللہ کے عباد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اُسی پر چلنا اور اورستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پر ہیز گا رہو۔“

ان آیات کریمہ میں وہ تاکیدی نصیحتیں کی گئی ہیں، جو شخص نبی کریم ﷺ کا سر بمنہر خلقت پر ہٹھا چاہے وہ ان آیات کا مطالعہ کرے۔ ①

۱۰ تفصیل کے لیے دیکھیے: حافظ جلال الدین قاسی رض کی تالیف الشعاعی کی دس تاکیدی نصیحتیں، حقیق و اضافہ ذکر  
۱۱ الانعام: ۱۵۲-۱۵۱).

فون میٹھے حسن۔

۳: ﴿كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدُ اللَّهِ وَعَهْدُ رَسُولِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَهْدَهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْعَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾ ۰

”بھلامشکوں کے لئے (جنہوں نے عہد توڑ دالا) اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک عہد کیوں کرنا (قائم) رہ سکتا ہے۔ ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے نزدیک عہد کیا ہے اگر وہ (اپنے مسجد پر) قائم رہیں تو تم بھی (اپنے قول و قرار پر) قائم رہو بے شک اللہ پر ہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔“

عہد کی پاسداری کرنا دین کی اہم ترین تالیفات میں سے ہے، قیامت کے دن عہد کے بارے میں بھی باز پر ہوگی۔

۴: ﴿وَمَا يَتَّبِعُ الْكُثُرُ هُمْ لَا ظَنَّا طَ اَنَّ الظَّنَّ لَا بُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَهِيدٌ طَ اَنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ بِمَا يَفْعَلُونَ﴾ ۰

”اور ان میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کار آدمیں ہو سکتا۔ بے شک اللہ تھہارے (سب) اعمال سے واقف ہے۔“

بدگانی سے بچتا چاہیے، بدگانیاں گناہ ہوتی ہیں، جیسا کہ سورۃ الحجرات میں تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

۵: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا طَ اُولَئِكَ يُعَذِّبُونَ عَلَى رَيْبِهِمْ وَ يَقُولُ الْأَشْهَادُ هُؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَيْبِهِمْ طَ اَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

الظَّالِمِينَ ﴿۱﴾

”اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ افtra کرے؟ ایسے لوگ اللہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سُنْ رَكُوكَ ظَالِمِوْنَ پَرَ اللَّهُكَ لِعْنَتٍ هَـۚ“

اسلام میں ظلم اور جھوٹ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا منافقین کی علامت ہے۔  
۶: ﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرِيْبَةً كَانَتْ أَمْنَةً مُطْبَيْتَةً يَأْتِيْهَا رُزْقَهَا رَعْدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرُتْ بِإِنْعَمِ اللَّهِ فَإِذَا قَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخُوفِ إِبَـا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿۲﴾

”اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) اسکے جیسیں سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق با فراغت چلا آتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی تاشکری کی تو اللہ نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (تاشکری کا) مزہ چکھا دیا۔“

مومن کو اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہیے۔ تاشکری کی وجہ سے نعمتیں بھی جہن جاتی ہیں اور عذاب بھی نازل ہوتا ہے۔

۷: ﴿وَيُلِّيْلُ الْمُطْكَفِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَأَيُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ طَ وَإِذَا كَأْوُهُمْ أَوْ زَنْوُهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿۴﴾

”ما پ اور قول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کریا تو کم کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔“

۱/۱۱ مود: ۱۸۔

۲/۱۶ النحل: ۱۲۲۔

۳/۸۳ المطففين: ۱-۳۔

۱/۹ التوبۃ: ۷۔

۲/۱۰ یونس: ۳۶۔

ما پ تول میں ڈنڈی مارنے سے حقوق العباد غصب ہوتے ہیں، بعض اقوام کی تباہی کا ایک سبز  
ما پ تول میں کمی کرنا بھی تھا۔

ب) احادیث مبارکہ

۱: عَنْ أَبْنَىٰ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الظُّلُمُ ظُلُمَاتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ①

”حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا: ظلم قیامت کے روز تاریکیوں کا باعث ہوگا۔“

آخرت کے اندر ہروں سے بچنے کے لیے ظلم سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ظالم مظلوموں کو  
نیکیاں یا ان کے گناہ اپنے سر لے کر ہی قیامت کے ظلم کی تلافی کر پائے گا۔

۲: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الظُّلْمَ، إِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنْقُوا الشَّحَّ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. ②

”حضرت جابرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم  
سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندر ہروں کا باعث ہوگا اور محل سے بچو کیونکہ اس  
نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔“

۳: عَنْ أَبْنَىٰ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ. ③

① بخاری: ۲۴۴۷؛ مسلم: ۲۵۷۹.

② مسلم: ۲۵۷۸.

③ بخاری: ۶۰۴۴؛ مسلم: ۶۴.

”حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
مسلمان کو گالی بڑیا، نافرمانی اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔“

مسلمان کو سب و شتم کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ گالی گلوچ کرنا منافق کی عادت ہے۔ مسلمان سے  
لڑائی کرنा کفر ہے۔ (ہذا ہم اگر وہ کہیں لڑ پڑیں تو انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جائے  
گا۔ کیونکہ یہ کفر مخرج عن ملة نہیں ہے۔

۴: عَنْ أَبِي ذِئْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَوْنَهُ عَنْ رَبِّهِ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بِيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا. ①

”حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے اپنے رب سے روایت کی، اس  
نے فرمایا: میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے لئے حرام ٹھہرایا ہے اور تمہارے درمیان  
بھی اس کو حرام قرار دیا ہے پس تم با ہم ظلم نہ کرو۔“

حقوق اللہ سے لے کر حقوق العباد تک ظلم کی ہر قسم سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ عدل و  
انصاف پر قائم رہنا چاہیے۔

۵: عَنْ قُطْبَةِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ: اللَّهُمَّ جَنِبْنِي مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْأَذْوَاءِ. ②

”حضرت قطبہ بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمایا کرتے  
تھے: اے اللہ! مجھے برے اخلاق، برے اعمال، برے خواہشات نفس اور برے

بیماریوں سے محفوظ رکھنا۔“

برے اخلاق اور مکرات سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے انجام بھی کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برے اخلاق، برے اعمال، خواہش پرستی اور مذہبی بیماریوں سے محفوظ رکھیں۔

یا حی یا قیوم بر حمتک استغیث  
نوٹ:..... حصہ حدیث کے لیے شرح اربعین نووی کا مطالعہ کیجیے۔

## سیدنا و آنحضرت

- تدریس قرآن و حدیث 151
- ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی تحریری کاوشیں**
- ۱: فتاویٰ افکار اسلامی، ۱۳۳ سوالات کے جوابات
  - ۲: تفسیر معارف البیان، سورہ الباتحة اور البقرۃ (۵۰ آیات)
  - ۳: دین اسلام، ایک ہی نظر میں ۳۲: سبیرہ گناہ اور ان کی پہچان کے اصول
  - ۴: مظلوم صالحیات شناخت، ظلم و نا انصافی کی نوعیت (HEC سے منظور شدہ)
  - ۵: التأثیر الاسلامی فی شعر الطاف حسین حالی (ویلہ رسائل حالی العربیہ) (HEC سے منظور شدہ)
  - ۶: نبی کریم ﷺ کی نعمتی بینیں اور ان کے شوہر (HEC سے منظور شدہ)
  - ۷: نبی کریم ﷺ کا حجۃ مبارک، تعمیری مرافق اور متعلقہ شرعی احکام
  - ۸: شوق عمل، ارکان اسلام پر عمل کی ترغیب
  - ۹: ایمان کی شاخیں ۱۰: ایمان کی شاخیں
  - ۱۱: سیاحت امت المعرفہ پر شوق جہاد ۱۲: پاک داشتی اور اس کی حفاظت کی شرعی تدابیر
  - ۱۳: سجدہ تلاوت کے احکام اور آیات سجدہ کا پیغام
  - ۱۴: لغت عرب کے ابتدائی تو امداد اور جدید عربی بول چال مع قصص الشہیین (عربی، اردو، انگریزی)
  - ۱۵: نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہؓؓ کے مشترک اوصاف، مشترک انعامات
  - ۱۶: ہدیہ برائے محسن کائنات (تکفیر) درود و سلام کی برسات۔ (درود کے فضائل اور ثابت شدہ کلمات)
  - ۱۷: تفسیر میں عربی لغت سے استدلال کا منبع (Ph.D. علوم اسلامیہ کا مقالہ)
  - ۱۸: اسلام کا تجارتی ضابطہ اخلاق ۱۹: اسلام ایک نظر میں
  - ۲۰: پریشانیوں اور مشکلات کا حل (شبیاز حسن / حافظ حمزہ کاشف) (کتبہ فہیم ائمہ یا بھی شائع ہو گئی ہے)
  - ۲۱: تدریس قرآن و حدیث (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسراeel فاروقی / شبیاز حسن)
  - ۲۲: تعلیم اسلامیات (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسراeel فاروقی / شبیاز حسن)
  - ۲۳: جنت کا منظر معد جنت میں داخلے کا سبب بننے والے اعمال (شبیاز حسن / حافظ حمزہ کاشف)
  - ۲۴: دوزخ کا منظر معد جنم میں داخلے کا سبب بننے والے اعمال (شبیاز حسن / حافظ حمزہ کاشف)
  - ۲۵: اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات اور اعمال و آداب
  - ۲۶: مقام قرآن (میاں انوار اللہ / شبیاز حسن) ۲۷: قرآنی اور محقق منون اذکار و دعا عکس
  - ۲۸: قرآنی دعائیں اور اہم اذکار (مختصر) ۲۹: روزمرہ کے اہم اذکار اور بیماری پیاری دعا عکس
  - ۳۰: قرآنی دعائیں اور اہم اذکار (انگریزی)
  - ۳۱: مساجد کی آباد کاری ۳۲: میرے محن میرے مرتبی حافظ عبدالرشید اظہر بلان
  - ۳۳: لاہور کی مساجد اعلیٰ حدیث ۳۴: حاضرات حدیث

## اردو تراجم اور تعلیقات

- ۱: صداقت نبوت محمدی (دلائل البوأة از ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار کا ترجمہ و تعلیق)
- ۲: بدعات کا انسائیکلو پیڈیا (قاموس البدع، علامہ ناصر الدین البانی بیش کی تحریروں کے مجموعے کا ترجمہ و استدراک)
- ۳: غسل، وضو اور نماز کا طریقہ مع دعا میں (الوضوء والغسل والصلوة لعشیمین کا ترجمہ و تعلیق)
- ۴: بیماریوں کا علاج، دعا، دم اور غذا کے ذریعے (الدعاء، وبیله العلاج بالرقی از ابن وہف قحطانی)
- ۵: جہنم اور جہنیوں کے احوال (الدار حالها و احوال اهلہ الابی سالم النذیر)
- ۶: خوش نصیبی کی راہیں (طريق الهجرتين و باب السعادتين لابن القیم الجوزیۃ کا ترجمہ اور تلخیص و تعلیق)
- ۷: جنت میں خواتین کے لیے انعامات (احوال النساء فی الجنة لمحمد بن صالح الخرش)
- ۸: فرقہ پرسی کے اسباب اور ان کا حل (الافترق۔ اسبابہ علاجہا) (ناشر سے مسودہ گم ہو گیا ہے)
- ۹: اصول الکرخی (مکتبہ امداد اللہ مہاجر کی، دیوبند انڈیا سے بھی شائع ہو گئی ہے)
- ۱۰: دنیا ڈھلتی چھاؤں (الدنيااظل زائل) (زیر طبع)
- ۱۱: صحیح بخاری میں امام بخاری بیش کا مشیح (عادات الامام بخاری فی صحیحه از شیخ عبدالحق ہاشمی بیش)
- ۱۲: نجات یافتہ لوگوں کا عقیدہ (از شیخ عبدالحق ہاشمی بیش)
- ۱۳: آسان شرح عقیدہ طحاویہ (الشرح المیسر از ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمن الحمیس)
- ۱۴، ۱۵: زبدۃ التفسیر من تفسیر فتح العدیل للشوکانی (تفسیر سورۃ الفاتحۃ تال عمران)

## نظر ثانی شدہ کتب

- ۱۔ اردو ترجمہ قرآن مجید از مولانا محمد ارشد کمال
- ۲۔ صحیح ابن خزیمہ (ترجمہ و شرح)
- ۳۔ مشکوٰۃ المصانع (ترجمہ)
- ۴۔ حدیث اور خدام حدیث از میاں انصار اللہ
- ۵۔ المسندی عذاب القبر از مولانا محمد ارشد کمال
- ۶۔ عذاب قبر، قرآن کی روشنی میں از مولانا ارشد کمال کے۔ ذکر اللہ کے فوائد از پروفیسر عنایت اللہ مدینی
- ۷۔ تقلید کی شرعی حیثیت۔ منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزیوں کے علمی جوابات۔ گناہوں کی معافی کے درس طریقے۔ اللہ تعالیٰ کی دس تا کیدی صحیحتیں۔ سورۃ الاخلاص کا پیغام توحید۔ آیت الکرسی اور عظمت الہی۔
- ۸۔ دعوت قرآن و حدیث (تحریک و تحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) (از حافظ جلال الدین قاسمی)
- ۹۔ توبہ کا دروازہ (میاں انصار اللہ)
- ۱۰۔ اسلامی عقائد۔ دو مسلمانوں کا مکالمہ
- ۱۱۔ تفسیر النساء (عورتوں سے متعلق تفسیر)
- ۱۲۔ نبی کریم ﷺ کے خواب
- ۱۳۔ لفظ عشق کے استعمال کی شرعی حیثیت
- ۱۴۔ احکام شریعت میں حدیث و سنت کا مقام۔ دین کے دونوں۔ قرآن اور صاحب قرآن۔ اسلامی نظام معاشرت کی بنیادی اکائیاں۔ جہاد اور عصر حاضر کی جہادی تحریکیں (از حافظ عبد الرشید اظہر شہید بیش)

# تدریس قرآن و حدیث



مکتبہ امکار اسلامی